هٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّی

میری انتہائے نگارش یہی ہے
تیرے نام سے ابتدا کر رہا ہوں

افشائے راز

مؤلفہ
خانصاحب حاجی - ایم - غلام حسن خاں - پشاوری
ایم - آر - اے - ایس - ایڈ - ایف - بی - ای - ای (لندن)

مولانا محمد الدین صاحب نقشبندی مجددی کے
زیر اہتمام
مطبع محبوب المطابع دہلی میں چھپی

بار دوم

تعداد ۲ ہزار

۷۸۶

تمہید

معزز ناظرین! آپ کی بیحد قدر دانی اور حوصلہ افزائی کی وجہ میں مجبور ہوا ہوں۔ کہ اپنی اس ناچیز تالیف کو بجد اضافہ و نظر ثانی دوسرے ایڈیشن کی صورت میں پھر آپ قدر دانوں کے خوانِ علم و ادب پر چُن کر مزید عزت افزائی کا متمنی ہوں ؛

چونکہ بفضلہ میری اس کتاب کی آمدنی بھی میری پچھلی کتابوں کی طرح "ترقی تعلیم نسواں میں وقف ہے" لہٰذا ناظرین محترمین سے قوی امید ہے۔ کہ بطور سابق اپنی دریا دلی وکشادہ قلبی اور کرم فرمائی کا ثبوت دے کر اس "کارِ خیر" میں میرا ہاتھ بٹائیں اور بمصداق "ہم خرما و ہم ثواب" پر عمل فرما کر خوشنودیٔ دارین حاصل کریں گے ؎

گر قبول افتد زہے عز و شرف

المُلتمِس

خاکسار۔ محمد غلام حسن خان پشاوری

"اقبال منزل" بلی ماران۔ دہلی

از روزنامہ احسان لاہور مورخہ ۸ مئی ۱۹۳۶ء

الماس یعنی ہیروں کا بادشاہ

یہ ایک دلچسپ سبق آموز اخلاقی ناول ہے جس کو حاجی محمد غلام حسن خان پشاوری نے تالیف کیا ہے۔ کتاب دلکش پیرایہ میں لکھی گئی ہے ایک دفعہ شروع کرنے کے بعد ختم کئے بغیر چھوڑنے کو دل نہیں چاہتا۔

کہانی کا مختصر خلاصہ یہ ہے کہ ایک یتیم لڑکا حالت افلاس میں زندگی بسر کر رہا ہوتا ہے کہ اس پر انعام خداوندی ہوتا ہے۔ اور وہ لاکھوں روپے کے ہیروں کا مالک بن جاتا ہے۔ اسے یہ ہیرے کیسے حاصل ہوتے ہیں یہ ایک دلچسپ قصہ ہے۔ جو پڑھنے سے تعلق رکھتا ہے۔ کتاب کا حجم ۳۶۰ صفحات ہے۔ مجلد ہونیکے علاوہ ٹائیٹل کا لباک دیدہ زیب ہے۔ اور دو ہاف ٹون فوٹو بھی اسمیں شامل ہیں۔ لکھائی چھپائی خوبصورت ہے اور ان تمام خوبیوں کے باوجود کتاب کی قیمت صرف ایک روپیہ آٹھ آنے ہے۔ یہ کتاب پتہ ذیل سے مل سکتی ہے:-

خان صاحب حاجی محمد غلام حسن خان آرمی کنٹریکٹر اینڈ لینڈ لارڈ ہ منیر لائنز احمد نگر دکن۔ کتاب ہذا الماس یعنی ہیروں کا بادشاہ کی قیمت اب عہ؍ کر دی گئی ہے۔ شائقین حضرات مؤلف سے پتہ بالا پر طلب فرمائیں۔

یا ستار　　بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ　　یا غفار

ہُوَ الباقی

میں اپنی اس ناچیز محنت کو اپنی مجموعۂ خوبی - علم دُوست و لاثانی بیوی - مرحومہ و مغفورہ - جن صاحبہ **اقبال جان** - والدہ ماجدہ عزیز القدر محمد بشیر الحسن خان زاد اللہ عمرہٗ کے نام نامی پر معنون کرتا ہوں -

آہ! مرحومہ کی عمر عزیز نے وفا نہ کی اور جوانی ہی میں یہاں چند یوم بیمار رہ کر اپنی تیرہویں سات یوم کی بچی کو بلکتا چھوڑ کر اس جہان فانی سے عالم جاودانی کو سدھاریں "اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ"

خداوند کریم و رحیم مرحومہ کو اپنی جوارِ رحمت میں جگہ دے - اور ہم پس ماندگان کو صبر جمیل عطا فرماوے آمین ثم آمین -

سچ ہے "کُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَۃُ الْمَوْت" ہیں ڈنکے کی چوٹ بتلا رہا ہے کہ ؎

موت سے کس کو رستگاری ہے
آج وُہ کل ہماری باری ہے

اللّٰہ بس باقی ہوس!

دلفگار

اخفر العباد - محمد غلام حسن خان پشاوری - اقبال منزل - پل بنگش
ڈاکخانہ اقبال منزل دہلی

تحریر یکم جنوری ۱۹۳۶ء

از خانصاحب شیخ غلام محی الدین صاحب بی اے بی ٹی۔ پی ای ایس
ڈسٹرکٹ انسپکٹر سکول و سکرٹری ٹیکسٹ بک کمیٹی دہلی ۲۰ اکتوبر ۳۲ء

میرے مکرم دوست خانصاحب حاجی محمد غلام حسن خانصاحب آرمی کنٹرکٹر نے نوجوانوں کی اخلاقی اصلاح کی غرض سے ایک ایسی کتاب تالیف کی ہے جس کو ہیروں کا بادشاہ (الموسوم الماس) کہنا بالکل بجا و درست ہے۔ طرز بیان اس قدر صاف اور موزوں ہے کہ شروع کرنے کے بعد اس کو ہاتھوں سے چھوڑنے کو جی نہیں چاہتا۔ عبارت کے انداز اور مضمون کی ضرورت کے لحاظ سے ایسے پاکیزہ اشعار منطبق کئے ہیں کہ پڑھنے والے کی طبیعت میں ایک خاص شگفتگی اور دلبستگی پیدا ہو جاتی ہے۔

انسان کی زندگی بلاشبہ ایک سمندر کی طرح ہے جس میں کبھی طوفان کا رنگ ہے کبھی سکون کی حالت۔ اس کے آئینہ میں مدوجزر کی تصاویر اترتی ہیں۔ اگر انسان گھبرا جائے تو غرق ہونا یقینی ہے۔ اس کتاب میں انسان کی تغیر و تبدل کی حالت کا نقشہ کھینچا گیا ہے۔ نوجوان سمجھ سکتے ہیں کہ تغیر ضروری ہے۔ اس لئے ثروت میں غافل اور افلاس میں مایوس ہونا اس کی زندگی کے ارتقائی اصول کو جھٹلانے والی چیزیں ہیں استقلال اور ثابت قدمی کے جذبات ہی اس کے لئے ناخدائی کا کام دیتے ہیں۔ فلپ انین کی سرگذشت پڑھنے کے بعد انسان کو معلوم ہو جاتا ہے

خان صاحب ڈاکٹر حاجی زاہد حسین صاحب بی ایم ایس اسسٹنٹ سول سرجن ریٹائرڈ شاہد میڈیکل ہال الہ آباد۔ مورخہ ۶ جنوری سنہ ۱۹۳۷

عنایت و کرم فرمائے بندہ دام الطافکم بتسلیم بصد تکریم کتاب مرسلہ پہنچی یادآوری کا شکریہ۔ افسوس ہے کہ تردّدات چند در چند نے اتنی فرصت نہ دی کہ اس سے قبل عریضہ لکھتا۔ آپ کی کتاب اسم بامسمیٰ ہے۔ اسکا نام الماس ہے اور تصانیف کے خزانہ میں دراصل یہ ایک گراں بہا ہیرا ہے۔ اردو زبان میں جو کتابیں لکھی جاتی ہیں وہ زنانہ مکان میں جانے کے قابل نہیں ہوتیں بچوں کی نگاہ سے بچانے کے قابل ہوتی ہیں۔ آپ کی تصنیف میں قلب امین کا کیرکٹر بچوں کے لئے ایک اعلیٰ تریں نمونہ ہے۔ زبان نہایت صاف اور ہیرے کی طرح جگمگاتی ہوئی عبارت۔ اس پر جو شعر اور جو مصرعہ جہاں آپ نے لکھدیا ہے وہ اپنی اپنی جگہ ہر ایک ہیرے کی کنی کا کام کر رہا ہے۔ سبحان اللہ سبحان اللہ

میں نہایت خلوص سے آپ کو آپ کی کامیاب تصنیف پر داد دیتا ہوں اللہ آپ کے قلم کو اور قوت بخشے۔ اور آپ کو اتنا اطمینان نصیب ہو کر لڑکیوں اور بچوں کے لئے آپ کی تصانیف کا ایک بڑا ذخیرہ جمع ہو سکے۔ آپ کی عبارت اس قدر دلگداز ہے کہ کتنی مرتبہ میری بوڑھی آنکھوں سے آنسو بے اختیار ٹپک پڑے۔ دو روز تک فرصت کے وقت بجز اس کتاب کے مطالعہ کے اور کوئی مشغلہ نہ تھا۔ آپ جادو رقم ہیں خدا اس جادو کو چلتا ہوا رکھے۔

نا قابلیت کا نتیجہ ہوتے تو غالباً اس سرگذشت کی اخلاقی اہمیت دوبالا ہوجاتی ۔

مؤلف موصوف نے ایسی کتاب لکھ کر نوجوانوں پر عام طور سے اور عشقیہ ناولوں کے دلدادوں پر خاص طور سے بڑا احسان کیا ہے ۔ یہ نادر کتاب جس کا حجم ۳۶۰ صفحے ہے اور مجلد ہے ۔ دارالاشاعت ریلوے روڈ لاہور سے عہ میں مل سکتی ہے ۔ چونکہ مصنف نے اس کی آمدنی ترقی تعلیم نسواں کے کاموں کے لئے وقف کی ہوئی ہے ۔ اس سے اس کی اشاعت میں امداد دینا ہم خرما ہم ثواب کا مصداق ہے ۔

غلام محی الدین ۔ ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس صوبہ دہلی
۲۸ اکتوبر سنہ ۱۹۳۳ء

منقول از رسالہ عالمگیر ۔ لاہور بابت ماہ اگست سنہ ۱۹۳۵ء

(ریویو)

الماس ۔ مولفہ جناب خانصاحب حاجی محمد غلام حسن خان پشاوری آنریری مجسٹریٹ ۔ قیمت عہ ۔ ملنے کا پتہ ۔ اقبال منزل پل بنگش دہلی ۔

یہ ایک پُر درد اور معمور حقائق ناول ہے جس کے ذریعہ سے سیرت انسانی کے تمام عیوب و محاسن کی تصویر کشی کی گئی ہے ۔ موجودہ زمانہ میں ناولوں کی اشاعت جتنی کثرت سے ہو رہی ہے ۔ اسی قدر ناول نویسی کے حقیقی مقاصد فوت ہو رہے ہیں ۔ چنانچہ اکثر ناولوں کی افسانویت

کہ والدین جیسی عزیز اور مفید ہستی اس کی آنکھوں کے سامنے اُٹھ جاتی ہے وہ دنیا کے مصائب اور آزمائش میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ اگر وہ ہمت اور حوصلے کو ہاتھ سے نہ چھوڑ دے تو رہنمائی کے اسباب خود بخود رونما ہوتے ہیں۔ حشمت و اقبال آسمانی فرشتے بن کر اس کی غلامی کرتے ہیں۔ یہ وقت آزمائش کا ہے جبکہ اکثر لوگ صراط مستقیم سے بھٹک جاتے ہیں اپنے آرام ونشاط پر ایسے منہمک ہوتے ہیں کہ ان کو دوسروں کی تکالیف اور مصائب کو دیکھ کر بھی دل پر چوٹ نہیں لگتی۔ اس وقت نیک سلوک کرنا اور رفاہ عام کے کاموں میں عملی حصہ لینا کسی جوانمرد کا ہی کام ہے۔ فلپ امین نے ایک عظیم الشان یتیم خانہ کے قیام سے اس کا عملی ثبوت دیا ہے نیز اس نے ثابت کر دیا ہے کہ غلط کار اور بدمعاشوں کی اصلاح انتقام کے جذبات سے حاصل نہیں ہو سکتی۔ بلکہ عفو اور عملی ہمدردی ہی اس کو پورا کر سکتے ہیں۔

صنف نازک کے جذبات کو ملحوظ رکھنا اور وفاداری کی کشش سے ان کو حاصل کرنا نوجوان کے اخلاق کا ایک نمایاں پہلو ہے۔ فلپ امین نے اس طریق کو بہت خوبصورتی سے نبھایا ہے۔

شہاب ثاقب کے مضمون نے اس کتاب کی اخلاقی اہمیت کو کسی قدر کمزور کر دیا ہے۔ دنیا میں ایسی دولت و ثروت کا حصول جس کے پیچھے محنت اور مشقت کے اسباب موجود نہ ہوں انسانی زندگی کی اصلاح کے لئے کوئی قیمت نہیں رکھتا۔ اگر فلپ امین کے جواہرات اس کی اپنی محنت اور

ہمت مرداں مدد خدا

بنام جہاں دار جاں آفریں

ہر کسے نازد بعقل و دانش و تدبیر خویش ــ من بفکر ناظریں بر خوبیٔ تقدیر خویش

"افشائے راز"

پہلا باب

جیسفر ٹومکس عین وقت پر پہونچتا ہے

نہ کر شمار کہ بخشش ہے بیشمار تری ــ مرے گناہ نہیں ہیں شمار کے قابل

ایک تندرست متوسط العمر آدمی ایک قدم آگے بڑھا اور لکڑی کے جنگلے کو ہاتھ سے پکڑ لیا۔ جونہی خلقت سے بھری عدالت میں شیشن جج کے منہ سے اپنا نام سنا۔

جج۔ جان ہکسٹ تم جعلی سکہ بنانے کا جُرم ثابت ہو گیا ہے مقدمہ کی چھان بین اور تفتیش بڑی جانفشانی سے کی گئی ہے۔

ادھر ممبران جیوری بھی متفق الرائے ہیں علاوہ اسکے قبل بھی تم پانچ سال کی قید بھگت چکے ہو۔ اسلئے میں تمہیں آج دس سال

سر تا پا ان امور میں ڈھلی ہوتی ہے جو سطحی جذبات کے باعث اشتعال اور اخلاقی انحطاط کا ذریعہ ہے۔ لیکن "الماس" کا دامن ان قباحتوں سے پاک ہے۔ اس ناول میں جہاں دلچسپ افسانویت بوجوہ تمام موجود ہے۔ وہاں انسانی فطرت کے تمام پہلوؤں کی ترجمانی بھی نہایت عام فہم پیرایہ میں کی گئی ہے۔ الماس کے مطالعہ سے وہ تمام نفسیاتی کیفیتیں منظر عام پر دکھائی دیتی ہیں جن پر الفاظ و نطق کی تنگ دامانی کا پردہ پڑا رہتا ہے۔ ہمارے خیال میں الماس کی اشاعت نے اس اعتراض کو کہ مشرقی افسانہ نگاری قلب و وجدان اور سیرت و اخلاق کی آئینہ دار نہیں بالکل بے معنی ثابت کر دیا ہے۔ اس بہترین تصنیف پر حاجی صاحب قابل صد ہزار تحسین ہیں ہم۔ "عالمگیر" کے ناظرین سے پرزور سفارش کرتے ہیں کہ اس کتاب کے مطالعہ سے استفادہ حاصل کریں۔

(ادارہ عالمگیر)

جان ہیکسٹ۔ ہاں بیٹا اسی طرح رہو۔ اور اسی حال میں گذارے جاؤ کہ یہ تمہارے لیئے اور اچھا ہوگا۔ جبکہ میرے بعد تمہارا سوائے خدا کے اور کوئی خبر گیراں نہیں۔ آہ اپنی بیچاری ماں کا خیال رکھنا اور اس کی خدمت کرنے میں کوتاہی نہ کرنا۔ تمہارے ایسا کرنے سے میری قید کی گھڑیاں اچھی کٹیں گی۔ جاؤ خدا تمہارا حافظ و ناصر ہو۔ ؎

رنج اتنا نہیں میرا جسے لکھے کوئی

یہ مرے نامۂ اعمال میں کیونکر آیا

یہ کہتے ہوئے اُس نے چارلی کے ہاتھ کو آخری دفعہ ذرا اور زور سے دبایا اور گھوم کر کٹہرے کی سیڑھیوں سے نیچے اُتر پولیس کے ہمراہ لوگوں کے ہجوم میں غائب ہوگیا۔ ؎

نتیجہ کیونکر اچھا ہو نہ ہو جبتک عمل اچھا

نہیں بویا ہے تخم اچھا تو کب پاؤ گے پھل اچھا

چارلی بیچارہ روتا مغموم لوگوں کی زد سے بچتا گلیوں و بازار سے ہوتا ہوا سیدھا اپنے گھر جو "ڈنبیری لین" کے علاقہ بنام "برڈز نیسٹ" BIRDS NEST میں تھا۔ جا پہونچا اور دروازہ کو ڈھکیل کر جوں ہی وہ اندر جانے لگا تو اُسے برابر والے کمرہ میں بوتل سے گلاس کے ٹکرانے کی آواز آئی۔ مگر جیسے ہی وہ اس کمرہ میں داخل ہوا تو اُسے گلاس یا بوتل تو نظر نہ پڑی مگر ہاں ایک لمبی دبلی پتلی عورت الماری کے پاس جس کو وہ بند کر رہی تھی کھڑی دکھائی دی۔ اور ساتھ ہی اُس کے شراب کی بو بھی اُسکو محسوس ہوئی

قید سخت کی سزا دیتا ہوں۔

ملزم نے جج کا حکم بغور سنا۔ اور سر جھکائے مؤدب کھڑا رہا

یکایک جوں ہی اس نے سر اٹھایا تو اس کی نگاہیں ایک تیرہ۱۳ سالہ لڑکے پر جم گئیں۔ جو کھینچ کر قریب ہی کھڑا تھا۔ اور ملزم سے ہاتھ ملانے کو اپنا ہاتھ بڑھا رہا تھا۔

جان ہیکسٹ نے کٹہرے سے جھک کر اُس بڑھے ہوئے ننھے اور پیارے ہاتھ کو جوش سے پکڑ لیا۔ اور پُرنم آنکھوں و بھرے ہوئے دل سے کہنے لگا "الوداع چارلی الوداع" بیٹا تم کچھ غم و فکر نہ کرو۔ میری قسمت میں یہہ ہی لکھا تھا۔ میں تو پندرہ سال سمجھے ہوئے تھا۔ شکر ہے کہ اتنے پر ہی خیر گذری۔ مگر بیٹا میری آخری نصیحت یاد رکھنا۔ ایک ہونہار اور نیک چلن سپوت ہونے کی کوشش کرنا اور ہمیشہ سچائی پر ثابت قدم رہنا۔

چارلی۔ لیکن ابا کیا میں اسی طرح رہوں جب تک آپ واپس آویں؟

اور یہہ کہتے ہوئے اُس کی زبان لڑکھڑا گئی اور آنسو رواں ہو گئے ؎

کہا حال دل اور نکل آئے آنسو

بیٹھے بیٹھے ہمیں کیا جانئے کیا یاد آیا

جان ہیکسٹ نے اپنی پیشانی پر ہاتھ پھیر کر کچھ سوچنا چاہا تھا کہ سپاہی نے اس کا شانہ ہلایا۔ گویا زبان حال سے کہہ رہا تھا کہ تم کو یہ سوچنے کا وقت نہیں۔

چاہے کچھ ہو جائے۔ ے

کیا کھلے کھولے گی اُمیدِ دلِ پُر آرزو
یاس کے دامن میں ہے یہ پرورش پائی ہوئی

چارلی کی والدہ یہ بکتی جھکتی الماری کی طرف چلی کہ مجھے بیچارہ پیارے جان کے اس واقعہ نے سخت حیران و پریشان کر دیا ہے ذرا سی شراب پی کر اپنے مغموم دل کو بہلاتی ہوں۔" یہ کہتے ہوئے اس نے بوتل اُٹھائی ہی تھی کہ چارلی نے لپک کر بانہہ پکڑ لی۔ اور کہا۔

چارلی نے عاجزی سے "منت کرتے ہوئے" اماں خدا کے واسطے اب تو باز آؤ۔ اور ایسے طریق پر بود و باش اختیار کرو کہ ہم دونوں کی گذر تو ہو جائے میں آنا کہاں سے لاؤں گا۔ کہ تمہاری اس مردار شراب کو بھی کافی ہو سکے۔ آہ! آہ۔ وہ مردار شراب جس نے سینکڑوں خاندان تباہ کر دیئے اور نشان تک نہیں چھوڑا۔ آہ جو تمہیں سراسر نقصان دے رہی ہے مگر تم نہیں باز آتیں۔ بیچارے والد بھی تمہارے واسطے اس مردار کو مہیا کرتے کرتے عاجز آ گئے۔ تمہیں بہتیرا سمجھایا۔ پر تمہاری طبیعت نہ بدلی اسی جد و جہد میں دروازہ کھلا۔ اور ان دونوں حیرت زدوں کی نگاہوں کے سامنے ایک لمبا متوسط العمر شخص کھڑا نظر آیا۔ جس کے اوسط درجہ کی مخمل کے کپڑے چہرے کے گاڑھے اور بھاری کیل دار بوٹ ظاہر کر رہے تھے کہ اُس کی زندگی کا بڑا حصہ بمقابلہ شہری رہائش کے دیہات میں زیادہ گذرا ہے اُس کا پُر رعب چہرہ۔ گندم رنگ۔ فراخ سینہ اور گٹھیلے ہاتھ پاؤں بتلا رہے

اور ساتھ ہی اسکے اُسے کتنے سال کی قید ہوئی؟ یہ مکان کی رئیسہ کا بڑا اشتیاق سوال تھا۔ ارے یہ وہاں کھڑا ہے مجھے کیا گھور رہا ہے۔ او قدرت کے خلاف ہے انسان میرے محبت بھرے دل کو تو کیوں کانٹوں میں اُلجھانا چاہتا ہے؟ میں پھر پوچھتی ہوں کہ تیرے غریب باپ کا کیا حشر ہوا۔ یعنی کتنے سال کی سزا ہوئی)؟"

چارلی چونکہ اپنی والدہ کی عادات و اطوار سے واقف تھا اُسنے بُرا نہ مانا اور غمگین و چشم تر لہجہ میں بولا کہ آہ! بیچارے والد کو دس سال کی سزا ہوئی ہے مگر وہ مجھے یوں ہی رہنے اور آپ کی خبر گیری کی نصیحت کر گئے ہیں ؎

جو بلا ہے وہ ہمارے ہی لئے ہے مخصوص
اے فلک کیا ترے سایہ میں ہمیں رہتے ہیں

چارلی کی والدہ۔ ہاں ایسا ایک طرح ہو سکتا ہے اگر تم اپنے اس بیہودہ پنے کا خاتمہ کر دو اور اپنے والد کے فضول خیال پر نہ جاؤ۔ میں اُسے شروع ہی سے بے بنیاد سمجھتی تھی۔

چارلی بیشک اماں۔ یہ سب کچھ درست ہے مگر اب میں اپنے والد کا کہا کروں گا چاہے کچھ ہی ہو۔ اور لڑکے نے یہ الفاظ بڑی ثابت قدمی سے کہے۔ جب ابا کو قید کا حکم سنایا جا چکا تو بعد کو میں نے خاص طور پر اپنی موجودہ حالت کی بابت پیارے والد سے دریافت کیا تو انہوں نے ہدایت کی کہ اسی طرح گذارے جاؤ۔ میں شاید خود تو ایسا نہ کرتا۔ مگر آہ! پیارے باپ کے حکم سے مجبور ہوں۔ میں اپنے باپ کا حکم نہیں ٹال سکتا۔ بلکہ جس طرح ممکن ہو گا جان کے ساتھ نبھاؤنگا

مالک ہے "تمہیں خبر ہے کہ میں آج جیک کے مقدمہ کی کارروائی کیوں دیکھنے گیا تھا؟"

مسنر ہیکسٹ "نہیں مجھے نہیں معلوم"

اجنبی جوان "اچھا تو سنو۔ مجھے معلوم تھا کہ جیک کا ایک ہونہار لڑکا ہے جو اس وقت خدا کے فضل سے اچھا خاصہ جوان ہو گیا ہو گا۔ مگر اپنے غریب والد کے قید ہونے کی وجہ سے بیکس و بے سر ہو جائیگا۔ چونکہ جیک ہیکسٹ کی اولاد نیک ہے اور مجھے اپنے پیشہ کی مدد میں خاصکر ایک شریف لڑکے کی ضرورت ہے۔ اس لئے میں نے یہ موقع مناسب سمجھا اور ماسٹر چارلی کے پیچھے پیچھے یہاں چلا آیا۔

مسنر ہیکسٹ "یہ تمہاری ہمدردی اور عین عنایت ہے۔" میں تمہارے آنے سے پہلے یہ ہی سوچ رہی تھی کہ اب ہماری گذر کیسے چلے گی۔ اور ہاں یہ تو بتاؤ تنخواہ کیا ملے گی؟"

اجنبی جوان۔ (دغا بھری مسکراہٹ سے) تنخواہ کام دیکھکر دیجائیگی۔ مگر فی الحال شروع شروع میں وہ تم کو دو اشرفیاں ماہوار بھیج سکیگا۔ اور یہ کہتے ہوئے وہ چارلی کی طرف مڑا جو اس ہونے والے گندمی رنگ مُربّی کو خوب جانچ رہا تھا۔ چارلی کو بہت غور و فکر کرنے کے بعد بھی خیال نہ آیا کہ اُس نے اس اجنبی کو کبھی دیکھا ہے۔ اور بوجہ اپنی کم عمری و ناتجربہ کاری وہ اُس کی مکاریوں اور چالاکیوں میں تمیز نہ کر سکا۔ گو وہ ظاہرا اس بات سے بہت خوش تھا کہ اب اسکے والد کی بھی نصیحت پوری ہو جائیگی

تھے کہ اُن میں جپسی خون ہے۔
اجنبی جوان ”مجھے تعجب نہ ہوگا اگر آپ خفا ہوں۔ مسز ہکسٹ یہ کہتے ہوئے اُس نے دروازہ بند کرکے پُرغضب عورت کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ اور کہا“ آہ۔ میں خود بھی عدالت میں موجود تھا۔ میں نے اپنے کانوں اپنے پرانے دوست کو دس سال قید کا حکم صادر ہوتے سنا“ ویسے تو اجنبی کا ہاتھ بڑھیا کی طرف دراز تھا۔ مگر در اصل وہ اُس بےچین اور چمکتی ہوئی آنکھوں والے جپسی کو تاک رہا تھا۔ (مکاری سے)

بیکس ہیں نامراد ہیں خانہ بدوش ہیں
کیا آپ کو بتائیں کہ آئے کدھر سے ہم

مسز ہکسٹ۔ چونک کر کون؟ آ۔ ہو۔ ”جم سیلبری“ ہاں تم وہی میرے خاوند کے پرانے دوست ہو۔ یہ کہکر اُس نے ایک لمبا اور سرد سانس لیا۔
اجنبی جوان نے ہاتھ اُٹھا کر اور مُنہ بگاڑ کر کہا ہشت جہاں تک اس نام کا تعلق ہے میں نہیں کہہ سکتا کہ تم غلطی پر ہو۔ مگر میں نے اس نام کا آدمی اب سے پانچ سال پہلے تمہارے خاوند کے کارناموں میں شامل دیکھا تھا۔ لیکن میں اس وقت تمہارے سامنے جسپر لومکس کھڑا ہوں۔ اور شکارگاہ کے اعلیٰ عہدہ پر مامور ہوں۔
مسز ہکسٹ نے شکی طور پر مسکرا کر زور سے) کہا۔ اور گذارہ کے طور پر ایسا کر رہے ہو؟
اجنبی جوان ہاں گذارہ کے طور پر لیکن ایک عمدہ گذارہ ہے اور نیک

جپسی انگلستان کی ایک خانہ بدوش قوم کو کہتے ہیں جن کی نیک معاشی ایک حد تک ہی سمجھنی چاہئے۔

ہوئی۔ کبھی کبھی کوئی ٹوٹی پھوٹی جھونپڑی یا کسی عمارت کے کھنڈرات نظر آجاتے تھے۔ ورنہ بیابان جنگل کے سوا دور تک کچھ اور نہ دکھائی دیتا تھا۔ حتیٰ کہ وہ اپنی منزل مقصود تک جا پہونچے۔ جو ایک ڈراؤنے پرخوف جنگل کا ایک پھاٹک تھا۔ کیا تو ریل میں اور کیا ٹم ٹم میں حسبفر لومکس بیچارہ چارلی سے بہت کم ہمکلام ہوا تھا۔

جہاں تک میرا خیال ہے اس دیہاتی علاقہ میں شاید تم اوّل ہی دفعہ آئے ہو۔ حسبفر لومکس نے پھاٹک کھولتے ہوئے کہا۔ اب ٹم ٹم ایک ٹوٹی ہوئی سڑک پر گنجان درختوں میں جہاں کہ بالکل اندھیرا تھا۔ اور ہاتھ کو ہاتھ نہیں سوجھتا تھا چلنے لگی۔؟"

چارلی۔ ہاں میں "ریچمنڈ پارک" گیا ہوں۔

حسبفر لومکس۔ یہہ سن کر کھِل کھِلا کر ہنسا۔ (اُس کی یہ ہنسی بالکل مصنوعی لہجہ میں تھی۔ اور جس کی یہ ہیبت ناک کھِل کھِلاہٹ اس تنہائی اور ویرانہ میں بیچارہ لڑکے پر اثر کئے بغیر نہ رہ سکی) ہاں بیشک تم اپنے سرسبز و شاداب علاقہ لندن کے مقابلہ میں اس کو بالکل مختلف پاؤگے یہ جنگل جس کو "ہارسٹ لاک" کا جنگل کہتے ہیں چار میل مربع میں ہے جس کے عین وسط میں رکھوالے کی جھونپڑی ہے اور ارد گرد تین میل تک سوائے ایک حویلی کے اور کوئی آبادی نزدیک نہیں۔

چارلی "میں اس کی کچھ پرواہ نہیں کرتا۔ میرے لیے سب برابر ہے" گو وہ یہہ کہنے کو تو کہہ گیا مگر اُس کی آواز میں لغزش پائی جاتی تھی۔ یہہ

زر کی طمع میں چھلنتے ہیں خاک نیارے

اور چاہا کہ تمکریہ میں کچھ دُرافشانی کرے زبان سے مسٹر تمبسکل نکالنے پائی تھی) لفظ مسٹر لو پورا نہ کہا تھا کہ لومکس نے اُس کو اشارہ سے منع کر دیا۔ اتنے میں جارلی اندر کے کمرہ سے ہاتھ میں ایک چرمی بیگ لیے ہوئے نکلا۔ کہ جس کا لومکس منتظر ہی کھڑا تھا۔

بیچارہ جارلی پرنم آنکھوں اور بھرے ہوئے دل سے اپنی والدہ کو الوداع کہتا ہوا بدمعاش بسفر لومکس کے ہمراہ ہو لیا ؎

کیا فرض ہے کہ سب کو ملے ایک سا جواب
آؤ نہ ہم بھی سیر کریں کوہِ طور کی

دوسرا باب

جنگل میں مکان

بد خصلتوں کو کرتا ہے بالا نشیں فلک
اونچی ہے آشیانۂ زاغ و زغن کی شاخ

جب لومکس اور اس کا نوجوان ہمراہی دو بانسنگ اسٹوک ڈیپو پر ریل سے اترے۔ جہاں ان کے واسطے ایک نفیس ٹم ٹم جس میں ایک عمدہ ویلر کی قسم کا گھوڑا جتا ہوا تھا تیار کھڑی ملی۔ چالاک سائیس گویا ان کا منتظر ہی کھڑا تھا۔

جب یہ دونوں بیٹھ گئے تو ٹم ٹم سیدھی قصبہ سے باہر جانی شروع

کیوں نہ ہو۔ علاوہ تمہارے اور کئی آدمی بھی جنگل کے باہر پہرہ دیتے ہوں گے۔

چارلی۔ تو علاوہ اور کاموں کے میرا یہ بھی کام ہوگا۔ اور وہ دوسرے کیا کام ہوں گے؟ اور یہ کہکر وہ سوچنے لگا۔ تعجب کا مقام ہے کہ اس نے اس دیہاتی کام کے واسطے شہری لڑکے کو پسند کیا کہ جس سے وہ بالکل واقف نہیں۔ پر شاید یوں ایسا کیا گیا ہے کہ جسپفر لومکس کو میرے والد کا دوست ہونے کی وجہ مجھسے محبت ہے۔"

جسپفر لومکس۔" ہاں تم کو اور کام بھی کرنے ہوں گے۔ جو تمہیں کل بتائے جائیں گے۔ اور اس بڑے لہجہ میں کہا کہ چارلی کو آگے بولنے کی کچھ جرأت نہ ہوئی۔ اور اتنے میں وہ ان گنجان درختوں میں سے نکل کر ایک کشادہ میدان میں جا پہونچے۔ جس کے وسط میں ایک مثلث۔ پرانا اور پختہ دیواروں والہ جھونپڑا نظر آیا۔ جہاں کتوں کے بھونکنے کی آواز نے ان کا خیر مقدم کیا۔ اور جو لومکس کی ایک خاص قسم کی سیٹی بجانے سے خاموشی سے بدل گئی۔

جسپفر لومکس نے مکان کے قریب پہونچ کر اپنی جیب سے کنجی نکال کر شیشم کے ایک بڑے بھاری دروازہ کا قفل کھولا۔ اور مع اپنے نوجوان ہمراہی کے ایک گلی میں گھسا چلا گیا۔ جہاں سے وہ ہوکر دائیں ہاتھ والی ایک بیٹھک میں پہونچے۔ یہاں لومکس نے ایک دیا سلائی جلا کر موم بتی روشن کی۔ جس کے جلنے کے ساتھ ہی چارلی کی چکا چوند آنکھوں نے

بھیانک منظر اور جنگلی گنجان درخت اور جھاڑیاں اس کے لیے تسلی بخش نہ تھیں۔ ہاں اگر کچھ اطمینان دیتا تھا تو وہ یہہ خیال تھا کہ بہر صورت وہ اپنی غریب بوڑھی والدہ کو دو پونڈ ماہوار بھیج سکے گا۔ مگر وہ پوچھنے سے باز نہ رہا کہ کیا جھونپڑی میں صرف ہم تم دونوں ہی ہوں گے؟"
جسبفر لومکس نے "ہاں۔ ہاں اور کوئی نہ ہوگا۔ صرف نواب کے دیگر ملازم لوگ ضرور آیا کریں گے۔ بلکہ بعض وقت خود نواب بھی" "تعجب نہیں جو نواب تم کو اپنی مصاحبت کے واسطے پسند کرے۔ کیوں۔ بٹیا چارلی؟" یہہ کہکر وہ پھر اپنی عجیب ہنسی سے ہنسا۔ اور ساتھ ہی اُسکے وہ اپنے نواب کی تعریف میں کچھ گنگنانے لگا۔ کہ وہ بڑا رحیم اور فیاض مالک ہے۔ اور اپنے نوکروں سے اچھا سلوک کرتا ہے۔ یہ نواب در اصل فرانس کا باشندہ تھا۔ اور اس کا نام ڈی۔ گورن تھا۔ اور کچھ مدت نہ گذری تھی کہ قلعہ "لانگ کلور" میں رہنے آیا تھا۔ قلعہ لانگ کلور کی حد میں وہ جنگل تھا جو قلعہ والوں کے واسطے بطور شکارگاہ کے استعمال ہوتا تھا۔ اور جس کا کہ محافظ جسبفر لومکس نواب ڈی۔ گورن کی طرف سے مقرر تھا۔ نواب ڈی۔ گورن کا یہ سخت حکم تھا کہ اُس کے جنگل سے کوئی نہ گذرنے پائے اور بغیر اجازت جنگل میں گذرنے والے سے بُرا پیش آتا تھا)
جسبفر لومکس۔ بٹیا چارلی علاوہ دیگر کاموں کے تمہارا یہ بھی ایک کام ہوگا کہ جنگل میں پھر کر انجان شخصوں کو روکو۔ خواہ وہ خود نواب ہی

جسپفر لومکس تو بڈھے ہجان کا تمکو اپنے کسب میں شامل کرنے کا منشا ر نہ تھا۔ شاید وہ تم کو جھوٹے سکے بنانے اور چلانے میں کمزور سمجھا۔"

چارلی۔ کا یہ سن کر منہ لال ہو گیا۔ اور اُس نے مستعدی سے جواب دیا کہ نہیں۔ میں کمزور نہیں تھا جو ریاض میرے والد کو اچھا تھا وہ مجھے بُرا نہ تھا۔ مگر والد بزرگوار نے مجھے کبھی اُس کے چھونے تک کو نہ کہا۔

جسپفر لومکس۔ مگر کیا تم شامل ہوتے اگر تم سے کہا جاتا۔

چارلی۔ آہ۔ بیشک۔ میں کیا کچھ اپنے والد کی خوشی کے لیے نہ کرتا!

جسپفر لومکس۔ نے اطمینان بخش لمبا سانس کھینچا۔ اور اپنے ہونے والے بیٹے کو محبت بھری نگاہ سے دیکھا۔ ایک دو بار اُس نے چاہا کہ چارلی کو اپنا حال تبلا دے۔ مگر پھر خیال کیا کہ نہیں۔ ابھی نہیں۔ ذرا اور اس کو اچھی طرح آزما لوں۔ کھانا ختم ہونے کے بعد وہ اپنے نئے مددگار کو بالاخانہ پر ایک عمدہ سونے کی جگہ تبلا آیا۔

چارلی صبح تڑکے ہی چڑیوں کے چہچہانے اور پرندوں کو اپنے معبود حقیقی کی یاد میں گیت گانے کی آواز سے جاگ اُٹھا۔ اور کپڑے پہن جھٹ باہر نکل آیا۔ اور دن کی روشنی میں اپنے ارد گرد کی چیزوں کو دیکھنے لگا صبح کا وقت تھا۔ اُس سہانے وقت میں جو ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی اور قریب کے پھولوں کے تختہ کی بھینی بھینی خوشبو نے چارلی کے دماغ کو معطر کر دیا۔ وہاں اُسے قدرت کاملہ کا کچھ اور ہی منظر نظر آیا۔ جو اُس نے آج تک کبھی نہ دیکھا تھا حد نگاہ

ایک عجیب و غریب کمرہ دیکھا جس کا نمونہ شاید ناٹک کے اسٹیج سے لیا گیا ہو۔ جیسا کہ شکار گاہ کے محافظ کے جھونپڑے میں موجود تھا بندوقیں لٹک رہی تھیں۔ و دیگر شکاری سامان دیوار پر قرینہ سے سجا ہوا تھا۔ کمرہ میں ایک طرف شیشہ کی الماری میں خوبصورت اور رنگ برنگے پرند شکار کئے ہوئے جن کی کھالوں میں بھس اس صفائی سے بھرا تھا کہ زندہ معلوم ہوتے تھے۔ رکھے تھے۔ مگر چونکہ بیچارہ چارلی کو ان باتوں سے بالکل حظ نہ تھا۔ لہٰذا ان چیزوں نے اس پر کوئی اثر نہ کیا۔ بیچارہ چارلی کے بجائے کوئی دیگر تجربہ کار شخص بھی ہوتا تو نہ پہچان سکتا کہ تازہ نوکر شدہ لومکس کو اس طرح ناٹک کی وضع کا مکان سجانے کی فرصت کب ملی۔ اور اس میں اتنی عقل کہاں سے آئی ؟"

حسبفر لومکس ہیں اب رات کے کھانے کی تیاری کرنا چاہیے کھانا کھا کر میں تم کو تمہارے سونے کی جگہ تبلا دونگا۔ رات کا کھانا دونوں نے ملکر اس چھوٹے پختہ برآمدے باورچیخانہ میں پکایا جو گلی کے اس طرف تھا کھانا کھاتے وقت لومکس نے بڑی چالاکی و ہشیاری سے سلسلہ گفتگو بدل کر چارلی کا بچپن کا حال اُس سے پوچھ لیا۔ اور باتوں باتوں میں اس کو یقین دلا دیا کہ وہ اس کے والد کا بڑا دوست ہے۔ اور اس سے یہ بھی کہلا ہی لیا کہ وہ کبھی کبھی اپنے والد کے ہمراہ اس تہ خانہ میں جو "برمانڈزی" میں تھا۔ کہ جہاں اس کا باپ ناجائز سکہ بنایا کرتا تھا۔ جایا کرتا تھا۔

پورا آکر رک گیا۔

کوچوان رسے جو ایک پھدپسیل جسم کا گندمی رنگ آدمی تھا جس کے بال حنائی رنگ کے تھے۔ جسفر لوپکس کو دیکھکر آنکھ کا اشارہ کرکے کہا) محافظ صاحب یہہ لیجئے۔ آپ کے چھوٹے بچوں کا دانہ آگیا۔ اور ساتھ ہی دزدیدہ نگاہوں سے چارلی کو دیکھتے ہوے کہا "آؤ میاں لڑکے یہ صندوق بہت بھاری ہے۔ ذرا ہمیں مدد دو" لیکن مکار لوپکس نے چارلی کو روکا۔ اور دونوں خود اُس صندوق کے اتارنے میں مشغول ہوئے۔ کہ جس نے اُن دونوں کو پسینہ پسینہ کردیا۔ جب صندوق اُتار لیا گیا تو ان کو ایک اور مصیبت پیش آئی۔ اور وہ یہ کہ صندوق بڑا تھا اور مکان کے دروازہ میں نہ جاسکتا تھا۔ اُس پر لوپکس نے اُس مہندی رنگ بالوں والوں کی طرف اشارہ کیا۔ جس نے جواب دیا کہ کیا کریں یہاں تو ہم ہی رہگئے۔ مگر چالاک لوپکس جلد اپنی اس حیرانی پر غالب آگیا۔ اور ہمراہی سے باآہستگی کہا کہ سوائے اس کے اور کوئی تدبیر نہیں ہوسکتی کہ ہم سان رات میں اُسے کھولکر اس کا سامان اندر لیجاویں۔

جب کہ ہمراہی نے ثبات میں اپنا سر ہلایا۔ اور چھکڑا ہنکا کر چلتا بنا۔ جس وقت چھکڑا چلا گیا تو لوپکس نے چارلی کی طرف مڑکر کہا۔ میں قصبہ میں ذرا کام کو جاتا ہوں۔ جہاں سے میں تمہارے واسطے محافظ کا کپڑوں کا ایک عمدہ جوڑا۔ اور چمڑے کے گارٹرس لیتا آونگا۔ جو تم کو بہ نسبت تمہاری اس موجودہ پوشاک کے بہت اچھا سجے گا۔ ساتھ

تک تمام درخت سلسلہ وار لگے نظر آتے تھے۔ اور سامنے کی طرف صاف جگہ پر کئی مرغی خانے بنے ہوئے تھے جنمیں مرغیاں کوئی بیٹھی اور کوئی پھرتی نظر آرہی تھی۔ اور جیارلی ان شبنمی قدرتی نظارہ کی بہار دیکھ رہا تھا کہ اتنے میں لومکس مکان سے باہر آیا۔ جو اس وقت ہشاش بشاش نظر آرہا تھا۔ اور کیوں نہ ہو۔ جب سے کہ چارلی آیا اور (لومکس نے) اُس سے اُس کی پیاری گفتگو سنی جس کی کہ اُس کو ضرورت تھی تو اُس کے مزاج میں بہت کچھ فرق پیدا ہوگیا تھا۔

جسفر لومکس (رنجندہ بشاش) تمہارا خیال ہوگا کہ ہم مرغیاں پالتے اور اُن کے انڈے بیچتے ہیں۔ کیوں بیٹا چارلی؟ اگر تمہارا واقعی یہ خیال ہے تو غلط ہے۔ ان مرغیوں کے نیچے تیتر کے انڈے رکھ کر ہم بچے نکالتے ہیں۔ اور ان کو نواب کے موسمِ خزاں کے شکار کے واسطے پلتے ہیں اور ہاں مجھے یاد آگیا کہ آج تیتر کے بچوں کا امریکہ کا بنا ہوا دانہ ایک بڑے صندوق میں آنے والا ہے۔ میں کل جب جان کا مقدمہ سننے لندن گیا تھا تو وہاں خرید آیا تھا۔ آؤ چلو اب ناشتہ کریں (دونوں نے اس سجی ہوئی بیٹھک میں یکجا ناشتہ کیا۔) جس میں اچھا خاصہ وقت لگا اُس کے بعد لومکس نے مرغیوں کو دانہ دیا۔ کتوں کو راتب کھلایا۔ کہ اتنے میں دور سے ایک چھکڑے کے پہیوں کی کھڑکھڑاہٹ اُس کے کان میں آئی۔ اور اُس نے اطمینان دہ سانس کھینچا۔ یہہ ایک خوب لدا ہوا بہاتی چھکڑا تھا۔ جو کھڑکھڑاتا سیدھا جھونپڑے کے دروازہ

پر سے بڑھی ہوئی شاخیں ہٹیں اور ایک خوبصورت معزز نوجوان
جو عمر میں چارلی سے کچھ ہی بڑا تھا۔ میدان میں آ نکلا۔
چارلی جھٹ اپنی جگہ سے اُٹھ کر لپکا اور چلا کر بولا "جناب آپ کو
یہاں نہیں آنا چاہیے۔ آپ کا یہاں کچھ کام نہیں" ساتھ ہی اُسے
اپنی ذمہ داری یاد آ گئی۔
نوجوان "اوہو۔ یہ آپ ہیں کون ذاتِ شریف"؟ یہ کہہ کر زور سے ہنسا
اور آگے بڑھا چلا آیا۔ چارلی نے جوان کی وضع قطع اور بیش بہا لباس سے
فوراً یہ معلوم کر لیا کہ کوئی امیرزادہ ہے۔
چارلی۔ دلیری سے "میں مسٹر لوکس کا مددگار ہوں"
نوجوان "اور یہ حضرت لوکس کون ہیں"؟
چارلی "نواب ڈی گورن کی شکارگاہ کے اعلیٰ محافظ!
نوجوان۔ اب کے زور سے قہقہہ مار کر ہنسا "تم ہیں سے ایک بھی مذاق
سے خالی نہیں" اچھا تم اُس فرانسیسی کے مددگار محافظ ہو۔ گو ظاہراً تم
کسی دفتر کے بیکار ملازم معلوم ہوتے ہو۔ میں صرف کل ہی اکسفورڈ کالج
سے آیا ہوں۔ مجھے نواب ڈی گورن سے ملنے کا ابھی اتفاق نہیں ہوا۔
مگر تمہارے ایسے ہی پردیسی جنہیں بیچارے وہی یہاں مددگار محافظ
کی نوکری کرنا گوارہ کریں گے۔
اب وہ ایک دوسرے کے قریب ہو گئے تھے۔ اور یہ بھی ایک حکمت
خدا تھی کہ وہ دونوں اس طرح ملیں۔ جبکہ ایک دوسرے کو وہ آپس میں

ہی اس کے تمکو یہ معلوم رہے کہ میری غیر حاضری میں تم یہاں کے مختار و ذمہ دار ہو۔ گو یقین تو نہیں کہ ادھر سے کوئی گذرے لیکن بالفرض اگر کوئی آ بھی جائے تو اس کو فوراً جنگل سے باہر جانے کو کہنا۔ اور ساتھ ہی اس کا نام و پتہ لکھ لینا۔ چونکہ اس جنگل میں کسی کا کوئی استحقاق نہیں۔ اس لئے گذرنے والے ضرور صیغۂ مداخلت بیجا میں گرداننے جا سکتے ہیں۔

چارلی۔ اور اگر کہیں خود نواب آ گیا تو؟

حسیفر لومکس۔ چونکہ تم اُسے پہچان نہ سکو گے۔ لہٰذا اُس کو بھی جنگل سے باہر جانے کا حکم دینا۔ اور خبردار کسی حالت میں کسی کو اُس صندوق کے پاس مت جانے دینا۔ جس وقت لومکس چلا گیا تو چارلی نے صندوق کو بچانے کا بہ بہتر طریقہ مناسب جانا کہ اس پر اچک کر بیٹھ گیا۔ اور سوچنے لگا۔ ایسی کیا شے ہے۔ جو اس قدر وزنی ہے۔ وانہ تو اس قدر بھاری نہیں ہو سکتا۔ صندوق کے اندر ٹین مڑا ہوا تھا کہ باہر سے کچھ نظر نہ آ سکے

تیسرا باب

ایک آسان فتح

قدم رہتا ہے ثابت جنکا اس سختی دوراں میں   بہادر ہیں وہ ہی سر قلعہ فولاد کرتے ہیں

بچارلی کو صندوق پر بیٹھے کوئی ایک گھنٹہ گذرا ہوگا۔ کہ یکایک اُسے معلوم ہوا کہ اُس کو کوئی خفیہ طور سے دیکھ رہا ہے۔ ایک لمحہ بعد یک ڈنڈی

ولیاقت رکھتا ہو۔ اور میں یہہ ذرا سی بات اُس کمبخت فرانسیسی نواب کی دجو صندوق میں تیتر کا دانہ منگاتا ہے) نہ معلوم کر سکوں ۔ اس خیال کے آتے ہی وہ آگے بڑھا۔ لیکن چارلی اپنے دبلے پتلے قد سے راستہ روک کر کھڑا ہو گیا۔ دگو چارلی کو جسفر لوکس ایک آنکھ نہ بھاتا تھا۔ اور نہ اُسے یہ اپنی موجودہ نوکری ہی پسند تھی۔ مگر آہ وہ کل ہی اپنے باپ کو زبان دیچکا تھا کہ وہ اپنی ماں کا خبر گیراں رہیگا۔ اور جیسے اُس کو اب وہ بہر صورت پورا کرنا چاہیئے ؎

قول و قسم کی شرم ملاقات کا لحاظ

انسان کو ضرور ہے ہر بات کا لحاظ

چارلی دد نہیں آپ آگے نہیں آسکتے۔ آپ کو سیدھا جنگل سے باہر چلا جانا چاہیے۔

نوجوان اس قسم کا آدمی ہی نہ تھا کہ اُسے کوئی روک سکے اور وہ برا نہ مانے۔ وہ بات کرتے ٹیٹو الیتا تھا۔ اس نے اپنے مخالف کو خوب جانچا۔ اور چاہا کہ اپنے مخالف کو ہٹا کر آگے بڑھ جائے۔ کہ یکایک چارلی نے اپنے نازک ہاتھ سے اس کے گال پر تھپیڑ جما دیا۔

جوان۔ چین بجبیں ہو کر ٹھہر گیا۔ اور ہنستے ہوئے چارلی کے ایسا مکا رسید کیا کہ اس کا مقابل رو پڑا۔ اور روتے ہوئے بھی راستہ روکنے کی کوشش کی ؎

ٹپکتے تھے گلابی اشک اُسکی چشم پرنم سے

برا بھلا کہہ رہے تھے۔ آکسفورڈ کے طالب علم نے اپنے مقابل کے چہرے پر رائے زنی بھی کی تھی۔ اور اب اس کے پیارے اور مرغوب چہرہ کو دیکھ رہا تھا۔ مگر چارلی اسی طرح برابر اپنی سختی پر قائم تھا۔

چارلی۔ نے آخر استقلال سے کہا کہ "میں اعلیٰ محافظ کا مددگار ہوں، ابھی نیا ہی نوکر ہوا ہوں۔ میرا ساماں اب تک ابھی نہیں آیا ہے۔ آپ براہ مہربانی اس جنگل سے باہر چلے جائیں اور مجھے اپنا نام پتہ لکھاتے جائیں

نوجوان۔ "یہ تم بخوشی لکھ سکتے ہو۔ میں ۔ اڈرک باسٹ ہوں۔ میرے والد مسٹر باسٹ یہاں باسٹ ہال میں رہتے ہیں۔ جب سے میں نے ہوش سنبھالا ہے میں اس ہارسٹ لاک جنگل میں با اجازت اس کے مالک سر جارج ٹرسینگھم با آزادی پھرتا رہا۔ اب سنا ہے کہ قنعہ لانگ کلوروا اس کے متعلقہ جائداد کسی فرانسیسی نواب کو کرایہ پر دی گئی ہے۔ مگر ہاں وہ اس قدر بڑا صندوق وہاں کیسا پڑا ہے۔ شاید پیانو باجا ہو گا۔ تب تو محافظ نہایت زندہ دل آدمی ہے۔

چارلی (شکی طور پر) "یہ باجا نہیں ہے اسمیں تیتر کے بچوں کا دانہ ہے۔"

نوجوان۔ یہہ سن کر ہکا بکا رہ گیا۔ اس نے اپنا ہونٹ چبایا۔ اور منہ سے معمولی سیٹی بجائی۔ اور کہا درست ہے۔" مگر میاں لڑکے بچوں کا دانہ تو بوریوں میں آیا کرتا ہے۔" مجھے اس صندوق کو عمدہ طور سے بخوبی دیکھنا چاہیئے۔ کہ راز کیا ہے۔ (دل میں) تعجب ہے میرا چچا زاد بھائی تو سراغ رسانی میں کامل دسترس مہارت

عزت میں کیا کرتا ہے۔ میں تمہاری درخواست مانتا ہوں۔ ورنہ ایک گھونسے میں تمہارا مغز پلپلا کرکے اس صندوق کا راز دریافت کرلیتا چونکہ اب تو معاملہ ہی دوسرا ہوگیا۔ میں اب اس صندوق کے متصل ہرگز نہ جاؤنگا۔ اور یہہ کہکر نوجوان نے اپنی ٹوپی سر پر رکھی اور مڑکر چلنے لگا چارلی۔ جس کا کہ دل بھر آیا تھا۔ نوجوان کے پیچھے دوڑا اور منت و عاجزانہ لہجہ میں کہنے لگا "(سسکی بھرکر) کہ اگر آپ نے میرے لڑکی ہونے کا کسی سے ذکر کیا تو میری نوکری جاتی رہے گی"

راڈرک (یہہ نوجوان کا نام تھا) گھوما اس نے پھر اپنی ٹوپی اتارلی اور نہیں سے پُرغرور لہجہ میں سلام کرتے ہوئے بولا "تمہارا راز صندوق کے سینہ میں رکھوں گا۔ میرا صاف سینہ ہے۔ اور جس سینہ میں کینہ ہے وہ سینہ نہیں اچھا" میں نے نہیں کہا تھا کہ میں شریف زادہ ہوں تم خاطر جمع رکھو۔ کسی کو کیا میں اپنی ہمشیرہ تک کو (جس سے میں ہر بات کہدیا کرتا ہوں) یہ ذکر نہ کروں گا۔

میری آنکھوں میں زمانہ کے حسیں رہتے ہیں
یہہ وہ پردہ ہے جہاں پردہ نشیں رہتے ہیں

گو میری بہن یہ سن کر بہت خوش ہوتی۔ پر خیر اگر کبھی تمہیں کسی چور کے نکالنے میں دقت پیش آئے یا اور کسی طرح کی مدد کی ضرورت ہو تو مجھے یاد رکھنا۔ میرے پاس خبر بھجوادینا۔ اور مجھپر اعتبار رکھنا" اور یہہ کہتے ہوئے وہ سلام کرکے واپس ہوگیا۔

کوئی رگ دل کی شاید کھل گئی تھی نشتر غم سے

کہ اتنے میں نوجوان نے اپنی ہنسی کو روکا۔ اور جھٹ ٹوپی اتار کر ادب سے سلام کیا۔ اور کہا اُو ہو یہہ بات ہے افسوس مجھے اول ہی کیوں نہ معلوم ہو گیا۔

چارلی۔ ہچکیاں لیتا ہوا آپ نے کیا دیکھا۔ اور شرم و حیا کی سُرخی اُس کے رخساروں پر چھا گئی ؎

کیا تجھے کاتب ازل کچھ نہ تھا کام اُگھڑی
بخت میں میرے تھے کتنے صدر قم نئے نئے

نوجوان (تعجب کے لہجہ میں) تم لڑکی ہو۔ اور بیشک ایک خوبصورت لڑکی ہو ا۔ تمہارا نازک کھیرا ہی اس بات کی گواہی دیتا ہے۔ بلکہ تمہارے اس رو دینے نے بات کو اور پایۂ ثبوت کو پہنچا دیا ہے۔

یکایک خود چارلی نے رونا موقوف کیا۔ اور اپنی کیفر مردانگی طور پر گھونسا مارنا چاہا۔ مگر جوں ہی اپنے مقابل کی چمکتی ہوئی آنکھوں کی جھلک اور اس کی سیاہ گھونگر والی بھویں دیکھیں اُس کا وہ اٹھا ہوا ہاتھ گر پڑا۔ اور اس نے لڑکھڑا کر کہا کہ آپ کو مجھے اس طرح گفتگو کرنے کا کوئی حق نہیں ہے،،

نوجوان نے بلند ہو کر کہا۔ "تمہارا یہہ سوال مجھے تمہارے لڑکی ہونے میں زیادہ یقین دلاتا ہے۔ اور اس ثبوت میں میں تم سے وہ سلوک کرتا ہوں جو ایک شریف زادہ کسی خاتون کی

یہہ ہمارے نواب صاحب کی خوش قسمتی ہے کہ اُسکو ایسا ہوشیار و باتدبیر مددگار محافظ مل گیا۔ اور یہہ تو تمہارے نئے کپڑے ہیں۔ جو تمہیں ایسی حالت میں پہننے ضروری ہیں۔ تھوڑی دیر بعد چارلی ایک خوبصورت گوٹ دار برجس اور گھٹیا سبز مخملی کوٹ و چمڑے کے گارٹرس میں کچھ اور ہی چیز معلوم ہوتا تھا۔ جو خوش خوش میدان میں پھر رہا تھا اور رہ رہ کر اپنے کپڑوں کو دیکھتا جاتا تھا۔

چوتھا باب

نواب داخل ہوتا ہے

تم جو آئے ہو آج میرے گھر کیا طبیعت میں آئی کیا دل میں

باسٹ ہال۔ لکڑی کی بنی ہوئی ایک پرانی مگر پختہ عمارت تھی۔ ہارسٹ لاک جنگل (جو اُس کے پڑوس قلعہ لانگ کلور کا شکارگاہ تھا) کے مشرقی حصہ سے ایک میل دور واقع تھی۔ اُس کے دوسرے دن جبکہ راڈرک باسٹ کی چارلی سے ملاقات ہوئی تھی۔ اور جیسے اُس نے حسب اقرار اپنے ہی تک رکھا تھا۔ راڈرک کتب خانہ میں بیٹھا ہوا اپنے والد مسٹر باسٹ سے (جسے لوگ رئیس الاعظم کہتے تھے) اپنے اُس قرضہ کی بابت جھگڑ رہا تھا جو اُس نے ایام کالج میں اپنے اوپر کرلیا تھا و جس کی ادائگی کی نسبت بوڑھا

بھجوا دینا اور مجھپر اعتبار کرنا"۔ اور یہ کہتے ہوئے وہ سلام کر واپس ہوگیا۔
چارلی۔ جس وقت راڈرک نظروں سے غائب ہوگیا تو غمگین صورت
پھر اُسی صندوق پر آ بیٹھا۔ اور اپنی گردن جھکا کر گذشتہ واقعات
کو سوچنے لگا۔ بڑی دیر کے بعد سامنے سے لوکس آتا ہوا دکھلائی دیا۔ اور
جھٹ چارلی نے دوڑ کر اُس سے سب سچ سچ واقعہ کہدیا۔ کہ کس
طرح نوجوان صندوق کے نزدیک آنا چاہتا تھا۔ اور اُس نے کس
طرح اُس ایسا کرنے سے باز رکھا مگر اپنا وہ لڑکی ہونے والا ذکر نہ کیا؟
جسفر لوکس نے آخر پوچھا "تم نے اُس کا نام و پتہ تو لکھ لیا ہے"
چارلی۔ ہاں صاحب۔ مسٹر راڈرک باسٹ اُس نے لکھا دیا ہے۔
جسفر لوکس۔ (یہ سن کر متعجب نظر آتا ہے) دل میں جیسا کہ یہ بیان
کرتا ہے۔ تو وہ کوئی الڑھ جوان ہی معلوم ہوتا ہے) اور ہاں اُس
سے تم کس طرح نبٹے؟"
چارلی "میں نے اس کے منہ پر تھپڑ مارا" اور امید ہے کہ اب وہ
کبھی نزدیک نہ آویگا۔

راوی سے باتیں بڑھ بڑھ کے نہ کیجیے اجی معلوم ہے سب
میں پتہ کی جو کہوں گا تو خجالت ہوگی

جسفر لوکس نے چارلی کی پیٹھ ٹھونکی۔ اور کہا شاباش بیٹا چارلی
شاباش۔ مجھے اول ہی معلوم تھا کہ بوڑھے جان ہیکسٹ کا صندوق ضرور
کچھ چیز نکلے گا۔

ملاقات ناپسند نہیں کی۔

جوان لڑکی میرے آبا میں تو اُس سے نہیں ملی۔اور نہ خدا مجھے اس سے ملائے۔ مگر جو بیہودہ کام اُس نے کیا وہ یہہ ہے۔ کہ ھارسٹ لاک جنگل میں جانا ہمارے لئے ممنوع کر دیا۔ حالانکہ اُس کے مالک نے خدا اُسے بخشے بچپن سے ہمکو گھومنے اور پھرنے کی اجازت دے رکھی تھی۔ صبح میں محافظ کے جھونپڑے کے نزدیک زرد گلاب کے پھولوں سے جی بہلا رہی تھی کہ یکایک ایک لم دھڑنگ دیوزاد شخص نے مجھے للکار کر جنگل سے باہر نکل جانے کو کہا۔ اور ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ وہ نواب کا اعلیٰ محافظ ہے۔ گو اُس نے مجھسے کوئی ایسی سختی نہیں کی بلکہ میرے پیچھے پیچھے آیا۔ جب تک میں ہارسٹ لاک جنگل کی حدود سے باہر نکل کر اپنے مکان کی حدمیں نہ آگئی ؎

آزاد کسی کی بھی اٹھاتے نہیں منت
دیکھا نہ کبھی سرو کو تہ بار ثمر کا

نوجوان راڈرک تو جس کے اوّل ہی کان کھڑے ہو گئے تھے محافظ کا کچھ اور ہی حلیہ اپنی بہن سے سن وم بخود ہو گیا۔

بوڑھا رئیس۔ گو یہ ہمسایہ پروری سے بعید ہو۔ ورنہ ایک گونہ نواب حق پر ہے۔ غالب ہے کہ اُس نے عوام کے واسطے ایسا حکم دیا ہو مگر جب نواب کو یہ معلوم ہو جائیگا کہ تم لوگ بچپن سے اس جنگل میں پھرتے ہو تو یقین ہے کہ وہ ایسا کرنے سے ضرور باز آجائیگا۔ بوڑھے

رئیس حیل وحجت کر رہا تھا۔ کہ گذشتہ سال بوجہ نہ ہونے کافی بارش کے
اُسے فصل میں بہت کچھ دھکا لگ چکا ہے۔

بوڑھا رئیس بدن میں اچھا ہاتھ پاؤں کا مضبوط قریب ساٹھ
کے سن تھا۔ مگر اس کی بیوی کی بیوقت موت نے اُسے بہت کچھ
بدل دیا تھا۔ اور اُس کی کمر قدرے خم کھا گئی تھی۔ یہی وجہ تھی کہ بوڑھا
رئیس اپنے ان دونوں بچوں (راڈرک و اُس کی بہن وینی فرڈ کو (جو اپنی
والدہ کی وفات کے وقت صرف پانچ برس کی تھی) بہت پیار تھا۔ اور
بیحد محبت کرتا تھا۔ اُس نے اُس کو لاڈ میں پالا تھا۔ اور بہت آزادی
دے رکھی تھی۔

اچانک دروازہ کھلنے سے اُس ناخوش بحث کا جو ان باپ بیٹوں
میں ہو رہی تھی فیصلہ ہو گیا۔ اور ایک جوان خوبصورت لڑکی اندر آگئی
جس کے پُر غضب نقش و نگار ظاہر کر رہے تھے کہ وہ بہت خفا ہے۔
بوڑھا رئیس۔ کیوں وینی کیا ہے۔ تم بہت خفا نظر آ رہی ہو جیسے کسی سے
لڑنے آئی ہو۔ مجھے امید ہے کہ میں اور راڈی اس سے مبرا ہیں۔؟"
جوان لڑکی۔ "ہاں بیشک آپ لوگ مبرا ہیں۔ آپ دونوں میرے
پیارے بزرگ باپ بھائی ہیں۔" اتنے میں لڑکی کا چہرہ سرخ ہو گیا۔
میں تو اُس نواب ڈمی گورن کا جو قلعہ میں رہتا ہے ذکر کرنے آئی تھی۔
بوڑھا رئیس (اپنی کرسی سے ذرا ہلکر) کیوں بیٹی اُس نے کیا کیا؟
مجھے معلوم نہ تھا کہ وہ تم سے ملا ہے۔ کیونکہ ابھی تک اُس نے مجھے

زاہد جوان! جونہی کوں کمرہ میں داخل ہوا دینی فرڈے نے عجب شرمیلے انداز سے آنکھیں نیچے جھکالیں۔ لیکن بوڑھا رئیس کشادہ پیشانی آگے بڑھا اور اپنے آنے والے مہمان کا خیر مقدم کیا۔ اور ایک عمدہ کوچ پر لا بٹھایا۔

بوڑھا رئیس "بخندہ پیشانی۔ مسٹر لانگڈن میں تمہیں پھر بخیر واپس وطن میں دیکھکر نہایت خوش ہوا ہوں اور تمہیں تمہاری کامیابی پر مبارکباد دیتا ہوں۔ تم مشرق میں نام پیدا کر کے آئے ہو ؎

مردے سے بہتر ہے نام مردی ہے یہ مثل
پہلوانی ہے سو ہے رستم کی آتش دھاک ہے

جوان پادری "مسٹر باسٹ میں آپ کا بہت مشکور ہوں۔ اور میں پھر ایک دفعہ اس "میپل ہرسٹ" گاؤں میں واپس آکر از حد خوش ہوا ہوں۔ خدا معلوم اس نے قلعہ کا نام کیوں نہ لیا" اوردینی۔ نہیں۔ مجھے اب مس باسٹ کہنا چاہیئے۔ کیا تمہارے پاس اس نوجوان کے لئے جو آج سے چار سال ہوئے یہاں سے چلا گیا تھا اور اب پادری ہو کر پھر واپس آیا ہے۔ کچھ الفاظ نہیں؟ صبح مجھے راڈرک گاؤں میں ملا تھا۔ جس نے مجھے بتایا کہ میں اب بجائے اس چھوکری کے جو میرے ساتھ کھیلا اور مجھے چھیڑا کرتی تھی ایک شریر جوان خاتون پاؤں گا ؎ دل میں

دیکھئے اب کے ملے ہم کو بتوں سے کیا فیض   اک برہمن نے کہا ہے کہ یہ سال اچھا ہے

رئیس کے اس جواب نے لڑکی کو دھیما کر دیا۔
جوان لڑکی (ملائمت سے) اگر نواب نے ایسا نہ کیا تو اس کو اس بات کا خمیازہ ضرور اٹھانا پڑے گا۔ یہہ پرانی جگہ پر نئے نئے نوکر رکھنا سخت بے انصافی ہے۔ اس گاؤں کے لوگوں کے منہ سے روٹی چھین کر باہر والوں کو دینا کچھ عقل کی بات نہیں۔ میں نے سنا ہے کہ نواب ڈی گورلن نے اس گاؤں بیل ہرسٹ کا نہ کوئی آدمی قلعہ میں اور نہ اس کے متعلقہ جائداد پر ہی نوکر رکھا ہے۔ بلکہ سب آدمی دور دراز سے لاکر رکھے ہیں جو اگر اعلیٰ محافظ کی طرح ہیں تو پھر آپ خیال فرما سکتے ہیں کہ وے لوگ کس قسم کے ہوں گے۔ اس کو آپ کسی موقعہ پر سمجھا دیں۔ بقولہ

بد بدی سے گر نہ اپنی باز آئے
نیک کیوں نیکی سے اپنی ہاتھ اٹھائے

نوجوان راڈرک مگر کیا تم نے کسی نوجوان مددگار محافظ کو تو وہاں نہیں دیکھا۔ چونکہ بیٹی فرڈ نے تو سوائے اس دیوزاد شخص کے جس پر وہ اچھی طرح اپنا غصہ نکال چکی تھی اور کسی کو نہ دیکھا تھا۔ جواب دیا نہیں میں نے کسی اور کو وہاں نہیں دیکھا،،

نوجوان راڈرک ٹہلتا ہوا کمرہ سے باہر نکلا۔ تو اس کی نگاہ ایک خوبصورت لانبے قد جوان رعنا پر پڑی۔ جو زاہدانہ لباس میں تھا جب وہ کمرے میں داخل ہونے لگا تو راڈرک نے اسے پسلیوں میں گدگدایا۔

یہہ کہ بڑا پادری ابھی اوسط العمر اور مضبوط ہاتھ پاؤں کا آدمی تھا۔
بوڑھا ہارئیں یہ تمہارا کیا خیال ہے۔ بڑے پادری سے تمہارا اچھا نبھاؤ ہو جائیگا؟"
جوان پادری (ذرا کندھے ہلاکر) ظاہرا تو لگاڑ کی کوئی وجہ نہیں معلوم ہوتی۔ وہ مجھسے بہت خوش ہیں (اور میں بھی مطمئن ہوں کہ اُن کی وفات کے بعد میرا ہی حق ہے۔) استغفر اللہ استغفر اللہ میں اپنے بزرگ کی تحقیر کررہا ہوں۔ جوان پادری نے ہنسکر کہا "مسٹر نیڈیل (یہ اُن بڑے پادری کا نام ہے) بہت لائق ہیں گاؤں کے لوگوں کا اچھا خیال رکھتے ہیں۔ میرا اُن کا بڑا اچھا گذارہ ہورہا ہے۔ مگر معلوم نہیں وہ کس وجہ سے قلعہ لانگ کلور والوں کے سخت برخلاف ہیں۔ خاصکر اُس کی شکارگاہ کے محافظ سے تو ازحد خفا ہیں۔ وہ شاید نصیحت کرنے اُس کے جھونپڑے واقعہ ہارسٹ لاک جنگل میں گئے تھے جہاں وہ اُن سے ادب سے پیش نہ آیا تو وہ سخت برانگیختہ ہوکر چلے آئے۔
وینی ڈیر (اشتیاق لہجہ میں) "تو پھر اُنہوں نے کیا کیا؟"
جوان پادری "بڑے پادری صاحب کو جب یہ معلوم ہوا کہ لوکس فرقہ رومن کیتھلک سے ہے تو انہوں نے اُس کو جھونپڑے میں خود جاکر کے سمجھانا چاہا۔ جس پر اُس شریر بدمعاش لوکس نے خنداجبران سے کیا کہاکہ یہ ناراض ہوکر اُسے بددعائیں دیتے چلے آئے۔
وینی فرڈ (تالی بجاتے ہوئے) "مسٹر نیڈیل نے خوب کیا" میں بھی اُس

دینی فرڈ۔ شرماتے ہوئی آگے بڑھی) اور چند معمولی الفاظ میں ہی خوش آمدید و مبارکباد ختم کردی۔ وہ پادری کے یکایک اتنے عرصہ بعد آنے سے ذرا گھبراسی گئی۔ ورنہ یوں تو وہ بہت خوش ہوئی۔

جوان پادری۔ اب وہ لڑکا نہ تھا جو قلعہ لانگ کلور میں دینی کے سیب ماز اکرتا تھا۔ بلکہ اب وہ مشہور پادری لانگڈن ٹرلینگھم تھا۔ جسے قصبہ مائیل اینڈ کا بچہ بچہ جانتا تھا۔ اور جہاں اس نے اچھے اچھے کارنمایاں کئے تھے۔ اور جہاں وہ خدا معلوم اور کب تک رہتا کہ یکایک سخت بخار نے اس کو آدبایا۔ اور کامل ایک ماہ تک اس کا پیچھا نہ چھوڑا اور اسے مجبوراً بغرض تبدیل آب وہوا اپنے ہی گاؤں نیس رجواس کا جنم بھوم تھا) مددگار پادری کی خالی جگہ پُر کرنے کے واسطے نوکر ہوکر آنا پڑا۔ پادری لانگڈن سر جارج ٹرلینگھم کا منجھلا بھائی تھا۔

سر جارج ٹرلینگھم کے مر جانے اور قرضدار ہونے کی وجہ قلعہ لانگ کلور نواب ڈی۔ گورن کو کرایہ پر دیا گیا۔ ورنہ چنداں ایسی ضرورت نہ تھی۔

اگر پادری لانگڈن چاہتا تو کوشش کر کے بڑے پادری کے عہدہ پر مقرر ہو سکتا تھا۔ کیونکہ سارا گاؤں بیپل ہرسٹ سر جارج مرحوم کی وقتاً فوقتاً مہربانیوں کا مشکور تھا۔ مگر جوان پادری لانگڈن نے اپنی فیاض طبیعت کی وجہ اس بات کا مطلق خیال تک نہ کیا دوسرے

و شان کا اظہار کر رہا تھا۔ اور سب سے بڑھکر یہہ اس میں جو ہر تھا کہ اس کے نقش و نگار اس قدر دل آویز پیارے اور دل میں کھبنے والے تھے کہ اُن میں عیب جوئی کی ضرورت نہ تھی۔

نواب ڈی۔گورن (جسے ہم آئندہ نواب کے لقب سے ملقب کریں گے) میرے پیارے مسٹر باسٹ آپ نے غریب خانہ تک جانے کی تکلیف گوارہ کی تھی۔ اُس کے بدلے میں میں نے مناسب سمجھا کہ آپ سے جلد ملاقات باز ید کروں۔ (اور یہہ اس نے صاف و صحیح انگریزی زبان میں کہا) آپ کی یہ عین بندہ نوازی تھی کہ ایک پردیسی سے اس قدر جلد ملاقات کی۔ آپ ایک لائق بزرگ ہیں۔ فرانس میں میرا کوئی وسیع خاندان نہیں۔ مگر مجھے اپنی خوش قسمتی پر ناز ہوتا ہے۔ جب میں یہہ دیکھتا ہوں کہ مجھے قدیم عمارت قلعہ لانگ کلور میں رہنے کا افتخار حاصل ہے۔ اس کے بعد بوڑھے رئیس نے دونوں مسٹر لانگڈن ٹریسنگھم اور دینی کا نواب سے تعارف کرایا۔ اس مرتبہ پھر نواب نے جھک کر کورنشات کی۔ مگر جونہی سر اُٹھایا تو سیدھا وینی کی آنکھوں کو دیکھا جس میں خدا معلوم کس غضب کا جادو کوٹ کوٹ کر بھرا تھا۔ کہ یہ ایک سکنڈ کے لئے بالکل حواس باختہ ہوگیا۔ ساری سٹی گم ہوگئی۔ کیونکہ حقیقت میں وینی فرڈ بڑے درجہ کی خوبصورت لڑکی تھی۔ اُس کی سیاہ رسیلی آنکھیں۔ اس کے لمبے گھونگر والے بال اس کے حسن دلاویز کو دوبالا کر رہے تھے۔ (یہ بات کہ صنف نازک کی سیاہ آنکھیں ہوں یورپ میں کم ہے)

کمبخت محافظ کو پسند نہیں کرتی۔ امید ہے کہ وہ اپنی بند دقوں کے چکر ہی میں رہے گا۔ پھر وہ بیان کرنے لگی کہ کس طرح اس اعلیٰ محافظ نے اُسے جنگل سے نکل جانے کو کہا تھا۔ اور جس کی بابت میری جب نواب ڈی۔گورن سے ملاقات ہوگی تو ضرور شکایت کروں گی۔ اور خوب اُس کی وہ صرف یہاں تک ہی کہنے پائی تھی کہ رک گئی۔ کیونکہ کمرہ میں چوکھٹ کے پاس خانساماں سے ذرا آگے جسے وہ اندر لایا تھا۔ ایک شریف آدمی جھک کر آداب بجالا رہا تھا۔

خانساماں (زور سے) جناب عالی۔ اعلیٰ حضرت نواب ڈی۔گورن صاحب

کہکر خود واپس چلا گیا۔

بوڑھا رئیس: میرے پیارے نواب یہ آپ کی کس قدر ہم پر عنایت ہے۔ اور آگے بڑھکر خاص ملاقاتی کا ہاتھ جوش سے چوم لیا۔

وینی فرڈ ولاڈ نگڈن ٹرلسنگھم پردہ کی آڑ میں سے نوجیسی نواب کا جو جھکا ہوا تھا چہرہ دیکھنا چاہتی تھی۔ کہ جس کو وہ اپنے خیال میں بوڑھا سمجھے ہوئے تھی۔ حالانکہ نواب کی عمر ۳۵ سال سے زیادہ نہ ہوگی۔ جب نواب سیدھا کھڑا ہوا تو وینی کو فوراً معلوم ہوگیا کہ وہ غلطی پر تھی۔ کیونکہ نواب بوڑھا نہ تھا۔ اس کی کنگھی کی ہوئی گچھے دار مونچھیں بکردار ڈاڑھی سر کے بال مہین البرٹ فیشن کے کٹے ہوئے لانبے خوبصورت بدن پر قیمتی فلالین کا جوڑا (جس کی کٹائی و سلائی اُس کے سینے والے کی اعلیٰ لیاقت ظاہر کررہی تھی) اور اس کا چکنا چکیلا چہرہ اس کی تمکنت

پیارے زرد گلاب کے پھولوں سے دل بہلا کر جی خوش کر رہی تھی کلیل میں غلطہ مارا اور مجھے جنگل سے باہر نکل جانے کو کہا۔

نواب۔ (متاسف ہوکر) مس باسٹ اگر ٹومکس آپ سے گستاخی سے پیش آیا تو میں ابھی اُسکے تن سے کھال اُتروا دوں۔ اُس کی آنکھیں آپکے پاؤں تلے بچھوا دوں۔ اور وینی کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالدیں۔

وینی فرڈ۔ (یہ سمجھکر کہ اُسنے بازی جیت لی) "بیشک وہ گستاخ تھا مگر اس سزا کا مستوجب نہیں"

نواب۔ اچھا تو آپ کا یہ مطلب ہے کہ میں اس کو معاف کر دوں۔ اور ساتھ ہی وہ رکاوٹیں بھی ہٹا دیجائیں۔" آپ کو جنگل میں پھرنے کی وہی آزادی حاصل ہے جو پہلے تھی۔ اور مس باسٹ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ میں ہزار پونڈ خرچ کرنے پر آپ کی خاطر تیار ہوتا۔ کاش کہ میں آپ کی اس کشیدہ خاطری کو روک سکتا۔ جو بدقسمتی سے پہلی ہی ملاقات میں پیش آئی۔ اور ساتھ ہی میں اس کے قلعہ کے آیندہ مالکوں کو بھی رنجیدہ کرنا مناسب نہیں سمجھتا۔ نواب کا یہ اشارہ پادری لانگڈن کی طرف تھا

وینی فرڈ (آہستہ سے) یہ تو خوب مثال قائم کر دی۔ خوب۔ ع

ہوا میں بھر کے یہ کم ظرف بھی کتنا ابھرتے ہیں

نواب۔ درست ہے۔ مگر میں سخت افسوس کرتا ہوں کہ یہ صرف آپ کے واسطے کسی خاص خصوصیت سے نہیں بلکہ ہر ایک کے واسطے ہے خواہ کسے باشد۔ بغیر میری اجازت جنگل میں نہیں آسکتا۔ آپ مجھے خواہ دیوانہ فرانسیسی کہیں۔ مد اور یہاں اُس کا لہجہ سختی سے بدل گیا) افسوس اب میرا بنا دیا ہوا حکم

بوڑھے رئیس نے کچھ عرصہ تک مختلف گفتگو کرنیکے بعد اپنی حکمت عملی سے یہہ کہنا شروع کیا کہ ہمیں از حد خوشی ہوئی کہ ہمارا پڑوسی نواب بہت شکاری ہے کہ مشہور شکار گاہ کو اس نے اس سختی سے بند کر رکھا ہے کہ آج تک خود اس کے مالک نے ایسا نہ کیا تھا۔

نواب "واقعی آپ کو صحیح خبر ملی ہے" لیکن ساتھ ہی اُس نے اپنا سفید ہاتھ ہلا کر کہا "جناب مجھے آپ ایسا خود غرض خیال نہ فرمایں۔ کہ سب شکار میں ہی کرنا چاہتا ہوں۔ بلکہ میں اُمید کرتا ہوں کہ آپ مع مس باسٹ موسم خزاں میں مجھے شکار میں مدد دینگے۔ اور ساتھ ہی مسٹر ٹرلینگھم بھی اگر آن کے زاہدانہ کپڑے بندوق اُٹھانے کی اجازت دیں۔ میں اس شرکت کو اپنا خاص اعزاز و افتخار سمجھوں گا۔ کیونکہ وہ جگہ ان کے آبا و اجداد کی ہے مجھے ان سے بطور رہنما اور امداد ملے گی۔

جوان پادری "میں بخوشی اپنے ناچیز تجربہ کے ساتھ حاضر ہوں میں نے اپنے بچپن میں چپہ چپہ اُس زمین کو روندھا ہے۔ اور یہی اُس وقت میری عین خوشی ہوا کرتی تھی۔

وینی فرڈ نواب کے ہاں کرنے پر جھٹ بول اُٹھی۔ اور آپ مجھسے بغیر موسم خزان کے انتظار کے ہارسٹ لاک جنگل کا سب حال معلوم کرسکتے ہیں۔ بشرطیکہ آپ ذرا اپنے اس محافظ کو تنبیہہ کردیں۔ سر جارج ٹرلینگھم کی طرف سے ہمیشہ ہم باسٹ ہال والوں کو اجازت تھی کہ بے محابہ آزادانہ گشت لگایا کریں۔ مگر جناب کے محافظ نے عین اس وقت جبکہ میں پیارے

لانگڈن کو مددگار پادری کے عہدہ پر اس جگہ آئے ہوئے ابھی کوئی ایک مہینہ ہی ہوا تھا۔ کہ یہاں کی عمدہ آب ہوا نے اس پر وہ اثر کیا جو سونے پر سہاگہ کرتا ہے۔ اُس کے سیاہی مائل داغ جو مشرقی ملک میں بوجہ سخت محنت کے ہو گئے تھے اب اُس کے چہرہ سے جاتے رہے تھے اور اب وہاں اس کی جگہ ایک خوبصورت دلکش گلابی چہرہ نظر آرہا تھا۔ اُس کے پچکے ہوئے گالوں کا اب نام و نشان تک نہ رہا تھا۔ مگر یہاں پر یہہ کہدینا بھی لازمی معلوم ہوتا ہے کہ علاوہ ان باتوں کے ایک خاص چیز اور بھی تھی۔ جو اُس کے دل کو تقویت دے رہی تھی اور وہ مس ڈینی فرڈ کی سچی محبت کا خیال تھا۔ بچپن کے زمانہ میں جب لانگڈن اکسفورڈ کی یونیورسٹی سے قلعہ لانگ کلور میں پر آیا کرتا تو ڈینی اُس سے بہت محبّت و خوش اخلاقی سے پیش آیا کرتی تھی۔ اُس کو لانگڈن کے آنے کی نہایت خوشی ہوتی تھی وہ دونوں بہت اچھے دوست تھے۔ مگر جب آخری دفعہ لانگڈن لانگ کلور سے ایام رخصت پوری کر کے جانے لگا تو اس کے دل میں کسی اور ہی خیال نے جگہ کر لی تھی۔ جسے وہ اس وقت بوجہ خورد سالی جتا نہ سکا۔ اور اپنے دور دراز سفر مشرق میں چلا گیا۔ کہ جہاں سے اب اُسے چار سال بعد واپس آنے کا پھر اتفاق ہوا۔ جبکہ وہ خیال ایک سچّی محبت کی شکل میں اچھی خاصی جڑ پکڑ چکا تھا۔ وہ جانتا تھا کہ میں اس حسن کی دیوی کو دل سے چاہتا ہوں اور میں مدت سے اس کا فریفتہ ہوں۔

چونکہ اب دونوں ساتھ ساتھ تاروں بھری رات میں واپس گھر جا رہے

کسی صورت سے نہیں توڑ سکتا۔ مجھے یہ کہتے ہوئے سخت رنج ہوتا ہے مگر میں مجبور ہوں۔ وینی فرڈ نے حیران ہوکر نواب کو سر سے پا تک دیکھا اور بغیر اسکی طرف دیکھے یا کوئی لفظ بولے کمرہ سے باہر چلی گئی

قابلِ قرب نہیں بے ادبوں کی صحبت   دور رہ اُن سے دلا جنکو ترا پاس نہیں

پانچواں باب

محبّت و جوانی کا خواب

خاکساروں کو مری جان نہ سمجھو ناچیز   خاک ہی میں تو چھپے لال و نگیں رہتے ہیں

سنیچر کے روز کی شام تھی اور ہیمپل ہرسٹ کے گرجا میں گا کر عبادت الٰہی کرنے کی مشق ابھی ختم ہوئی تھی جبکہ وینی فرڈ باسٹ نے حسب معمول پیانو بجانیکا جو فخر حاصل کیا تھا اس کی اس شوقیہ نوکری میں پادری لانگڈن نے (جو حاضرین گرجا میں اول درجہ کا گانے والا تھا) اپنی سُریلی آواز سے اس کی مدد کی تھی۔ کہ جہاں ضلع ہیمپ شائر کے پُرانے گاؤں میں جس جگہ محض پرانے سکّے کے لوگ رہتے تھے اتنی مجلس کا اکٹھا ہونا بہت غنیمت تھا۔ اور طُرّہ یہہ کہ قریب قریب ہر پیشیہ کے لوگ شریک تھے۔ زن و بچّہ برنا و پیر سب ہی گرجا سے باہر نکل کر اکھٹے ہو اُس خاموش راستے سے ہوتے ہوئے پُرانے پھاٹک کی آڑ میں غائب ہو گئے۔ جو گاؤں کی سڑک پر تھا لیکن وینی فرڈ وہیں دروازہ میں کھڑی رہی۔ جب پادری لانگڈن نے دروازہ میں قفل لگا دیا تو پھر یہ دونوں بھی ساتھ ساتھ اُس پرانی سیاہ پوش عمارت کو جو بادشاہ نارمن کے وقت کی بنی ہوئی تھی دیکھتے ہوئے چھوڑ کر چلے آئے۔

اس کے اور کیا کہوں کہ میں تمہیں چاہتا تھا۔ اور چاہتا ہوں۔ مجھے تم سے محبت ہے۔ اور تھی۔ مگر تب وہ زمانہ تھا کہ ہم مشکل کچھ سمجھتے تھے۔ اور آپ خدا کے فضل سے وہ محبت بڑھتے بڑھتے ایک پختہ پھل ہو گئی ہے۔ اور پیاری وینی تم مجھے اپنی جان سے زیادہ عزیز ہو۔

وینی فرط نے خوشی کا سانس بھرا۔ اور کہا آہ۔ پیارے لانگڈن۔

پادری لانگڈن۔ وینی میری جان وینی۔ اور یہاں ان دونوں کی زبان رک گئی۔ مگر ان کا یہہ پہلی دفعہ گرم جوشی سے بغلگیر ہونا ایکا یک ایک خوفناک آنکھ کی چمک سے جو سڑک کے موڑ پر ان کی طرف آتی ہوئی معلوم ہوئی مخل ہو گیا۔ یہہ موٹر کار کے بجلی کے لمپ کی روشنی تھی۔ جس کے بیش قیمت ربڑ اور اعلیٰ قسم کی ساخت نے اس کھڑکھڑاہٹ اور بڑبڑ کی آواز کو بالکل خاموش کر دیا تھا۔ جو اکثر معمولی موٹروں میں ہوا کرتا ہے۔

یہ دونوں جلد ایک دوسرے سے علیحدہ ہو گئے۔ اور فوراً ہی قریب کی جھاڑیوں میں پناہ گزین ہوئے۔ اور یہ انہوں نے عین وقت پر کیا ورنہ ان کے کھل جانے میں کوئی شک نہیں تھا۔ کیونکہ اسی وقت موٹرکار ان سے قریب ہو کر نکل گئی جس میں نواب اور اس کا ملازم بیٹھے ہوئے تھے شاید نواب نے ان کو نہیں دیکھا کیونکہ اس نے ٹوپی اتار کر ان کو سلام نہیں کیا۔

اس اچانک رکاوٹ کے بعد دونوں پھر چلنے لگے جبکہ اوّل وینی

تھے پادری لانگڈن نے مناسب سمجھا اس سے اچھا اور کونسا موقعہ ہوگا۔ اپنا رازِ دل وینی پر ظاہر کردے۔ اور اپنی اصل منشا سے اُسے بیخبر نہ رہنے دے۔ چونکہ پادری لانگڈن اپنی گفتگو میں بہت سیدھا اور سنجیدہ تھا۔ اُس نے جس وقت باہر کے پھاٹک کی زنجیر چڑھائی اور اُس راستے کو ہولئے جو پاسٹ ہال کو جاتا تھا تو پادری لانگڈن نے اپنی تقدیر آزمائی کی تقریر یوں شروع کی ؎

ہم بھی رکھتے ہیں وہ دل مول نہیں ہے جسکا
پر خریدار کی دیکھیں تو نظر کتنی ہے۔

پادری لانگڈن "پیاری وینی تمہیں وہ میری گذشتہ چار سال کی پُر افسوس الوداع یاد ہے کہ جب ہم دونوں برابر کے دوست تھے"؟

وینی (ہنسکر) "مجھے خوب یاد ہے۔ مگر برابری کے بارے میں کچھ نہیں کہہ سکتی۔ سوائے اس کے کہ وہ آپ کا زاہدانہ عہدہ تھا۔ جس نے مجھ پر بہت کچھ اثر کیا تھا"

پادری لانگڈن "پیاری عہدہ نہیں دل کی بیکلی کہو۔ پیاری تمہیں یاد ہے کہ میری وہ حالت کیوں ہوگئی تھی"؟

وینی نے (جو لفظ پیاری سنا تو وہ سمجھ گئی کہ کیا ہونے والا ہے سچ ہے دل را بدل رہیست) شوخی سے جواب دیا۔ "مجھے کیا معلوم آپ کو اُس وقت کیا ہوگیا تھا؟"

پادری لانگڈن "تم کچھ تھوڑا سا سمجھ گئی ہو۔ میری پیاری سوائے

روز کے رنج کے ٹ گھر سے مصیبت نکلی
دن پھرے جان بچی عیش کی صورت نکلی

پادری لانگڈن کچھ تھوڑی ہی دور گیا تھا کہ اُسے کچھ یاد آگیا۔ اُس نے ذرا زور سے کہا گرجا میں تمہارے آج کے گانے نے آج مجھے بیحد محظوظ کیا۔ تمنے کیا ہی نور کا گلا پایا ہے کیا ہی اچھا ہو جو کل تم پھر وہی گا دو؟ وینی فرڈ۔ (کی اندھیرے سے آواز آئی) میرے پیارے کل وہ گانا گاؤں کہ گرجا کے تہتیر و ستون وجد میں آجائیں۔ اور سامعین عش عش کر جائیں

چھٹا باب

گرجا کے اندرونی کمرہ میں سے ایک پُر درد چیخ

جفائے آسماں کی انتہا کیا
بڑوں کی بات جو کچھ ہے بڑی ہے

یقیناً۔ اور در اصل زمانہ کی آیندہ خوشیوں میں جن کی نہ ابتدا ہے اور نہ انتہا۔ اگر کوئی لطف ہے تو وہ ملک انگلشیہ میں (اتوار) کے روز واقع ہوتا ہے۔ بلکہ وہ زمین کا ٹکڑا بھی جسے کسان کے ہل یا گاڑی کے پہیوں نے نہ روندھا ہو اس دن بھلا معلوم ہوتا ہے۔

پادری لانگڈن و ونی کے سچے قول و قرار کے بعد جو صبح ہوئی تو وہ بالکل (مانند موسم بہار) اتوار کے روز تھی۔ جو کہ انسان کے دل

پادری لانگڈن۔ ہاں پیاری کہتی تو سچ ہو۔ مگر ایک عرصہ چاہیئے۔کم ازکم چالیس" برس"۔ میری پیاری میں جانتاہوں کہ فصل کے عمدہ نہونے اور برآڈرک کو اعلیٰ تعلیم دلانے کے واسطے تمہارے والد کو کس قدر روپیہ کی سخت ضرورت ہے۔ میں اپنے بارے میں (ابھی) ان سے کچھ نہیں کہتا۔ ابھی اس بات کو ایسا ہی رہنے دو۔ اس سے ہماری محبت میں کچھ کمی نہیں آتی۔ یہ اس سے تو اچھا ہوگا کہ مجھے تمسے بات کرنے کی تو اجازت نہ ہو۔ اور کیا خبر تب تک خدا کیا کرے۔ وہ مسبب الاسباب ہے۔ اس کی کریمی کے قربان۔ اس کی رحیمی کے صدقے۔ کیا تعجب کہ قسمت ہی پلٹا کھاجائے اور یہ سائیں کے سوکھیل۔ ممکن ہے کہ میں سات ہزار روپئے۔ سالانہ کی جاگیر پر بیٹھ جاؤں جو آج کل بڑا پادری مسٹر مینڈیبل پا رہا ہے۔

وینی فرڈ۔ (اثبات میں سر ہلاتے ہوئے) مجھے بھی تمہاری رائے سے اتفاق ہے میرے خیال میں بھی یہی بہتر اور مناسب ہے کہ ہم اپنی منگنی دیا اس ایجاب و قبول) کی خبر کو فی الحال مخفی رکھیں اور کسی کو کانوں کان خبر نہ ہونے دیں۔ ؎

سدا ایک ہی رُخ نہیں ناؤ چلتی

چلو تم اُدھر کو ہوا ہو جدھر کی

اتنے میں دونوں باسٹ ہال کے پھاٹک پر پہونچ گئے جہاں الوداع کا پُرجوش بوسہ ثبت کرکے پادری لانگڈن خوش خوش یہہ کہتا ہوا واپس ہوا ؎

گذرتے ہوئے قدرے ٹھیرا اور بڑی آہستہ آواز سے کہا "ڈینی مجھے امید ہے کہ تم میری درخواست در بارہ گانے کے نہ بھولی ہوگی؟"

ڈینی فرڈے نے خوش خوش اس کی طرف دیکھا۔ اور اپنے آگے رکھے ہوئے باجہ کی طرف اشارہ کیا جو روزا اینڈ کمپنی کی اعلیٰ ساخت کا نمونہ تھا

پادری لانگڈن نے اس کے جواب میں اپنا سر ہلایا اور اندرونی کمرہ میں اپنا چوغہ پہننے چلا گیا۔ یہ اندرونی کمرہ گرجے کی عمارت سے ملا ہی ہوا تھا۔ جس کا کہ ایک بڑا دروازہ سامنے کی طرف گرجا میں کھلتا تھا۔ جس میں سے ہوکر پادری لانگڈن ابھی اندر آیا تھا۔ مگر اس کمرہ کا ایک دروازہ دوسرے رُخ بھی تھا۔ جو صرف بڑے پادری صاحب کی آمدورفت کے لئے خاصکر مخصوص تھا۔ اور جس کے پاس اس کی کنجی تھی مسٹر منڈیبل پادری کلاں ایک متوسط العمر کنوارہ شخص تھا۔ اس کی یہ عادت تھی کہ عبادت شروع ہونے سے پانچ منٹ پہلے اپنی رہایش گاہ سے آیا کرتا تھا۔ جو گرجا کے قریب ہی تھی۔

لانگڈن نے اندرونی کمرہ میں اپنا چوغہ پہنا ہی تھا کہ باہر قفل میں کنجی پھرتی ہوئی معلوم ہوئی۔ اور فوراً ہی مسٹر منڈیبل اپنی سیاہ پوشاک میں نمودار ہوئے۔ جنہوں نے آتے ہی اپنے مددگار کو صبح کا سلام کر دروازہ بند کرلیا۔

مسٹر منڈیبل "مجھے امید ہے کہ میں دیر سے نہیں آیا ہوں" اور یہ کہتے ہوئے الماری کی کھونٹی پر سے اپنا سفید زاہدانہ چوغہ جو عبادت

بہت بھلی معلوم ہوتی تھی۔ پیل ہرسٹ گاؤں جو جنگل کے سرسبز قطعہ زمین میں قلعہ لانگ کلوڈ یا سٹ ہال کو اپنے ارد گرد لئے ہوا تھا حسب معمول خوشی خوشی اپنے اس کام کے واسطے جاگ اٹھا۔ جو اس گاؤں کے خدا ترس آباؤ اجداد نے صدیوں سے جاری کر رکھا تھا۔ ٹھیک دن کے ساڑھے دس بجے گرجا کے نارمن برج سے زور زور ٹن ٹن گھنٹے کی آواز آنے لگی۔ جس سے یہ مراد تھی کہ لوگ اپنے معبود کی عبادت کے واسطے جلد جمع ہو جائیں۔ تھوڑی دیر کے بعد گاؤں کی پختہ سڑک پر لوگوں کا اتر دھام ہی اتر دھام نظر آتا تھا۔ جوق جوق گرجا کو جا رہے تھے۔ مقررہ وقت سے دس منٹ کم پر جب پادری لانگڈن احاطہ کے پھاٹک سے گذرا تو اسے قبروں میں گرجا کی دیوار کے اس سرے پر ایک دبلا پتلا نوجوان لڑکا نظر پڑا۔ پادری لانگڈن نے اپنے اس قلیل عرصہ قیام میں حتی الوسع پیل ہرسٹ گاؤں کے ہر برنا و پیر عورت مرد بچہ سب سے شناسائی کر لی تھی۔ مگر یہ لڑکا اسے بالکل اجنبی معلوم ہوا۔ اس کے دل نے چاہا کہ وہ جائے اور اس سے ملے۔ مگر وقت تھوڑا تھا۔ لوگ گرجا میں جمع ہو چکے تھے۔ آخر پادری لانگڈن نے یہہ خیال کیا کہ یہ لڑکا اپنے کسی عزیز کی قبر پر آیا ہے کیونکہ اس وقت لڑکے نے اپنا جھکا ہوا سر ایک کتبہ پر رکھدیا تھا۔ وہ سیدھا گرجے میں جا گھسا۔ جو قریب قریب نصف کے سامعین سے پر تھا۔ اور جہاں وینی بیٹھی ہوئی پیانو بجا رہی تھی۔ اور یہہ اس کے پاس سے

اشارے نواب ڈی۔ گورن ہی کی طرف تھے۔ کیونکہ اُس نے بحیثیت ایک غریب پادری کے اس کے (دوستی کرکے) دل پر فتح پائی تھی۔ اور اُسے اُس کا منشا آئندہ ہونے والے حریف و رقیب سے بچائے رکھنے کا تھا۔

بوڑھے اِسمتھ ملازم گرجا کا معمول تھا کہ ٹھیک گیارہ بجے گرجا کے دروازہ پر حاضر ہو جاتا۔ اور چاندی کی صلیب لے کر پادری کے آگے آگے چلتے ہوئے یکطرفی راستے سے ہو کر عبادت گاہ تک آیا کرتا تھا۔ کہ جہاں پادری ٹھہر جاتا تھا۔

چنانچہ وہ آج بھی حسب معمول چاندی کی صلیب ہاتھ میں لئے آموجود ہوا۔ اور جونہی لانگڈن کو دیکھا تو گھوم گیا کہ اپنے فرض منصبی کو ادا کرے۔ اور چونکہ بڑے پادری کا اس جلوس کے پیچھے پیچھے چلنا باعث عزت سمجھا جاتا تھا۔ سامعین جو ہر درجہ و ملت کے تھے اپنی اپنی مناسب جگہوں پر بیٹھے تھے۔

جونہی پادری لانگڈن اُس چھتے ہوئے راستے سے ملازم گرجا کے پیچھے سے نکلا تو اُس نے ایک پرفتح سریلی اور دلکش آواز سنی جو پیانوں سے نکل رہی تھی۔ جس کو وہ جانتا تھا کہ یہ کسکی دلکش آواز ہے۔ اور کس کی نازک انگلیاں سروں پر پھر رہی ہیں۔ چونکہ آج بحکم بڑے پادری صاحب نماز لانگڈن نے پڑھائی تھی۔ اور خود بڑے پادری صاحب کو وعظ کرنا تھا۔ اس لئے وہ جونہی اس چھوٹی ڈھلوان

کے قبل پہننا ضروری ہے۔ اتار لیا۔ میرے پیارے مسٹر ٹرلینگھم۔ اصل بات یہہ ہوئی کہ میں کتب خانہ کی کھڑکی پر ایک دو منٹ ایک محض بے توقع بات کے دیکھنے کیلئے ٹھیر گیا تھا۔ جس کی اصلیت شاید تم کبھی نہ معلوم کر سکو۔

لانگڈن (نہایت ادب سے) ”جناب وہ کیا بات تھی؟“

مسٹر مینڈیبل ”میں نے نواب ڈی گورن کو گرجا میں آتے دیکھا ہے کیونکہ تم کو معلوم ہے کہ گرجا سے قلعہ کو آنے جانے کا راستہ میری رہائش گاہ کے کمرہ سے ہو کر گذرتا ہے۔ اب ہم اُسے خاندان ٹرلینگھم کی کرسیوں پر بیٹھا ہوا دیکھیں گے۔ مجھے اب یہ پختہ یقین ہو گیا ہے کہ نواب فرقہ رومن کیتھلک سے ہے۔“

پادری لانگڈن نے دل میں کہا کہ میں تو اس پاجی نواب کو خدا یا اُسکی قدرت کے خلاف قطعی منکر سمجھتا تھا۔ مگر وہ اس کا گرجا میں آنا سن کر متعجب نہیں ہوا۔ جبکہ اس کو گذشتہ رات وینی کی زبانی معلوم ہو چکا تھا کہ نواب بھی اس کا شیدا ہے۔ چونکہ وینی نرڈ بلا ناغہ گرجا آنے والوں میں سے تھی اس لئے نواب نے شاید اس کے دل میں گھر کرنے کو ایسا کیا ہو۔

لانگڈن نے اس بات کا برا نہ مانا بلکہ اس خیال پر ہنسا۔ کہ غریبوں کو خدا نے جو جو کمالات عطا کئے ہیں اکثر امیر اُمرا اُن سے محروم ہیں۔ وینی کی محبت در حقیقت ایک چیز تھی۔ اور اس کے تمام

ہوئے راستہ میں چلا گیا۔ اور لانگڈن نے صاف خوش آواز سے جہاں سے کہ چھوڑا تھا پھر نماز پڑہنا شروع کیا۔ اس نے اس معمولی وقفہ کو جو بوڑھے سے باتیں کرنے میں لگا) اس صفائی سے نبھایا کہ بمشکل شاید چند لوگ معلوم کر سکے ہوں۔ مگر بعضوں کی تیزیٔ طبع نے سب حال معلوم کر لیا تھا۔

یہہ ضروری نہ تھا کہ یہ امر سامعین پر ظاہر کیا جاتا۔ کہ مسٹر ہنڈ بیل نے آج بعد نماز وعظ کرنا تھا۔ اور یہ کوئی غیر معمولی بات نہ تھی کیونکہ بڑا پادری اکثر اپنا تمام دن کا کام خود اپنی طبیعت سے لانگڈن کے سپرد کر دیا کرتا تھا۔

اتنے میں لانگڈن دوسرے جملہ پر پہونچا۔ کہ "اُس خدا کو جو ہمارا معبود ہے رحم اور معاف کرنے کی قدرت ہے" وہ اتنا ہی کہنے پایا تھا کہ اُس کی آواز ایک خوفناک چیخ میں مل گئی۔ جو اوّل اوّل صاف نہ تھی مگر بعد کو بڑی دلشکن دہولناک تھی۔ بوڑھا ملازم اپنی تھر تھراتی آواز میں چلایا کہ خدا کے واسطے تم میں سے کوئی شخص جلد یہاں آئے بڑے پادری صاحب مردہ پڑے ہیں۔ شاید کسی نے قتل کر دیا ہے۔

ٹپکتے ہیں کاغذ پہ اشک قلم
گرا آج عالم پہ کوہِ الم

پادری لانگڈن ہلدی کی طرح زرد ہو گیا۔ اور اپنی میز سے اُٹھ اس خوفناک آواز کے جواب میں دوڑا۔ اُس کے ساتھ ہی نواب بھی

میز کے نزدیک جہاں پادری صاحب نماز پڑھایا کرتے تھے۔ پہونچا تو وہ
دوزانو بیٹھ گیا۔ اور اپنے دل میں کچھ پڑھنے لگا۔ پھر وہ سیدھا کھڑا ہوا
کہ نماز پڑھائے۔ لیکن ایسا کرنے سے قبل اُس نے سامعین کی طرف
نظر دوڑائی۔ جہاں اُسے نواب ڈی۔ گورنر ایک کرسی پر بڑی زاہدانہ
صورت بنائے دکھائی دیا جس نے ایک ہاتھ تو کانوں پر رکھا ہوا تھا گویا
کہ ظاہر کر رہا تھا کہ پیانو کے دلکش سروں کو بڑی توجہ سے سن رہا ہے
مگر یہ بات نہ تھی۔ اس کی پرفن آنکھیں بغیر جھپکے پادری لانگڈن کے
چہرہ پر گڑی ہوئی تھیں۔

پادری لانگڈن نے جب عبادت کا شروع جملہ پڑھا۔ تب وہ
فریبی نواب اپنی مکاری سے باز آیا۔ اور سیدھا ہو بیٹھا۔ کہ اپنی روح
کو چند لمحے کے لئے اپنی بدعتوں سے آرام دے۔ اور تمام دیہاتی کہ جن
کا اچھا خاصہ جماؤ تھا اپنی تھرتھراتی آوازمیں پادری کا ساتھ دینے لگے
اُسی وقت لانگڈن کا کسی نے بازو ہلایا۔ اُس نے جو مڑ کر دیکھا
تو گرجا کا ملازم تھا جس نے بڑی دھیمی آواز اُکھڑی ہوئی سانس سے
کہا حضور مسٹر منیڈیل کہاں ہیں؟" "وہ تو ہمارے پیچھے اندرونی کمرہ
سے آتے ہی تھیں" جوان پادری نے اُس کرسی پر نظر ڈالی۔ جہاں
بڑا پادری آکر بیٹھا کرتا تھا۔ مگر کرسی کو خالی پاکر حیران ہو گیا۔ اور بوڑھے
اسمتھ کی طرف مخاطب ہو کر کہا۔ "شاید وہ یکایک بیمار نہ ہو گئے ہوں
میرے خیال میں تم اندرونی کمرہ میں جاکر دیکھو" بوڑھا ملازم اس چھپے

جلدی سیدھا کھڑا ہو گیا۔ اور دروازہ سے اس خوف زدہ گروہ کی طرف دیکھنے لگا جو اس وقت وہاں موجود تھا۔ اور واقعہ کی اصلیت معلوم کرنا چاہتا تھا۔ مگر چونکہ نواب بیچ میں سد راہ تھا۔ اس وجہ سے ایک حد تک آگے جانے سے محروم تھا۔ آپ صاحبان میں سے کسی کو دوڑ کر پولیس کے سپاہی کو اطلاع کرنا ضروری ہے۔ اور کسی ایک صاحب کو باسنگ اسٹوک سے ڈاکٹر کو لانا چاہیے گو ظاہرا اُمید بہت کم نظر آتی ہے؟

نواب ڈی۔ گورن۔ آپ کی موٹر کار......؟"

(نواب) (قطع کلام کر کے) ہاں۔ ہاں جناب میری موٹر کار حاضر ہے ابھی آدمی روانہ ہوتا ہے۔

پادری لانگڈن نے خیال کیا تھا کہ نواب خود جلد اس بات کی بہ تقاضائے انسانیت تعمیل کریگا۔ مگر اس نے اپنے پاس کے آدمیوں میں سے کسی ایک کو اپنا پیغام دیکر قلعہ لانگ کلوز کی طرف دوڑا دیا۔ اور خود وہیں دروازہ کے پاس ڈٹا رہا۔ بلکہ اُس نے کمرہ کے اندر جانے کے واسطے قدم اُٹھایا ہی تھا کہ پادری لانگڈن نے نرمی مگر مستعدی کے ساتھ یہ کہا کہ میرے خیال میں جب تک پولیس آجائے کسی صاحب کو اندر نہ آنا چاہیئے۔ سوائے اُن گرجا کے چوکیداروں کے جن کو میں یہاں مامور دیکھتا ہوں۔

پادری لانگڈن کی اس درخواست نے نواب ڈی۔ گورن کو ایک ہی طرف کھڑے رکھا۔ جبکہ گرجا کے دو چوکیدار بوڑھا رتیس باسٹ

اپنی جگہ سے اُٹھ لپک کر دوڑ پڑا۔ مگر جانا اندرونی کمرہ میں تھا۔ کہ
جس کے دروازہ پر ضعیف العمر اسمتھ کانپتا ہوا کھڑا تھا۔ نواب کو جو
دوڑ میں وقت ملا تو اوّل آکر پہونچا۔ مگر وہ دروازہ پر ٹھیر گیا اور پادری
لانگڈن کو اول اندر جانے کے لیے راستہ دیتے ہوئے۔ اپنے پرفن لب
ولہجہ میں کہا "آپ آگے ہوں۔ حضور جناب"!

ایک تو جلنا شمع کا اور ستم گلگیر کا
راوی ؎
کیا عدالت ہے کہ سرکٹتا ہے بےتقصیر کا

ساتواں باب

نواب دروازہ کی چٹخنی چڑھا دیتا ہے

ع مکار و دغاباز حیلہ ساز چالیا

وہ نظارہ جو لانگڈن ٹریننگھم کی آنکھوں سے اندرونی کمرہ میں
دیکھا۔ اچھے حوصلہ مند کے چھکے چھڑا دینے کیلئے سخت ہیبت ناک تھا۔ اور
خدا کے اس آرام دہ کمرہ کے فرش پر بیچارہ خدا ترس پادری منہ
کے بل بیہوش اوندھا گرا پڑا تھا۔ اور اس کی پیٹھ کے زخم سے گلابی
خون رواں تھا۔ جو اس صاف سفید چوغہ پر قاتل کے خون کا داغ لگاتا
جاتا تھا۔ اور فرش کے شیشم کے تختے اس مظلوم کے خون سے پیاس
بجھاتے ہوئے معلوم ہو رہے تھے۔ لانگڈن لاش کے قریب جھکا مگر

کے واسطے اتار دی تھی۔ یہہ کام نواب نے بڑی ہشیاری سے کیا
اور جب یہہ اطمینان ہوگیا کہ اس کا یہ فعل کسی نے نہیں دیکھا۔ تو
جھٹ دبے پاؤں وہاں سے کھسک کر چھپتے ہوئے راستہ کے کلانؔ وارثہ
پر آ مستعد ہوا۔ جہاں اور لوگ بھی اپنے اپنے خیالی پلاؤ پکا رہے
تھے۔ ڈینی ورزڈرک بھی وہاں کھڑے تھے۔ اور اس اچانک حادثہ
کی وجہ سے ان کے چہرہ پژمردہ و رنگ سفید ہوگئے تھے۔ ڈینی فرڈ
اس حادثہ کی گھبراہٹ میں اپنی اس حقارت کو بھول گئی۔ جو اُس کو
نامہ کے نئے کرایہ دار سے تھی۔ اور اُس نے اُس سے واقعہ کی خبر
پوچھی۔ سر نواب ڈی۔ گورن) نے افسوسناک چہرہ بناکر جواب دیا۔ آہ
بیشک بیگم اس میں کوئی شک نہیں۔ بیچارہ باوری کلاں مرگیا ہے
مسٹر لانگڈن ٹرسٹلھم نے مجھے کسی قسم کی مدد تک نہ کرنے دی۔ پرخیر
میں نے بہت کچھ دیکھ لیا ہے کہ جسنے میرے ہوش و حواس گم کر دئے ہیں
ڈینی فرڈ (بے صبری کے ساتھ) تو پھر مرگیٔ یا کسی اور وجہ سے عالم
بیہوشی طاری ہوگیا ہوگا۔ وہ بوڑھے احمق کا کہنا کہ قتل ہوا بیوقوفی
سے خالی نہیں۔
نواب (ذرا نرمی سے) میں یقینی طور پر کہتا ہوں اور اس بات کے
یاور کرنے کے لئے کافی شہادت موجود ہے۔ کہ ایک پُردغا قتل کا واقعہ
ہے کیونکہ آدمی خود اپنے آپ کندھوں کے درمیان چھری نہیں مار سکتا
یہ ضرور کسی سفاک قاتل کا کام ہے۔ کہ اندرونی کمرہ میں اوّل جا کر

وہ ایک زمیندار کنگ نامی نواب کے قریب سے گذر کر اندرونی کمرے میں آئے۔مگر نواب جلد اپنی اسی جگہ چوکھٹے میں ہوگیا۔ اور اس کی گھنی داڑھی مونچھیں شبانہ سے آراستہ اور بکروٹی ڈاڑھی آگے بڑھ کر جھکیں اور اس کی ہوشیار آنکھیں کل کمرہ کے دروازوں کا جایزہ لینے لگیں۔ اس نے الماری سے لیکر یاقوتی کھڑکی تک اور کھڑکی سے باہر احاطہ کے دروازہ تک ہر چیز کو خوب کھانیا۔ جانچا۔ پرتالا۔

پادری لانگڈن نے اس موجودہ گروہ کو جس میں نواب ڈی۔گورن بھی شامل تھا۔ مخاطب کرکے کہا "صاحبو میں آپ لوگوں کا بڑا مشکور ہوں گا اگر آپ لوگ مہربانی کرکے اب یہاں سے چلے جائیں جسکو سنتے ہی سب فوراً چلے گئے۔ مگر نواب نے جگہ نہ چھوڑی۔ اُسی جگہ میخ کی طرح جما رہا۔

گو نواب اپنی ہشیاری سے اپنی جگہ سے ہٹ کر دیہاتیوں کے پیچھے پیچھے چھپتے ہوئے راستہ کی طرف ہولیا تھا۔مگر ان کے بوٹوں کی خبر اور باتوں کے شور وشر میں وہ جھٹ دبے پاؤں پھر واپس آکر اُسی جگہ جم گیا۔ جب کہ اس قلیل عرصہ میں پادری لانگڈن بوڑھا مَیں اور دونوں چوکیدار اس بے حس وحرکت لاش کو جو خاموش فرش پر پڑی تھی دیکھنے میں مشغول تھے) نواب نے دیری سے موقع پاکر اُس دروازہ کے اوپر کی چٹخنی لگادی۔ جو باہر احاطہ کی جانب کھلتا تھا۔کہ جس کی چٹخنی بوڑھے ملازم نے بڑے پادری صاحب کے داخل ہونے

مفت میں اسیر بلا ہوا۔ اس اثنا میں گاؤں کا سپاہی جسے نواب ایک ہشیار شخص کہہ چکا ہے۔ خلقت کو چیرتا ہوا اندرونی کمرے کے دروازہ پر جا کھڑا ہوا۔ اور اپنے سرخ تمتماتے ہوئے چہرہ سے پسینہ پونچھنے لگا

بوڑھے رئیس نے کہا یٹ لارنس اندر آ جاؤ۔ (یہہ اس سپاہی کا نام تھا۔) اب بوڑھے رئیس کو اچھی طرح اطمینان ہو گیا۔ کہ پادری بیچارہ ٹھنڈا ہو گیا ہے "دیکھو لارنس جب تک تمہارا افسر آدے کہ جس کو تم نے اطلاع دیدی ہو گی تب تک تم اس معاملہ میں اچھی کوشش کے ساتھ چھان بین کرو۔

پولیس کا سپاہی نے جواب میں کہا جس وقت سنا اسی وقت اطلاع دیدی۔ مگر صاحب یہ وقوعہ ہوا کس طرح۔؟ اور قاتل کون ہے؟ اگر یہ معلوم ہو تو مجھے فوراً اسے گرفتار کرنا چاہیئے۔

پادری لانگڈن۔ قاتل کا حال کسی کو معلوم نہیں۔ اور ساتھ ہی شروع سے آخر تک جو ماجرا گذرا تھا کہہ سنایا یعنی کس طرح وہ خود اس چھپتے ہوئے راستہ سے قربان گاہ تک گیا۔ یہہ خیال کرتے ہوئے کہ مسٹر مینڈیل اس کے پیچھے آ رہے ہیں اور کس طرح بوڑھا استھ گرجے میں بڑے پادری صاحب کی غیر حاضری معلوم کرکے اندرونی کمرہ میں گیا۔ اور جہاں اس نے بڑے پادری صاحب کی یہ حالت دیکھی۔

سپاہی نے کوئی چیز ہٹائی یا چھوئی تو نہیں گئی؟"

پادری لانگڈن نے نہیں سوائے اس کے کہ میں نے مرحوم کا ہاتھ

جیب رہا۔ اور جب بڑے پادری صاحب نے مسٹر لانگڈن کے پیچھے جانا چاہا تو پشت سے کاری زخم لگایا۔ جو بہر نوع ایک کمینہ انتقام کہلاتا ہے۔

راڈرک نے جھٹ نواب کے منہ کی طرف دیکھا۔ اور کہا اندرونی کمرہ کے باہر احاطہ میں جو دروازہ ہے۔ اس کی تو اندر سے چٹخنی لگی ہوئی ہے۔ کیا وہ بند ہے یا کھلی؟"

نواب کندھے جھٹک کر لاعلمی ظاہر کرتے ہوئے میں نے اس بات کا خیال نہیں کیا۔ مگر یہ تو پولیس کا سپاہی آگیا۔ بشرہ سے تو ہوشیار آدمی معلوم ہوتا ہے۔ امید ہے کہ اب بخوش اسلوبی ہر چیز کی مناسب چھان بین ہو جائے گی۔

میری پیاری مس باسٹ اگر مجھ پردیسی کی بات آپ مانیں تو اب یہاں سے چلد جانا چاہیئے۔ گو میں آپ کے انگریزی قواعد سے واقف نہیں مگر اکثر دیکھا گیا ہے کہ موقع واردات پر جو کھڑے ہوتے ہیں اُن کو گواہی میں گھسٹنا پڑتا ہے۔ میں تو اپنی جان اس زحمت سے بچاتا ہوں۔ اور یہہ کہکر اس نے اپنی ٹوپی بطور سلام اتاری۔ اور بڑے پھاٹک سے ہوتا ہوا قلعہ کی راہ پر چلدیا۔

وینی فرڈ اور راڈرک بھی اس کی گفتگو سے سخت مؤثر ہوا آہستہ آہستہ اپنے گھر کو چل کھڑے ہوئے۔ گو وینی فرڈ کا اس جگہ سے جانے کو جی نہ چاہتا تھا کہ جہاں اُس کا پیارا عاشق (ہونے والا خاوند)

سے قبل پادری لانگڈن ہی نے مرحوم سے گفتگو کی تھی۔ اور یہی اندرونی کمرہ سے نکلا تھا۔ علاوہ اس کے تمام گاؤں بلکہ علاقہ بھر میں اگر بڑے پادری صاحب کی موت سے کسی کو فائدہ پہنچتا تھا تو وہ اسی مددگار پادری لانگڈن کو تھا۔ کیونکہ وہ اس جگہ کا حقدار تھا۔

سپاہی کو اپنے تجربہ کے دریافت میں کامل یقین تھا کہ سٹرینڈبل نے خود تو چٹخنی لگائی نہیں۔ پھر یہ چٹخنی لگ کیسے گئی۔؟ شاید کسی نے شور و غل ہونے کے بعد لگائی ہو۔ یا شاید بوڑھے اسمتھ نے لاش کو دیکھکر اور ڈر کر لگا دی ہو۔

غرض کہ سب اپنے خیالی گھوڑے دوڑا رہے تھے اور جتنے سر تھے اُتنی باتیں کہ اتنے میں گرجا میں سے کسی کے بوٹوں کی چاپ معلوم ہوئی۔ اور فوراً ہی راڈرک دروازہ پر آ موجود ہوا۔ لاش کو ادب سے ٹوپی اتار سلام کیا۔ اور باپ سے کہا اسٹورٹ کیمبل باہر کھڑا ہے۔ وہ آج ہی صبح کی ریل سے آیا ہے۔ ڈینی اور میں جب یہاں سے جا رہے تھے تو وہ ہمیں راستہ میں آتا ہوا ملا۔ گو وہ خود اس میں دخل دینا نہیں چاہتا۔ مگر کیا اس معاملہ میں ہم اس سے جو کہ ایک لائق سراغ رساں ہے کچھ مدد نہیں لے سکتے؟"

بوڑھے رئیس نے تکی طور پر سپاہی لارنس کو دیکھا اور کہا راڈرک میرے بھتیجے کا ذکر کرتا ہے۔ جو ہندوستان کی خفیہ پولیس کا ایک تجربہ کار سراغ رساں افسر ہے۔ جسکو تفتیش جرائم میں اچھا ملکہ و

نبض دیکھنے کو اٹھایا تھا۔
سپاہی کی نگاہیں اس خالی کمرے اور اس کی چیزوں کو دیکھنے لگیں اور یکایک کچھ تسلی کی جھلک لئے ہوئے دروازہ کی چٹخنی پر رکیں۔ تب تو اس نے دو قدم اور آگے بڑھائے۔ اور اپنے معلومات کی خوشی میں کانپتے ہوئے زور سے کہا۔ اور یہہ دروازہ تو اندر سے بند کیا ہوا ہے اگر آپ صاحبوں کا کہا باور کیا جائے کہ کوئی چیز ہٹائی یا چھوئی نہیں گئی تو پھر تو قاتل یہاں ہی ہے۔ وہ ضرور اس دروازہ سے جو گرجا کے اندر ہوکر جاتا ہے باہر گیا ہوگا؟"
سپاہی کے اس سادہ سوال نے ان لوگوں کو چوکنا اور حیران کر دیا اور وے ایک دوسرے کا منہ تکنے لگے۔ کیونکہ یہ بالکل سچ تھا۔ کہ قاتل احاطہ میں کھلنے والے دروازہ سے نہیں بھاگا۔ کیونکہ یہہ تو ہو ہی نہیں سکتا کہ وہ اس دروازہ سے جا کر پھر خود ہی اسے اندر سے بند کر سکے۔ اور یہ بھی غیر ممکن تھا کہ قاتل گرجا والے دروازہ سے چھپ کر سامعین میں بیٹھ جاتا۔ سپاہی کی یہ معلومات بوڑھے رئیس و زمیندار رگنگ پر اثر کئے بغیر نہ رہی۔ اور سپاہی تو اپنے مشاہدہ کی خوشی میں اندر اندر پھولا نہ سماتا تھا۔ لیکن لانگڈن ٹرلینگھم نے ایک نظر میں فوری معلوم کر لیا کہ ان لوگوں کے دل میں کیا کھلبلی مچ رہی ہے "یہ کیا چہ میگوئیاں ہو رہی ہیں" کیونکہ پولیس کا ادنیٰ سے ادنیٰ آدمی یہی رائے زنی کریگا کہ یہہ لانگڈن کا کام ہے۔ کیونکہ آخری دفعہ بڑے پادری کے ساتھ

نہ چھوڑے اس کے پیچھے پڑیگا۔ غرض کہ لانگڈن کے خیالات اس نامور سراغ رساں کی نسبت ایسے تھے۔ جو واقعی بڑی سرگرمی و تندہی کے ساتھ کمال جانفشانی سے قتل کے معمہ کو حل کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔

آٹھواں باب

ایک قدرتی خوشبو

اک جہاں مہرباں ہوا تو کیا   مہربانی تیری مقدم چاہیئے؟

باسٹ ہال میں اس یادگار اتوار کے دوپہر کا کھانا کچھ ایسا لذیذ نہ تھا۔ اور نہ بلحاظ حمیت ایسے کھانے کو اچھا کھانا کہا جا سکتا ہے۔ گو مسٹر مینڈیبل بزرگ پادری کا کسی نے سوگ نہیں کیا۔ تاہم بھی اس کی اس اچانک موت نے ہر ایک کو رنج دیا تھا اور اس سبب تمام باسٹ ہال میں غمی اور خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ بلکہ اسٹورٹ کی موجودگی بھی اس مُہر خاموشی کو نہ توڑ سکی۔ سچ پوچھیئے تو اسٹورٹ بھی دریائے فکر میں غوطہ زن تھا۔ کہ اس قتل کا جو اس کے دہلیز کے نیچے ہوا سمجھنا چاہیئے کچھ سراغ نہ لگا۔ تو اس کی ساری شہرت و نیک نامی پر پانی پھر جاویگا۔ جو اس نے بڑی محنت و لیاقت سے مشرقی و مغربی صوبوں میں حاصل کی تھی۔ گو وہ اپنے حصہ کا کھانا کھاتا رہا۔ مگر اس کی چڑھی ہوئی بھویں اور متفکر چہرہ صاف ظاہر کرتا تھا کہ وہ ضرور کسی گہری فکر

خاص مہارت ہے۔

سپاہی ۔ جناب میں اس میں مجبور ہوں۔ وہ دروازہ میں کھڑے ہو کر دیکھ سکتے ہیں۔ جب تک انسپکٹر صاحب نہ آجائیں میں مجبور ہوں کہ کسی کو اندر آنے کی اجازت نہیں دے سکتا۔ مگر چونکہ حضور بھی مجسٹریٹ ہیں مجھے آپ کا کہنا منظور ہے۔

چنانچہ راڈرک نے مڑ کر ایک شخص کے کان میں کچھ کہا۔ اور تھوڑی دیر میں ایک خوبصورت مضبوط لمبے قد کا جوان جس کے بشرہ سے آثار سپہ گری ہویدا و آشکارا تھے اندر داخل ہوا۔ اور سید صالاش کے پاس گیا۔ اور اپنی دھن میں اس نے اپنے چچا تک کو نہ دیکھا اور نہ صاحب سلامت کی۔ بلکہ ہر ایک چیز کو بغور دیکھنے لگا۔ اسکا پُر رعب چہرہ بتا رہا تھا کہ وہ ہندوستان کی پولیس کا افسر ہے۔ کہ جس نے بنگال کے جنگلوں میں بڑے بڑے ٹھگوں اور ڈاکوؤں کے چھکے چھڑا دیے تھے۔ اس کا نام سُن کر اچھے اچھے ڈاکوؤں کے پتے پانی ہوتے تھے۔

پادری لانگڈن نے اسٹورٹ کے بارہ میں سنا تو تھا مگر دیکھا نہ تھا۔ اب اس کو پہلی دفعہ دیکھا۔ اس کے موزوں نقش ونگار اُس کا چوڑا سینہ خالی از لطف نہ تھا۔ لانگڈن کے دل نے گواہی دی کہ یہ آدمی تیرے آڑے وقت میں کام آئیگا۔ کیونکہ یہ آدمی قیافہ سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جس معاملہ میں ہاتھ ڈالیگا حد تک پہونچا دیگا۔

راستہ نکالا ہوگا جس سے قاتل کا جلد سُراغ نکلے۔"

بوڑھے رئیس نے ایک گلاس شراب اپنے واسطے بھرتے ہوئے کہا۔" اسے دفعہ کرو۔ میاں آؤ ہم تم دونوں ذرا ارتکاب واردات کو پھر نئے سرے سے دُہرائیں۔ کہ کیا کیا ضروری باتیں ہیں۔ اور یہ کہ وہ بدبخت تھا کہاں۔ جس وقت بوڑھے گوڈجر نے شوروغوغا کیا تھا۔ آیا قاتل اس وقت گرجا میں تھا یا باہر بھاگ گیا تھا؟"

اسٹورٹ نے اپنی نیلی کنجی اور چمکتی ہوئی آنکھوں سے اپنے چچا کو گھورا۔ اور جواب دیا میں اس بارہ میں اس قدر تھوڑا جانتا ہوں اور ابھی اپنا اچھا یا برا کوئی خیال ظاہر نہیں کرسکتا۔ لیکن اگر کچھ کہنا بھی چاہوں تو یہی کہوں گا کہ جس وقت کا آپ ذکر کرتے ہیں قاتل گرجا ہی میں تھا۔ اور بعد کو بغیر دکھائی دئے عین اس وقت جبکہ قدرت کی خوشبو بصورت عبادت گرجا میں مہک رہی تھی۔ "آناً فاناً" میں غائب ہوگیا۔ علاوہ اس کے میں واردات کی مفصل کیفیت پھر شروع سے آخر تک سننا چاہتا ہوں۔ تاکہ میں کچھ کارروائی کرنے کے لائق ہوسکوں۔ ونی فرڈ جو اس تمام گفتگو کو خاموشی کے ساتھ چپ چاپ سن رہی تھی۔ یکایک بول اُٹھی۔" یہ کیا رنجیدہ گفتگو شروع کی ہے جو ختم ہونے ہی میں نہیں آتی۔" اور کمرہ سے باہر جاتے ہوئے اپنے چچیرے بھائی سے کہہ گئی کہ جب تم والد سے گفتگو کرچکو تو مجھے زرد گلاب کی روش کے پاس آکر ضرور ملنا۔ میں تمہیں اپنا پھولوں اور گملوں کا مکان

میں غلطاں و پیچاں ہے۔ جونہی کھانا ختم ہوا بوڑھے رئیس نے بلا حاصل کلام اس ذکر کو جو ہر شخص کے دل میں چٹکیاں لے رہا تھا چھیڑا۔ اور اپنے بھتیجے کو مخاطب کر کے کہا "میں یقین کرتا ہوں تم برا نہ مانوگے۔ اگر میں یہ پوچھوں کہ تمہارے اتنے عرصہ کے تجربہ نے اس خوفناک واردات کا کیا کچھ نتیجہ اخذ کیا ہے"؟ (اسٹورٹ) نے مصنوعی مسکراہٹ سے جواب دیا کہ میں تو محض اجنبی کے طور پر ایک گز لمبائی کے فاصلہ پر کھڑا تھا۔ مجھے اتنا وقت ہی کہاں ملا کہ اپنی آزادانہ رائے قائم کرسکوں؟

بوڑھا رئیس "تو گویا تم نے ابھی تک اس بارے میں کوئی رائے قائم نہیں کی؟ کیا کچھ بھی اب تک نہیں سوچا؟ اور نہ کسی اور نے ہی کچھ نتیجہ نکالا ہوگا؟ لیکن انسپکٹر ماڈزلی کی نسبت تمہاری کیا رائے ہے۔ اور کیا تم نے کبھی کسی آدمی کو ناکامیاب ہوتے ہوئے بھی دیکھا ہے۔؟"

اسٹورٹ "میرے خیال میں تو انسپکٹر نے اپنی کارروائی بہت مناسب کی ہے۔ کہ جو ایک اعلیٰ لائق پولیس افسر کو کرنی زیبا تھی۔ مگر میں یہ نہ کہوں گا کہ وہ ناکامیاب گیا ہے۔ اس نے اس وقت واردات قتل کے متعلق ضرور کوئی اپنی ذاتی رائے قائم کرلی ہوگی۔ ممکن ہے کہ اس کی رائے غلط ہو یا صحیح؟"

راڈرک (جلدی سے) "کیا تمہارا مطلب اس اندر سے بند کی ہوئی چٹخنی سے ہے"؟

اسٹورک "آہ نہیں۔ میرا یہ قیافہ کہتا ہے کہ انسپکٹر نے ضرور کوئی ایسا

اس نے کہا تھا اُسے پھر جلد یاد آگیا۔ مگر آ سے یہ دخل در معقولات
بہت برا معلوم ہوا۔ کیونکہ وہ سوچ کر کچھ آیا تھا اور یہاں ہوا میں
قتل کی بو پھیلی ہوئی تھی۔ ہاں تم نے کیا پوچھا۔؟ میرا کسی خاص شخص
کی طرف اشارہ۔ کیسی باتیں کرتی ہو۔ میری پیاری وینی آپ ذرا
سوچیں کہ میں اس قدر جلد کیسے اپنی رائے قائم کر سکتا ہوں اور
کس طرح کسی خاص فرد بشر کو ملزم ٹھیرا سکتا ہوں۔ جبکہ مجھے اندرونی
کمرے میں جانے تک کی اجازت نہ تھی؟"
وینی فرڈ۔ کچھ ہی ہو۔ مگر یہ میں ضرور کہوں گی کہ تمنے ضرور اس بارہ
میں کچھ سوچ رکھا ہے۔ خیر تم مجھے مت بتاؤ۔ مگر جس وقت تم کسی دوسرے
پر ظاہر کرنے کا ارادہ کرو تو اول مجھے بتلا دینا۔
اسٹورٹ۔ اچھا میں وعدہ کرتا ہوں کہ اول تم کو بتلاؤں گا۔
مگر میری پیاری وینی میں آج تمہاری خاطر میل گاڑی سے آیا تھا
اور یہاں آکر اور ہی عالم دیکھا۔ میں یہ خوفناک بحث کرنے تو نہیں
آیا تھا۔ ان کو تو میں ایک روز میں جب اپنے کام پر جاؤنگا سب کو
نوالہ کر جاؤں گا۔ سب عین ٹھیک کر دوں گا مگر پیاری اب کی دفعہ
جب میں واپس جاؤں تو اکیلا نہ ہوں۔ اور ساتھ ہی اس نے مختصر
الفاظ میں اپنا رازدل کہہ سنایا۔ ؎

پھرے زمانہ میں مدتوں ہم رہی حسینوں سے ہمکو صحبت
کسی میں ایسی ادا نہ پائی کسی میں یہ بانکپن نہ دیکھا

دکھاؤں گی۔ یہہ تو اسٹورٹ خود دل سے چاہتا تھا کہ اس کو ونی فرڈ
کے ساتھ علیحدہ پھولوں کے گملوں کا مکان۔ باغیچہ۔ اصطبل۔ مرغی
خانہ کچھ ہی دیکھنے کو ملے تاکہ وہ موقع پاکر اپنی تمنا کا راز جس کو وہ
ایک عرصہ سے جان کے ساتھ صندوق سینہ میں رکھتا تھا ونی پر ظاہر
کردے۔ کہ وہ اُسے ہمیشہ کے لئے حاصل کرنا چاہتا ہے۔ وہ متواتر
دس سال بعد اپنے صیغہ وپیشہ میں ناموری حاصل کرکے ایک سال
کی رخصت پر ولایت آیا تھا۔ اور سیدھا باسٹ ہال میں ہی آیا جہاں
وہ پہلی ہی نگاہ میں اپنی سیاہ آنکھوں والی چچازاد بہن کا دل سے
فریفتہ ہوگیا تھا۔ اور جس کو کہ اب وہ زیادہ ضبط نہ کرسکتا تھا چنانچہ
وہ جلد اپنے چچا سے رخصت ہوکر فرانسیسی کھڑکی کی راہ سے گذر
سیدھا باغ میں پہونچا۔ جہاں ونی فرڈ اپنا ریشمی باونر پہنے جو اس وقت
اس پر خوب زیبا معلوم دیتا تھا ادھر سے اُدھر ٹہلتی پھرتی تھی۔
ونی فرڈ۔ اسٹورٹ کے دلی خیالات سے بالکل بے خبر رہی جونہی اسٹورٹ
نظر پڑا وہ آگے بڑھی اور بخندہ پیشانی اس کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر
سبز روشوں پر ٹہلنے لگی۔
ونی فرڈ۔ "تم زحد چالاک وہشیار ہو۔ میں تم سے پوچھتی ہوں کہ ابھی تم نے
دوران گفتگو میں والد سے "قدرتی خوشبو" کا کیا جملہ کہا تھا؟ ظاہرا
تو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ شاید تم نے دیدہ و دانستہ ایسا کیا ہے۔"
اسٹورٹ ذرا سوچکر کیونکہ وہ بھول گیا تھا کہ وہ جملہ کس بارہ میں

آنکھیں اس کی آنکھوں میں ملادیں ؟"
استوورٹ:۔ "اگر تمہاری یہی منشا ہے اور تم بضد ہو تو میں ہر طرح تمہارے لئے حاضر ہوں ؟"
وینی فرڈ۔ تو سنئے میں نے اس شخص سے شادی کا وعدہ کیا ہے جو میرے ساتھ بچپن سے اسی ٹیپل ہرسٹ گاؤں میں کھیلتا رہا ہے۔ اور یہ ان ایام کا ذکر ہے جب تم جوان تھے۔ اور جوانمردوں کے کام ہندوستان میں کرتے تھے۔ یہ اس نے خوشامدانہ کہا۔ کیونکہ اس کو اس ۴۷ سالہ کا کبھی اس ضلع میں خیال تک بھی نہ ہوا تھا درحالیکہ وہ بیس برس کی تھی۔
استوورٹ۔ "دو اور دو ملائیں تو چار ہوتے ہیں۔ شاید تم اسی پادری لانگڈن ٹریننگھم کا ذکر کر رہی ہو۔ جو آج کے واقعہ کے بعد مجھے پادری کی جگہ کا مستحق ہے ؟"
وینی (نے خوف زدہ نگاہوں سے اس کی طرف دیکھا۔ اور کہا،) ہاں وہ لانگڈن ہی ہے۔ جو اس قدر خوش اخلاق ہے کہ اگر تمہاری اس سے ملاقات ہو جائے تو تم فوراً ہی اسے پسند کرنے لگو گے۔ دوسرے میں خود ہی چاہتی ہوں کہ تم اس سے اخلاص پیدا کرو۔ خواہ میری ہی خاطر تمہیں ایسا نہ کیوں کرنا پڑے۔
استوورٹ ؎ بیوفائی سے عزیزوں کی کھلا یہ عقدہ
نہ ہم کسی کے جہاں میں نہ ہمارا کوئی

جس کے جواب میں وینی نے اس کے ہاتھ میں سے اپنا ہاتھ تو نہ کھینچا مگر زار و قطار رونے لگی۔ کیونکہ یہہ کبھی اس کے خواب و خیال میں بھی نہ آیا تھا کہ اس کلیجہ ا بھائی جو دور دراز ملکوں میں رہتا ہے اسکا گرویدہ ہے

وینی فرڈ۔ ہچکیاں لیتی ہوئی۔ آہ پیارے میں تمہاری اس قدر مشتاق ہوں کہ مجھے جواب دینا بھی ناگوار گذرتا ہے۔ مجھے سخت رنج ہوتا ہے میں نے کبھی آج تک تمہارا خیال اس ضلع میں نہیں کیا۔ اور نہ اب کبھی کرسکتی ہوں۔ اس کی ایک وجہ ہے۔

اسٹورٹ۔ پیاری تم رو کر کیوں اپنا جی ہلکان کرتی ہو۔ مت رؤ۔ اور میری اس دلیرانہ گستاخ گفتگو کو معاف کرو۔ ہائے میں نے اول ہی کیوں نہ سمجھ لیا کہ تم مجھ ایسے قلاش کی قسمت میں نہیں ہو ؎

ایک قسمت ہے عدو کی کہ وہ خوش رہتا ہے
ایک قسمت ہے ہماری کہ حزیں رہتے ہیں

وینی فرڈ۔ آنسو پونچھتے ہوئے۔ مجھے امید ہے کہ تم میری اس حرکت کو معاف کرو گے اور وجہ بھی سن لو گے"

اسٹورٹ۔ ہاں بخوشی۔ مگر میں یہہ کہدیتا ہوں کہ میں تمہارے نتیجہ سے خوش نہ ہوں گا" ہائے افسوس ؎

نہ کسی کے باغ کا پھول ہوں نہ کسی کا حسن قبول ہوں
فقط ایک مد فضول ہوں مجھے اپنے مرنے کا غم نہیں

وینی فرڈ۔ مگر یہ تو ایک راز ہے جسے کیا تم پوشیدہ نہ رکھو گے۔ اور اپنی

جو زرتباں میں شکر خدا ہو تو جانئے
وقتِ قضا نماز ادا ہو تو جانئے

نواں باب

قبروں کے درمیان

یا ہمیں آج نہیں یا فلکِ پیر نہیں   کھکے نکلے یہ مرے دل سے چلے سوئے فلک

اِس یادگار اتوار کے دن عصر کے وقت اسٹورٹ نے پورے دو چرٹ پیئے۔ اور باغیچہ سے اٹھ اپنے رہائش کے کمرہ میں گیا۔ اس پر اِس گرجا کی واردات کا معمہ فوراً روز روشن کی طرح عیاں ہوگیا ہوتا۔ اگر اِس وقت ڈینی نے صاف جواب دیکر اسکا دل نہ دکھایا ہوتا۔ علاوہ اِس کے وہ سب اپنا مال و دولت دینے کو راضی ہوتا۔ اگر وہ اپنے آپ کو اس واردات کے روز یہاں آنے سے روک سکتا۔ جس کے آئینہ کی طرح شفاف و صحیح واقعات بتا رہے تھے کہ ڈینی فرڈ کا نازک دل عنقریب ہی تکلیف وہ خراشیں اٹھانے والا ہے۔ کیونکہ اگر وہ غلطی نہیں کر رہا تھا۔ تو پھر یہ صحیح تھا کہ لڑکی کو آنے والی مصیبت کی خبر تھی۔ بلکہ یہی وجہ تھی کہ ڈینی منت و سماجت اس کو اس بات پر راغب کر رہی تھی کہ وہ جس طرح بھی ہو پادری لانگڈن کی مدد کرے۔ جبکہ وہ جانتی تھی کہ وہ اس کا دِل توڑ چکی ہے"۔ اسٹورٹ جس کی

بیشک میں تمہاری خاطر ایسا ضرور کروں گا۔

وینی فرڈ۔ میں تمہاری ازحد مشکور ہوں۔ یہ تمہاری عین عنایت ہے۔ اور یہہ کہتے ہی اس کی باہہ سے ہاتھ نکال لیا۔

تشنہ لب رکھا صدف کو بوند پانی کی نہ دی
دیکھ لی ہمنے سمندر بس تری دریا دلی

لیکن جب وہ سروقد گل اندام سیڑھیوں پر چڑھ مکان میں غائب ہوگئی تو اسٹورٹ وہیں پھولوں کے تختہ میں ایک تپائی پر بیٹھ گیا۔ اور اپنی جیب سے سگار کیس نکال اسمیں سے ایک چرٹ لے اس کا سنہ کترا۔ اور اپنے پژمردہ دل سے یوں باتیں کرنے لگا۔

خوب تو آپ مجھسے قول لے گیا ہے۔ کہ میں اس شخص کے ساتھ دوستی کروں جو میری دل شکنی اور مجھے ازحد رنج دینے کا باعث ہوا ہے۔ جس نے کہ ظاہرا واقعات کی رو سے آج صبح گرجا کے اندرونی کمرہ میں خود بڑے پادری کو قتل کیا ہے۔ یہ کہکر اس نے دیا سلائی جلا اپنا چرٹ سلگایا ؎

ہم نہیں اے آہ تو سارا زمانہ ہیچ ہے
پھونکدے سب کو زمیں ہو آسماں ہو کوئی ہو

لیکن اب بہر صورت مجھے وینی فرڈ کی خاطر کوشش کر کے واردات قتل کے معمہ کو حل کرنا چاہیئے۔ جو اس وقت بالکل پیچیدہ اور پُر اسرار ہے ؎

راڈرک نے اچھل کر کھونٹی سے اپنی ٹوپی اتارلی۔ اور کہا آؤ۔ اس توا کی خاموش عصر کو میں تمہارے ساتھ مددگار سراغ رساں کا کام دونگا۔ اسٹورٹ نے راڈرک کے جملہ کا کچھ خیال نہ کیا۔ اور وہ دونوں جھاڑیوں دکانٹے دار راستہ سے گرجے کو چلدئے۔ راستہ میں اسٹورٹ نے پھر اس خیال کو دہرایا کہ آیا واقعی لانگڈن پادری کا قاتل ہے۔ یا کوئی اور۔ لیکن اب وہ اچھے خاصے مخمصے میں پھنس گیا تھا۔ جس سے اب وہ بمشکل نکل سکتا تھا۔ باسوائے اس بات کے کہ وہ ذہنی فردکی مدد کرے۔ اس کے تجربہ نے اسے اپنے معلومات کی بابت خاموشی اختیار کرنا بھی سکھادیا تھا۔

وہ دونوں ایک پرانی قسم کی چھوٹی پختہ عمارت (جس پر تمام سبز بیل پھیلی ہوئی تھی۔) کے نزدیک ٹھیرے جہاں بوڑھے رئیس کے لڑکے کی درخواست پر استھ ملازم گرجا نے کنجیاں دیدیں۔ اور کہا کہ پولیس انسپکٹر نے اچھی طرح چھان بین کرنے کے بعد اپنی رپورٹ مکمل کرلی ہے۔ اور صاحب موصوف باسنگ اسٹوک واپس چلے گئے ہیں۔ اور لاش بڑے پادری ہی کے مکان میں تا فیصلہ اٹھا کر رکھدی گئی ہے۔ لیکن کیا میں تمہارے ساتھ چلوں؟ مگر یہ دونوں اسکی درخواست کو نامنظور کرتے ہوئے۔ گرجا کے بڑے دروازہ پر پہنچگئے۔ جسے کھولکر وہ مقدس عمارت سے گذر کر اندرونی کمرہ میں جا پہونچے یہاں آکسفورڈ کے طالب علم نے ہندوستانی پولیس افیسر کو رہنمائی کی عزت دی

طبیعت کے خلاف اور ظاہراً ناممکن کام اس کے سامنے تھے۔ گھٹنے ٹیکو
دکھانا اس کی ہمت مردانہ کے خلاف تھا۔ کیونکہ کام سخت مشکل اور
پیچیدہ تھا۔ اس لئے اب وہ اس فکر میں تھا کہ کوئی ایسی صورت ہو
کہ پادری لانگڈن پر آنچ نہ آوے۔ اور پُر اسرار قاتل بھی گرفتار ہو جائے
سچ ہے "عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد"۔
اسٹورٹ۔ اپنے کمرہ سے باہر نکلا۔ تو اس نے شیشمی بیل پاؤں والے
اول ہال میں راڈرک کو صبح کی واردات کے بعد پژمردہ اور خاموشی
کی حالت میں بیٹھے دیکھا۔ جو کہ اپنے اس چچیرے بھائی کو دیکھکر بہت
محظوظ ہوا۔
راڈرک۔ آئیے میاں اسٹورٹ صاحب والد صاحب تو سو رہے
ہیں۔ اور مجھے ڈر تھا کہ شاید عصر کا وقت آپ نے ونی کو دیا ہو۔ مگر
ہاں آؤ۔ اب ہم ذرا ٹہل کر اس قتل کے بارے میں ذرا غور و خوض
کریں۔ جس کی تحقیق کے واسطے میں جانتا ہوں کہ آپ بھی مستعد ہونگے؟
اسٹورٹ۔ نوجوان کی اس گفتگو پر مسکرا کے نہیں۔ بالکل تو ایسا
نہیں۔ ہاں کیے بغیر نہ رہوں گا کہ ایک حد تک میرا پیشہ مجھے
مجبور کر رہا ہے۔ کہ میں ذرا کہ جاد مقام واردات کو پھر جا کر دیکھوں
کیونکہ اب تو پولیس بھی اپنی کارروائی کر کے چلی گئی ہو گی۔ مگر خدا
معلوم گرجے کی کنجیاں مل سکیں یا نہ؟ میں اپنی طرف سے تو کوئی دقیقہ
اُٹھا نہ رکھوں گا"۔

اگر تم اس کو پہچانتے ہو تو مجھے تبلاؤ۔
راڈرک۔ مدد کرنے کے شوق میں کھڑکی سے باہر جھانکا۔ اور جلدی ہٹ آیا اور کہا کیا میں اس کو نہیں جانتا ہوں یہ تو فرانسیسی نواب ڈی۔ گورن ہے جو قلعہ لان کلو میں آکر رہا ہے۔ اور اس وقت کچھ ڈھونڈ رہا ہے
اسٹورٹ۔ لاپرواہی سے مجھے بھی ایسا ہی خیال ہوا تھا آؤ دیکھیں وہ اپنی تلاش میں کامیاب ہوا یا نہیں۔ پھر وہ دونوں پردہ کی آڑ سے لانبے قد نواب کو (جو نیلے رنگ کا نفیس سوٹ پہنے ہوئے تھا) تاکتے رہے۔ جو قبروں میں سے ادھر اُدھر پھر رہا تھا۔ اور کبھی کبھی جھک کر اس گھاس کو ہاتھ سے ہٹاتا تھا۔ جو قبروں کے درمیان خالی جگہ پر اُگی ہوئی تھی۔ چونکہ گھاس ذرا لانبی تھی۔ اور جس کو پولیس اپنی دوران تلاش میں روند چکی تھی۔ نواب کو کچھ ہاتھ نہ آیا۔ تو وہ تھک کر سیدھا کھڑا ہو گیا۔ اور اپنے ارد گرد دیکھنے لگا۔ اِدھر اسٹور نے خفگی سے اپنے دل میں کہا خواہ کچھ ہی ہو۔ مگر اب تو وہ اپنی تلاش کو ختم کرتا نظر آتا ہے
اودھر راڈی نے آہستہ سے کہا (جہاں تک میرا خیال ہے وہ ایک شوقیہ سراغ رسانی کرتا ہوا معلوم ہوتا ہے۔
اسٹورٹ۔ اور جس میں ہمیں بھی شامل ہونا چاہئے۔ میں نواب ڈی گورن سے جان پہچان کرنا چاہتا ہوں۔ چنانچہ وہ احاطہ میں سے کھلنے والے دروازہ سے جسے پولیس نے ویسے ہی چھوڑ دیا تھا۔ قبل اس کے کہ نواب مڑ کر روانہ ہو۔ انہوں نے اُسے جا لیا۔ اور جس نے دروازہ

جو سیدھا اوّل اِس محرابی مقام پر گیا جہاں کہ اس کو دیہاتی پولیس والے نے نہ جانے دیا تھا۔ اور پھر وسط میں کھڑا ہو کر آہستہ آہستہ اپنی نگاہیں ہر چیز پر دوڑانے لگا۔ اوّل اس نے اِس دروازہ کو جانچا جو احاطہ میں کھلتا تھا اور جس کی راہ سے مرحوم پادری اندر آیا تھا۔ اور جس کے اندر سے چٹخنی لگی ہونے نے وارداتِ قتل کو اور زیادہ پیچیدہ اور پُر اسرار بنا دیا تھا۔ اور اِس کرم خوردہ لکڑی کے صندوق کو دیکھا جس میں گرجا کے منشی کے کپڑے اور کتابیں تھیں اور پھر نزدیک ہو کر اس نے الماری کا دروازہ کھولا۔ جس میں اس کو کھونٹی پر ٹنگے ہوئے زاہدانہ چوغے اور اور دیگر انہیں کے متعلق کپڑے اور تبرکات پڑے نظر آئے اسٹورٹ نے ہر ایک چیز کو اٹھا اٹھا کر دیکھا۔ خانے کھولے۔ اور بند کئے۔ پھر لیکا یک ساکت۔ ایک دو منٹ تک فرش کی طرف دیکھتا رہا۔ اور پھر راڈرک کی طرف گھوما۔ جس نے پر اشتیاق لہجہ میں پوچھا۔ کیا کچھ ملا؟"

اسٹورٹ۔ نہیں۔ ابھی سراغ نہیں ملا۔ یہ کہکر وہ الماری سے ہٹا اور خون کے داغ کی جگہ کو، جو دھودی گئی تھی۔ مگر نشان باقی تھا، اپنے قدموں سے ناپنے لگا۔ اس کی پیمایش کرنے میں اُسے ایک کھڑکی کے پاس سے ہو کر گذرنا پڑتا تھا۔ جہاں وہ ذرا جھجکا۔ مگر جب پوری جگہ ناپ لی تو اپنی قمیص کے کف پر کچھ یادداشت لکھتے ہوئے آہستہ سے بولا۔ راڈرک باہر احاطہ میں کوئی آدمی ہے۔ ذرا چھپ کر دیکھو۔ کہ کون ہے

اگر ناگوار خاطر نہ ہو تو کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ آپ کا وہ کیا کام تھا؟،،
نواب۔ میں قاتل کے نقش قدم دیکھتا تھا۔ کیونکہ جلدی میں پولیس نے بہت سی چیزیں نہیں دیکھیں شاید میں ان کی غلطی کا کچھ سراغ لگا سکوں)۔
اسٹورٹ۔ فوراً سمجھ گیا کہ نواب اِس کو اڑنا چاہتا ہے۔ کیونکہ بارش بالکل ہوئی ہی نہیں تھی۔ اور زمین بالکل خشک تھی۔ تو آپ کا یہ خیال ہے کہ کوئی غلطی ہو گئی ہے؟،،
نواب نے اپنی پُر فریب آنکھیں اونچی کر کے جواب دیا۔ نہیں میں اِس قدر دور نہیں جانا چاہتا۔ میں تو صرف اندرونی کمرہ سے آنیوالے کے پاؤں کے نشان دیکھتا تھا کہ اگر کچھ پتہ چل جاتا تو یہ مُعمّہ حل ہو جاتا۔
اسٹورٹ نے اِس جواب کو خاموشی سے سُنا۔ مگر اِس کی مشتاق آنکھیں کہہ رہی تھیں کہ وہ کچھ اور بھی کہنا چاہتا ہے۔
نواب۔ جناب گو مجھے مسٹر لاگڈن ٹرسینگھم کی خدمت کرنے کا کوئی اعزاز یا فخر حاصِل نہیں ہوا ہے اور جسے ! ایمانًا میں بہت چاہتا ہوں میں تو اِس کوشش میں تھا کہ کسی بدمعاش کے پیر کے نشانات ملجائیں کہ مجھے میری محنت کا اجر ملے۔ اور یہ ظاہر ہو جاوے کہ قاتل گرجا میں کھلنے والے دروازہ سے نہیں بھاگا۔
راڈرک۔ بخدا اگر ایسا ہے تو کیا بات کہ اس کے چچیرے بھائی نے ایک بے صبری کی نگاہ سے اُسے خاموش کر دیا۔

کھلنے کی آواز سن کر پیچھے پھر کر اپنی گربہ مسکین صورت سے جس پر سب علامات عیاں تھے۔ دیکھا۔ جبکہ اس کی صورت سے وہ غور و فکر نہ ظاہر ہوتا تھا۔ جو اسٹورٹ نے اندرونی کمرہ کے کھڑکی سے دیکھا تھا۔

نواب۔ اسٹورٹ کو یک طرفی نگاہ سے دیکھتے ہوئے بولا۔ آہ مسٹر راڈرک تم مجھ ایسے پر اشتیاق شخص کو دیکھ رہے ہو جس پر اس قتل کی واردات نے بیحد اثر کیا ہے۔ مجھے اس جائے واردات کے شوق نے مجنون کر دیا ہے۔ اب میں یہ سن کر کہ پولیس اپنی کارروائی کر کے چلی گئی ہے میں خود اپنی طور پر اس معمہ کے حل کرنے کی کوشش میں یہاں آیا ہوں

مگر جانے کا ظالم نے نرالا ڈھنگ نکالا ہے
سبھوں سے پوچھتا ہے کسنے اسکو مار ڈالا ہے

راڈرک۔ ذرا متانت کے لہجہ میں کیا آپ مجھے اپنے ان چچیرے بھائی مسٹر اسٹورٹ جو بنگال کی پولیس میں معمور ہیں آپ سے تعارف کرانے کی اجازت دیں گے؟"

اس کے بعد دونوں صاحبوں نے ایک دوسرے سے مصافحہ کیا نواب بطریق زمانہ سازی کور نشات بجالایا۔ اور اسٹورٹ نے ذرا اس سے زیادہ جھک کر ادب سے اس کا جواب دیا۔

نواب۔ ذرا مسکرا کر۔ مسٹر اسٹورٹ آپ شاید میرے اس شوقیہ کام پر ہنسینگے۔

اسٹورٹ۔ ہنستے ہوئے کیا مجال میں ایسی بیہودہ حرکت تو نہ کر سکوں گا۔

اندرونی کمرہ کے دروازہ پر نمودار ہوا اور کہا کہ کھڑکی کو زبردستی سے کھولنے کی کوئی علامت نہیں معلوم ہوتی۔

دسواں باب

چارلی ہکسٹ کام شروع کرتا ہے

یہ وہ جگہ ہے کہ آفت پہ آفت آتی ہے — یہ وہ جگہ ہے کہ شامت پہ شامت آتی ہے

اس قابلِ یادگار اتوار کے دوسرے روز کی صبح کو جب کہ ہارسٹ لاک جنگل (جو بیل ہرسٹ گاؤں کا دوسرا نزدیکی ہمسایہ تھا) کی غیر لطف تنہائی میں اس گاؤں کی واردات قتل و شور و غل کا کچھ اثر نہ پایا جاتا تھا۔ بلکہ ویسے ہی ہمیشہ کی طرح خاموش تھا۔ اگرچہ بعض وقت قریب کے پھولوں سے (جن کی خوشگوار مہک نے ایک عجیب ہی لطف پیدا کر کے دماغ کو معطر کر رکھا تھا) بلبل کی دلکش آواز سنائی دیجاتی تھی۔ محافظ کے جھونپڑے کے نزدیک میدان میں جو مرغی خانے تھے ان کی مرغیوں نے (جن کا ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں) اب جھول نکال دیے تھے اور جوتار کے محفوظ جنگلوں میں بے ڈر اپنے ننے ننے پیارے پھلتے پھولتے بچوں کو جو دراصل تیتر کے بچے تھے چگا رہی تھیں۔ اور بچے آزادی سے ادھر ادھر دوڑتے پھرتے تھے۔

قریب کی ایک جھاڑی میں چنڈول دیوانہ وار اپنی بھلی آواز میں اپنا دِل

اسٹورٹ میں آپ کی رائے سے متفق ہوں۔ جو صاف ظاہر کرتی ہے (گو میں خود مسٹر لانگڈن سے واقف نہیں) مگر یہ میں سمجھ سکتا ہوں کہ آپ کو اس کی خاطر منظور ہے۔ لیکن افسوس آپ اپنی تلاش میں کامیاب نہ ہوئے

نواب پُردرد لہجہ میں یہ سخت نا امیدی ہے۔ جو مجھے رنج دیتی ہے۔ اور یہ کہتے ہوئے اس نے اپنی ٹوپی سنبھالی۔ اور اس کھڑکی نما دروازہ سے اپنے قلعہ کی سڑک پر ہو لیا۔

اسٹورٹ نے اپنے خیالات میں مستغرق ایک چرٹ نکالا۔ اور اس کے سلگانے میں دیا سلائی پر دیا سلائی جلانے لگا حتیٰ کہ نواب نگاہ سے غائب ہو گیا۔ اور جب اس کو پورا یقین ہو گیا۔ تو جھٹ جس طرح نواب کر رہا تھا یہ بھی اسی طرح قدموں سے ناپنے لگا۔ اور راڈی اس کو ہیں مدد دینے لگا۔ مگر جب دیکھا کہ زمین تو پتھر کی طرح سخت ہے اور ان کی کوشش رائگاں جاتی ہے تو اس نے آخر راڈرک سے کہا میرے خیال میں اس فضول کام کے علاوہ تم مجھے کچھ اور بھی مدد دے سکتے ہو ذرا اندرونی کمرہ میں جا کر دیکھو۔ کہ وہاں کھڑکی کے زبردستی کھولنے کے کوئی نشانات ہیں۔ یہ سنتے ہی راڈی ادھر دوڑ گیا۔ اور خود اسٹورٹ پھر ادھر ادھر ڈھونڈھنے لگا۔ کہ آخر اس کا ہاتھ ایک چمکتی ہوئی چیز پر پڑا جس کو اس نے بغیر دیکھے بھالے اپنی واسکٹ کی جیب میں ڈال لیا جبکہ عین اسی وقت راڈرک

دروازہ کھولا اور اندھیری گلی میں چارلی کو ڈھکیل کر پھر اندر سے دروازہ کو مقفل کر دیا جس میں غضب کی احتیاط سے کام لیا گیا تھا کہ قفل کے منہ پر بھی دھات کا کمانی دار ٹکڑا لگا ہوا تھا۔ جو کنجی کو بانے سے ہٹ جاتا۔ اور پھر اپنی جگہ آجاتا تھا۔ ٹومکس نے دیا سلائی جلائی اور ڈو لیمپ تیز روشنی کے جلانے لگا۔ ٹومکس تو ادھر لیمپ جلانے میں مشغول تھا۔ اور ادھر چارلی تعجب سے اپنے اردگرد دیکھ رہا تھا بیچارہ چارلی یہ سن کر متعجب نہ ہوا تھا کہ اس کی ماہ گذشتہ کی آرام دہ نوکری کا خاتمہ عنقریب ہے۔ اور وہ ماہوار رقم جو اُس کی بوڑھی والدہ کو "برڈ ذمیسٹ" بھیجے جاتے تھے۔ (جس کا بڑا حصّہ وہ شراب کی نظر کرتی) در اصل کمائے ہوئے نہ تھے۔ اور اُسے اس بات میں کوئی شک نہ تھا کہ حضرت ٹومکس سے اس بات کی امید نہ رکھنی چاہئے کہ وہ اب تیس روپے یا دو اشرفی ماہوار اس کی غریب والدہ کو بھیجے گا۔ کیونکہ اِس معمولی کام کو وہ محض ان بلڈاگ کتوں سے جو دن رات جنگل میں پھرا کرتے تھے بخوبی لے سکتا تھا ؎

سچ تو یہ ہے کہ مزا آتا ہے جینے کا نہیں
لیوے احسان کبھی کوئی کمینے کا نہیں

وہ اپنی اول نگاہ میں نہ معلوم کر سکا کہ اُسے یہاں کیا کرنا پڑیگا جب کہ صرف ایک مضبوط میز کھُردری دیوار کے پاس رکھی تھی۔ اور اس پر مختلف اقسام کی چھوٹی بڑی پڑیاں اور بنڈل رکھے ہوئے تھے

جب وہ گٹھری جل کر راکھ ہوگئی اور بجھتے ہوئے انگاروں میں ملگئی تو اس نے تسلی سے دستِ پناہ کو ایک طرف رکھدیا۔ اور ایک پُر فن مسکراہٹ سے چارلی کی طرف مخاطب ہوا۔

لومکس۔ دیکھو اَب ہوا صاف ہوگئی۔ اور اگر سچ پوچھو تو وہ بدبو جو چمنی کی راہ غائب ہوگئی ہے تمہاری روزی کا سبب ہوئی تھی اَب تک تمہاری والدہ مسز ہیکسٹ نے اچھی طرح مزے اُڑائے ہیں مگر اَب تم کو ذرا محنت اور جانفشانی کرنی پڑے گی۔

لو آؤ۔ میرے ساتھ آؤ۔ تابعدار چارلی اس کے پیچھے ہولیا وہ ایک پختہ چھتے ہوئے راستہ سے گذر کر جھونپڑے کی پچھلی طرف جا پہونچے۔ جس کے دوسرے سرے پر ایک پختہ مگر زمانہ کے ہاتھوں ستایا ہوا مکان تھا۔ جو شاید غلہ کے گودام کا کام دیتا ہو۔ لیکن فی الحال تو وہ کسی اور کام کے واسطے استعمال کیا جاتا تھا۔ کیونکہ اس کی کھڑکیاں و روشندان سب غائب تھے۔ اور ان سب کی بجائے ایک بڑا موٹا مضبوط شیشم کا دروازہ لگا ہوا تھا جو اس قدر تنگ تھا کہ اس میں سے ایک آدمی بمشکل گذر سکتا تھا۔ اور جس کی یہ سب ارادتاً احتیاطیں صاف ظاہر کر رہی تھیں کہ باہر سے دیکھنے والے کو اندر کا حال کسی حالت میں بھی نہ معلوم ہونے کے واسطے یہ بندشیں کی گئی ہیں۔

لومکس نے جیب سے ایک نئی اور عجیب ساخت کی کنجی نکال کر

سے چارلی کو بہت دیر حیرانی میں غور رہنے دیا۔ اور جب سے وہ سمجھ گیا کہ اس پر اب جلد کوئی نئی آفت آنیوالی ہے ؎

نام کا میرے ہے جو دکھ کہ کسی کو نہ ہوا

کام میں میرے ہے فتنہ کہ جو برپا نہ ہوا

جس وقت چارلی ان پڑیوں اور بنڈلوں کے سب روی کا نمذا ایک طرف کونہ میں جمع کر چکا تو لومکس نے آگے بڑھکر اپنے دونوں کھاری ہاتھ اس کے نازک کندھوں پر رکھدئے۔ اور کہا کیوں بیٹا کیا یہ ایک چھوٹی سوئی نمایش نہیں ہے؟"

چارلی (خوف زدہ ہو کر دھیمی آواز میں) "جناب میں کچھ نہیں جانتا اور نہ اس کا کچھ نام رکھ سکتا ہوں"۔

لومکس "مگر تم اس قدر ہوشیار ہو کہ سوچکر اچھا نتیجہ نکال سکتے ہو"۔

چارلی۔ سوائے اس کے میں اور کیا کہہ سکتا ہوں کہ ایک تو تصویر اتار نے کا کیمرہ ہے اور ایک چھاپا خانہ شاید آپ کوئی تصویر دار رسالہ نکالنا چاہتے ہیں"۔ اس وقت لومکس کے ظاہر خفگی کے آثار دیا رہے تھے کہ وہ بڑا جواب مانگتا ہے۔ اور چارلی نے انکار کر کے اس کو اور غضب نہ کرنا چاہا سوجھٹ جس طرح بنا جواب دیدیا۔

لومکس نے خفگی سے اس بیچارے کو دھکا دے کر ایک طرف کر دیا۔ اور کہنے لگا "واہ ری ساؤگی گویا کچھ جانتا ہی نہیں۔ گو یہ مجھے خوب معلوم ہے کہ لوڑھا جان کچھ ایسے اعلیٰ دماغ کا آدمی نہ تھا

جنھوں نے اُسے خنائی بالوں والے گاڑیبان کو وہ بھاری صندوق لانا یاد دلایا۔ جو اُس کے جنگل میں پہونچنے کے دوسرے ہی روز آیا تھا اور جو بہت بڑا ہونے کی وجہ سے چارلی جب سوگیا تو رات کو کھولا گیا تھا۔ کہ جس کا چارلی کو کبھی خیال بھی نہ گذرا تھا۔ اور جسکو دیکھ کر راڈرک باسٹ کو اُس کا راز دریافت کرنے کا شوق چرایا تھا چارلی کی مشتاق آنکھوں نے ابھی ایک سیڑھی کو دیکھا تھا۔ جو بالاخانہ کے کمرہ میں جانے کو بنائی گئی تھی۔ کہ جسفر لوکس نے (جس نے اب ہر دو لمپ روشن کر لئے تھے) اس کو اپنی طرف متوجہ کیا۔

لوکس۔ چارلی ادھر آؤ۔ مجھے ان بنڈلوں پُڑیوں کے کھولنے میں مدد دو۔

چارلی میز کے قریب گیا۔ اور حسب الحکم اُن بنڈلوں اور پُڑیوں کو کھولنے لگا جو اُسے بتائے گئے تھے۔ جبکہ خود لوکس دوسروں کے کھولنے میں مشغول تھا۔ یہاں تک دونوں کی لگاتار محنت نے میز پر ایک اچھا خاصہ نمائشی انبار لگا دیا۔ اور جس سے ظاہرا ان کا کوئی تعلق یا لگاؤ نہ معلوم ہوتا تھا۔ مثلاً ایک بڑھیا تصویر اتارنے کا کمرہ ہاتھ سے چلانے والا ایک پریس۔ (چھاپا خانہ) تیزاب کے بھرے ہوئے کئی بیام نقل کرتے کے سیکڑوں کاغذ تانبے کی پتلی چادریں کئی قسم کے چھوٹے چھوٹے لکڑی کے ٹکڑے اور مختلف قسم کے نیز خوبصورت اوزار تھے جو چارلی نے کبھی پہلے نہ دیکھے تھے۔ لوکس کے پُر غضب نقش ونگا

کسی اور کو تلاش کرلیں۔

بدمعاش لوکس بھلا ان باتوں کو کب برداشت کر سکتا تھا۔ اس نے یہ سن کر ایک لمبا سانس کھینچا۔ اس کے ہونٹ فولادی جوبے وان کی طرح مل گئے۔ اس کے چہرہ پر سیاہ خون دوڑ گیا۔ اور وہ یکایک غصہ میں کانپنے لگا۔ اور سیدھا کھڑا ہو کر اپنے اپنی مددگار کو گھورنے لگا۔

اس کی یہ حالت دیکھکر چارلی اپنا جھگڑا تو بھول گیا اور خیال کرنے لگا کہ کہیں وہ بیہوش ہو کر اس پر نہ گر پڑے۔ مگر لوکس اپنی اس حالت پر جلد غالب آگیا۔ کتے کی طرح بھونکا۔ اور دانت مسوڑوں تک کھول کر بولا اچھا تو تمہارا یہ مطلب ہے۔ مگر تم کو معلوم رہے کہ میں نے سیکڑوں اس سے کہیں زیادہ سخت حالتوں کا مقابلہ کرکے ان کو ذرا سی دیر میں رام کر دیا ہے۔ اور میں تم کو جتاتا ہوں کہ تم اپنی ضد پر پچھتاؤ گے۔ اور ابھی دوسرا گیت گانے لگو گے۔ اول تو میں تم کو خوب ماروں گا۔ اور اگر اس سے بھی تم پر کچھ اثر نہ ہوا تو تمہارے پاؤں کو گرم لوہے کی سلاخ سے داغوں گا۔ اور اتنا کہنے کے ساتھ ہی اس نے جھپٹ کر چارلی کے کوٹ کا کالر اس زور سے پکڑا کہ اس سے چارلی کا کوٹ پھٹ گیا۔ اور اس کا گورا بدن و سینہ ننگا ہو گیا جسے جھٹ پٹ چارلی نے چھپانے کی کوشش کی۔ مگر بے سود جبکہ وہ دیوزاد حیرت زدہ ہو پیچھے ہٹ گیا۔ اور کہا خداوندا یہ یا اسرار

اپنے کھیلوں اور ڈھانے کی چیزوں کے سوا اور کچھ نہ جانتا تھا۔ مگر چارلی میں تم کو ایسا کوڑ مغز خیال نہ کرتا تھا۔ کہ تم اس انبار کا مطلب نہ سمجھو گے۔ (اور ساتھ ہی جھک کر جلدی سے چارلی کے کان میں کچھ کہا۔ اور پھر سیدھا کھڑا ہو کر اپنے اُن لفظوں کا اثر دیکھنے لگا) سب سے اول جس چیز نے چارلی پر قبضہ کیا وہ ایک ہلکا گلابی سرخ رنگ تھا جو اس کے گالوں اور سب چہرہ پر دوڑ گیا۔ دوسرے اس کے نازک ہونٹ ہلتے نظر آئے۔ اور تیسرے بدلا لینے کا خیال جسنے کہ فوراً کمزور نوجوان چارلی کو (جس طرح کہ دودھ میں روٹی پھول جاتی ہے) اگر پورے آدمی کے قد کا نہیں تو اس سے چھوٹا بھی نہیں بنا دیا۔ کیا تم مجھے یہاں اپنے اس کام کی مدد کے واسطے لائے ہو؟"

لومکس۔ ہاں اب تم مطلب پر پہونچے۔ (اور ایک دم لال انگارا ہو کر پیشانی چڑھا لی۔ اور بھویں تان لیں۔ جسے بیچارہ چارلی دیکھکر کانپ گیا)

چارلی۔ تو تب میں جیسا کہ تم چاہتے ہو نہیں کروں گا۔ ہاں میں اپنے بزرگ باپ کو اگر وہ مجھسے مدد کا خواہاں ہوتا تو دیتا۔ کیونکہ وہ مجھے پدری محبت سے پیار کرتا تھا۔ اور میرے آرام کے لئے اپنی جان کو تکلیف میں ڈالتا تھا۔ لیکن تمہارے ایسے ایک اجنبی کے واسطے نہیں۔ کبھی نہیں۔ خواہ میری بوڑھی والدہ کو تکلیف ہی کیوں نہ اُٹھانی پڑے۔ پس جناب عالی آپ اس کام کے واسطے

کا پہلو لئے ہوئے تھی کیونکہ قلعہ لانکلور کے فی الحال اجنبی رہنے والے نے جیوری کو جس کا کہ وہ خود بھی ممبر تھا بجائے اچھا کہنے کے بہت کچھ اُن کے خلاف کہا تھا۔ وہ عالیشان عمارت جس میں ادنی و اعلیٰ آتے رہتے تھے۔ اور شریف النفس بوڑھا سر جارج ٹریسنگھم رہتا تھا۔ اب ایک نمونہ شر ہو رہی تھی۔ اور اس میں بجائے شریفوں کے تمام پردیسی کمینے۔ بدذات۔ اور لچے آدمی بھرے ہوئے تھے ان تمام باتوں کے بجائے بھی جب حکام اپنے دیئے ہوئے حکم کو منسوخ کرنے کو راضی ہوں اور جہاں کچھ پوچھنے کی کوئی ضرورت نہ ہو۔ اور خود گاؤں کا ہر ایک آدمی کہے کہ وہ مذکورہ بالا شخص کو اچھی طرح جانتا ہے۔ اور ساتھ ہی یہ کوئی تعجب کی بات نہیں کہ اس کا کوئی دشمن بھی ہو ایسے چھوٹے اچھے گاؤں میں بھی ضرور چند متعصب لوگ پائے جاتے تھے۔ اور پھر شروع ہی سے اس واردات کی کارروائی معزز ہاتھوں میں نہ تھی۔ اور جب تک اعلیٰ حاکم تفتیش کنندہ نے آلیا کچھ انصاف نہ ہوا۔ اور جس کسی نے یہ الزام سنا بالکل حیرت زدہ ہو گیا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اگر سب کارروائی صرف گواہوں پر ہوتی تو ضرور تھا کہ پادری لانگڈن ٹریسنگھم پر قتل عمد کا جرم لگ جاتا۔

پولیس کو یہ اچھی طرح یقین ہو گیا تھا کہ ہزار ہو پر وہ آدمی قاتل تھا اور اس بات کا کوئی ثبوت نہ تھا کہ مرحوم پادری اور لانگڈن عبادت

ہے۔ یہہ تو لڑکی ہے۔

ادھر چارلی کچھ جواب تو نہ دے سکا مگر زار و قطار رونے لگا۔ جس کے پرجوش آنسوؤں نے گھڑی بھر کو اس بیرحم کو بھی نرم کر دیا۔ مگر وہ کمبخت بھلا ایسا نرم کب ہونے کو تھا کہ اُسے چھوڑ دے لیکن اُس نے جلدی بالاخانہ کی سیڑھی کی طرف اشارہ کیا۔ اور تحکمانہ لہجہ میں کہا اس پہ چلی جاؤ۔ میری خاتون۔ تمکو اب مختلف سلوک کی ضرورت ہے۔ جس کے بانے پر یقین ہے کہ تم سنبھل جاؤ گی۔ ورنہ کئی طریقے ایسے ہیں کہ عورتوں کی ضد بہت جلد توڑی جا سکتی ہے لیکن تمسے مجھے امید ہے کہ تم مجھے ویسا کرنیکا موقع نہ دو گی۔ یہہ کہکر سر کو ذرا جھکایا۔ اور چلا گیا۔ لیکن باہر دروازہ میں قفل لگا تا گیا ؏

صبر کرتے ہی بنے گی غالب
واقعہ سخت اور جان عزیز

گیارھواں باب

(یہ چھایا ہوا طوفان)

روز ہاتا ہے دل زار کو آزار نیا — ذی ہنر جو ہیں وہ بیکار نہیں رہتے ہیں

میبل ہرسٹ کے کماں پادری کے قتل کی تفتیش ختم ہو گئی تھی اور جو صاف طور پر اس محبت بھرے مشہور رہنمانان ٹرلنگھم

میں بہت اعلیٰ تھے اب اس طرح برتاؤ کر رہی تھیں کہ گویا پہچانتی بھی نہیں۔ یہہ سب وقت کی بات ہے ان سب باتوں پر بھی اعلیٰ حاکم تفتیش جرائم جیوری کے فیصلہ کے برخلاف معلوم ہوتا تھا۔

پادری لانگڈن کو تفتیش کے دوسرے روز معلوم ہوا کہ اس سے اُس کے رتجارب لیگانے وبگانوں نے ملنا جلنا چھوڑدیا ہے ویسی فرڈ کے اشتیاق ویدنے (جسکو اس نے اُس کمبخت اتوار کے روز سے نہ دیکھا تھا) اس کو باسٹ ہال جانے پر مجبور کیا۔ جہاں اس نے بظاہر دربان سے پوچھا کیا رئیس صاحب اندر ہیں؟"

دربان۔ جی نہیں حضور وہ تو باہر گئے ہیں۔ اور کہہ گئے ہیں کہ اگر آپ آئیں تو کہدیا جائے کہ فی الحال آپ سے نہیں مل سکتے۔

لانگڈن۔ کیا یہ حکم خاندان کے اِتی لوگوں پر بھی لازم آتا ہے؟"

دربان۔ جی حضور سب پر۔

لانگڈن۔ مجبوراً ذرا ہنسا۔ (گو اندرونی ایک نشتر سا اُس کے جگر کے پار ہوگیا۔ اور کہنے لگا۔ آہ جیمس (رابرٹ دربان کا نام) یہہ ٹھیک ہے مجھے اول اپنا یہ سیاہ داغ صاف کرنا چاہیئے۔ خیر میں جاتا ہوں لیکن مسٹر باسٹ کو میرا آداب عرض کرنا۔ اور کہنا کہ میں اعلیٰ حاکم تفتیش جرائم کے اجلاس کے بعد خود اپنے کو قریب نصف مجرم کے سمجھنے لگا ہوں۔ یہہ کہہ کر وہ پُرنم آنکھوں سے واپس ہو پڑا۔ ابھی وہ بمشکل نصف راہ پر پہنچا تھا۔ کہ اُسے تارگھر کا ملازم ملا جنے

شروع ہونے سے پیشتر اندرونی کمرہ ہی میں تھے

انسپکٹر ماڈرلی نے جسکے ہاتھ میں مقدمہ کی بیخ و بنیاد تھی۔ بلا کوئی سبب ظاہر کئے ہوئے کہا کہ مطابق شہادتوں کے قاتل سیدھا بھاگ کر گرجا میں آگیا۔ کیونکہ قاتل کے لئے یہ بالکل ناممکن تھا کہ خود ہی اندر سے چٹخنی چڑھا آتا۔ ساتھ ہی اُس نے حاضرین میں سے چھ سات آدمی پیش کئے۔ جنہوں نے شہادت دی کہ ہم گرجا میں موجود تھے۔ اگر کوئی آدمی اندر سے نکلتا تو اُسے ہم ضرور دیکھتے مگر ہمنے سوائے پادری لانگڈن کے اور کسی کو اندرونی کمرہ سے آتے نہیں دیکھا۔ جو آتے ہی پڑھنے کی میز پر بیٹھ گئے۔ (یہ ایسی بنیادی گواہیاں تھیں کہ بعض تو سنکر حیران رہے۔ اور کہنے لگے جب شہادتیں اس قدر صاف تھیں تو پھر انسپکٹر ماڈرلی نے کیوں نہ ملزم کو گرفتار کرلیا ؟ جس کے دریافت کرنے پر جواب دیا کہ مجھے اس خاندان کے اس قدر مشہور و معروف اور معزز ہونے نے معذور رکھا۔

اس اثنا میں جب پادری لانگڈن خود آنکھوں سے دیکھ اور سن رہا تھا کہ بعض لوگ اس کے برخلاف کیا کہتے تھے۔ اور جن میں وہ لوگ بھی تھے جو اُسے بچپن سے جانتے تھے۔ اس کے چال چلن سے واقف تھے۔ اور اس کے خاندان کا بڑا ادب کیا کرتے تھے اور اب وہی لوگ ہر طرح سختی برتتے ہوئے تھے۔ اور میل ہرسٹ گاؤں کی وہ بوڑھی عورتیں جن کے خیالات اُس کے بارہ

تھا کہ سامنے سے نگرا پہ اس کو وینی فرڈ ایک قدرے سیاہی مائل شخص کے ساتھ (جسکو اُس نے گرجا کے اندرونی کمرہ میں دیکھا تھا) آتے ہوئے دکھائی دی - اور جس کو کہ وہ اس دن نہ سمجھ سکا کہ کون تھا - مگر اب بخوبی یقین ہو گیا کہ یہ اس کا چچیرا بھائی ہے - جو ہندوستان سے آیا ہے - اور اکثر راڈی جسکا ذکر کیا کرتا تھا -

وینی فرڈ کشادہ ہاتھ کئے بخندہ پیشانی آگے بڑھی جس سے لانگڈن سمجھ گیا کہ وہ اس سے ناراض نہیں - اور اُس کو اُس پر اعتبار رہے اور ساتھ ہی اس نے سفید گورے چھوٹے ہاتھ کے ملائم دبانے نے اُسے اور زیادہ یقین دلا دیا -

وینی فرڈ (ہاتھ ملاکر) میں اپنے والد کی شرمناک کارروائی پر سخت افسوس کرتی ہوں -

لانگڈن - ایسا مت کہو میں ابھی ان کے واسطے پیغام دے آیا ہوں کہ اعلیٰ حاکم تفتیش نے اُنہوں نے میری نسبت یہ رائے قائم کی ہے کہ میں نے مسٹر نیٹمیل کو قتل کیا ہے - اور میں نے صرف ان کے خوش کرنے کے واسطے ہاں بھی کر لی ہے -

اسٹورٹ جس کی تیز آنکھیں پادری کے خوبصورت چہرہ پر گڑی ہوئی تھیں ایک قدم آگے بڑھ آیا - جبکہ وینی فرڈ نے دونوں صاحبوں کا آپس میں تعارف کرایا - اور کہا مسٹر اسٹورٹ تم اس معاملہ میں اس قدر مشغول اور بدحواس رہے ہو کہ میں تم سے یہ پوچھتے جھجکتی ہوں کہ تمہارا

اُسے ایک تار دیا جو اس کے منجھلے بھائی کی طرف سے جو فرانس میں بیمار تھا آیا تھا۔ اور اس کا مضمون مندرجہ ذیل تھا۔

پیارے لانگڈن۔ میں نے ابھی اخبار میں پڑھا ہے کہ پادری سیمول ملینڈ ہیل کی موت کی وجہ سے بڑے پادری کا عہدہ خالی ہو گیا ہے لہٰذا میں تمہیں اپنے ہی گاؤں میں جیسا کہ تمہارا منشا بھی تھا بڑے پادری کا عہدہ دیتا ہوں۔ اثبات میں آج ہی جواب دو اگر انکار کیا تو میں تم سے کبھی نہ بولونگا۔ تمہارا بھائی ولیم نیرسنگھم۔

لانگڈن نے تار کو تہہ کر جیب میں رکھ لیا۔ اور تار کے ملازم سے کہا ابھی اس کا کچھ جواب نہیں۔ جو یہ سنتے ہی چلا گیا۔ تو لانگڈن اپنے مغموم دل سے یوں باتیں کرنے لگا

"آہ پیارے بھائی آپ ہمیشہ کی طرح ضدی بن رہے ہیں بالکل نصف بھی آپ کے ہمخیال نہیں ہوں۔ کیونکہ خود میں کچھ بھی کم دن لوگ اس کو انگار نے کی کوشش کریں گے۔ (وہ اب گاڑی کی پختہ سڑک سے گذر چکا تھا۔ اور سوچ رہا جاتا تھا کہ آخر انجام کیا ہوگا۔؟")

اگر اس نے بڑے پادری کا عہدہ قبول کر لیا تو بس سب یہی بول اٹھیں گے کہ میں نے اس عہدہ کی خاطر یہ فعل کیا۔ اور دوسری طرف اگر انکار کروں تو تب لوگ یہ کہیں گے کہ میں نے جرم سے بچنے کے واسطے ایسا کیا۔ ساتھ ہی اُسے ونی کا خیال آ گیا۔ جس کو بخوبی اب وہ ایک گھر رہنے کو دینے کے لائق ہو سکتا تھا۔ وہ انہی خیالات میں غرق چلا جارہا

خاموشی کو یوں توڑا)

میں جانتا ہوں کہ آپ دونوں میرے خیر خواہ ہیں۔ لہٰذا میں آپ سے صلاح کرتا ہوں۔ اور آپ کی رائے مانگتا ہوں۔ بڑے بھائی نے مجھے تار دیا ہے اور پیلیا ہرسٹ کے برٹ پادری کی جگہ مجھے قبول کرنے کو لکھا ہے۔ اب مجھے اس بارہ کیا کرنا چاہئے؟"

ڈینی کے یہ نوک زبان تھا کہ کہدے ہاں قبول کر لو۔ مگر فوراً ہی یہ خیال کر کے کہ یہ مشتاق کچھ اچھا اثر پیدا نہ کرے گی۔ وہ شرمندہ ہو کر خاموش ہو رہی۔ کہ اتنے میں اسٹورٹ بول اٹھا۔

اسٹورٹ۔ مسٹر لانگڈن میرے خیال میں آپ کے واسطے یہی بہتر ہے کہ آپ منظور ہی کریں۔ اور دشمنوں کا باہمت مقابلہ کریں۔ جو ادھر بھی ہیں اور ادھر بھی۔

لانگڈن۔ میں آپ کا مطلب اچھی طرح نہیں سمجھا۔"

اسٹورٹ۔ جناب ابھی آپ کو ایک طرف سے تکلیف پہونچی ہے کہ واقعات نے اور پولیس نے مجرم ٹھیرایا ہے اور ادھر اب خلقت برخلاف ہو رہی ہے۔ اس لئے یہی مناسب ہے کہ آپ عہدہ قبول کر کے بہادری سے انکا مقابلہ کریں اور ساتھ ہی ان کے......

لانگڈن (جلدی سے قطع کلام کر کے) ہاں ساتھ ہی کیا؟"

اسٹورٹ۔ ساتھ ہی یہ کہ میں نے اپنی آنکھیں کھلی رکھیں ہیں اور یہ سن کر از حد خوش ہوا ہوں کہ آپ دونوں میں سے کوئی نتبا کو

اس واردات قتل کی نسبت کیا خیال ہے۔ گو مجھے تمہارے خیال سے آگاہی نہیں۔ مگر تمہیں یاد رہے کہ مسٹر لانگڈن ٹریسنگھم میرے نہایت دوست ہیں۔ اگر تم نے اِن سے اچھا سلوک نہ کیا تو میں تم سے کبھی خوش نہ ہوں گی"۔

اسٹورٹ ہنسا اور بات ٹالنے کے طور پر جھٹ اپنا سگار کیس نکالکر لانگڈن کی خدمت میں پیش کیا۔

لانگڈن۔ میں جناب کا از حد مشکور ہوں۔ افسوس ہے کہ میں تمباکو نہیں پیتا۔

اسٹورٹ (جو بھاری تمباکو پینے والا تھا اپنے لئے ایک سگار نکال کیس کو جیب میں ڈال لیا) اور کہنے لگا آہ شاید آپ کے مرحوم کلاں پادری نے تمباکو پینے والا مدو گار پسند نہ کیا ہو۔؟"

لانگڈن۔ نہیں یہ نہیں۔ اس بیچارے نے تو کبھی اعتراض نکیا تھا لیکن میں خود ہی نہیں پیتا ہوں۔ اور نہ ہی وہ پیتے تھے۔

ڈینما فرڈ اپنے چچیرے بھائی کا منہ دیکھ رہی تھی اُسنے دیکھا کہ یکایک اس کے چہرہ کی رنگت متغیر ہو گئی۔ اور اس کی نیلی آنکھیں چمکنے لگیں جس سے ظاہر ہوتا تھا کہ بنگال کا سراغ رساں جسکے نام سے ڈاکو ٹھگ کانپتے تھے ضرور کچھ سوچ رہا ہے۔

لانگڈن (نے جب دیکھا کہ خاموشی زیادہ بڑھتی جاتی ہے۔ جو محض ایک سگار نہ لینے کی وجہ سے پیدا ہوئی تو اس نے گفتگو کا پہلو بدل کر مہر

اسٹورٹ بول پڑا۔

اسٹورٹ۔ تمام سمندر میں کہر چھایا ہوا ہے۔ ہاں وینی تم ابھی گھر نجانا چلو وہیں گلاب کے پھولوں والے تختہ میں چلیں۔ مجھے تم سے کچھ ضروری باتیں کرنی ہیں۔ چنانچہ جب وہ دونوں اسی تپائی پر (جس پر بیٹھکر اس نے اتوار کی عصر کو اظہار محبت کیا تھا) بیٹھ گئے تو اسٹورٹ نے اپنی جیب سے ایک لکڑی کی بنی ہوئی گولیوں کی ڈبیہ نکالی جس کو اس نے فوراً ہی نہیں کھولا۔ بلکہ چند منٹ سبز مخملی گھاس کیطرف دیکھکر سوچا۔ اور پھر کہنے لگا۔ وینی تم میری مدد کرنے کو بالہمت تیار ہو جاؤ گو میں بہ نسبت ان محلات اور خانگی وارداتوں کے جنگل میں رہنا۔ اور ڈاکوؤں کا تعقب کرنا زیادہ پسند کرتا ہوں۔

وینی (جلدی سانس لے کر) تو کیا تمہارا خیال ہے کہ لانگڈن گرفتار ہو جاویگا؟"

اسٹورٹ۔ ہاں اس میں کچھ شک بھی نہیں۔

اس جواب نے بیچاری وینی کا چہرہ سرخ کر دیا۔ اور وہ کانپتی ہوئی کھڑی ہو گئی۔

وینی۔ آہ اسٹورٹ یہ تمہارا کس قدر کمینہ پن ہے۔

جبکہ اسٹورٹ نے اس جواب کو خاموشی سے سنا۔ اور کہا بہتر ہے کہ تم اسی طرح بیٹھ جاؤ۔ ورنہ پچھتاؤ گی۔ خدا معلوم اُن لفظوں میں کیا جادو تھا جو وینی فوراً خاموش ہو کر چپ چاپ بیٹھ گئی۔

نہ پیتا تھا۔ اور جس نے کہ مقدمہ کی بالکل حالت ہی بدلدی ہے اور اپنی ٹوپی کو سلام کیلئے ہاتھ لگایا۔ گویا وہ جانا چاہتا ہے۔ وینی بھی اُسکے اِس ارادہ کو سمجھ کر اُسکے ساتھ ہو لی۔ اور خوش ہو کر بخندہ پیشانی لانگڈن سے کہا کہ اسٹورٹ پر بھروسہ رکھو۔ اس نے اپنی ناک زمین سے لگادی ہے۔ انشاءاللہ نتیجہ مفید مطلب ہوگا۔

اسٹورٹ۔ (دنیا کی) نہایتی لومڑی ہے خواہ وہ کوئی بھی ہو بڑی چالاکی سے کارروائی کی ہے کہ نشان تک نہیں چھوڑا ہے خدا مالک ہے دیکھا جاوے گا۔ ع

"ہمت مرداں مددِ خدا"

بارہواں باب

ایک سیپ کا بٹن

قتل کا راز تو یہی ہے بٹن   ہے معمہ تو در اصل یہ ہی بٹن

پادری لانگڈن اُن سے رخصت ہونے کے بعد تار کا جواب دینے ڈاکخانہ چلا گیا۔ وینی نرڈ بڑی دور تک خاموش اپنے بھائی کے ساتھ چلی گئی۔ اور سوچتی گئی کہ اسٹورٹ جو جلدی چلا آیا ہے تو ضرور کچھ سوچے ہوئے ہے۔ جسے وہ فوراً کام میں لانا چاہتا ہے۔ کیونکہ اُسے یہ کامل یقین تھا کہ پادری لانگڈن بے گناہ ہے۔ کہ اتنے میں

کو قابو میں رکھوں گی۔ کیونکہ ے رازرا با یار خود ہر چند تا توانی بگو
دنی خرد۔ راڈرک کہتا ہے کہ میں بہت باتونی ہوں۔ لیکن اگر میری
خاموشی میرے پیارے لانگڈن کو کچھ فائدہ پہنچا سکتی ہے تو میں
ایسی خاموش ہو جاؤں گی جیسے کہ چوہیا۔
اسٹورٹ تو اس چیز کو دیکھو۔ اور مجھے بتاؤ کہ تم نے اس سے پیشتر
کہیں کبھی دیکھی ہے۔ اس نے ڈبیا کا ڈھکن ہٹا کر ایک گول سی چیز
نکالی۔ جو پہلے سنگ مرمر کی طرح معلوم ہوئی۔ مگر نزدیک سے دیکھنے
نے جلد ظاہر کر دیا کہ وہ سیپ کا ایک بٹن ہے کہ جو چیل کے رنگ کے
(رچھلا) کے ذ. یہ کسی کوٹ یا واسکٹ میں لگایا جا سکے۔
وینی نے خوب غور کیا۔ اور انکار کا سر ہلایا۔ گو اسے کبھی خیال آتا
تھا کہ اس نے اس بٹن کو کہیں دیکھا ہے مگر یہ یاد نہ پڑتا تھا کہ کب اور کہاں؟"
اسٹورٹ۔ کیا تم کسی ایسے شخص کو بھی نہیں جانتیں جو ایسے سیپ کے بٹن لگی ہوئی واسکٹ پہنتا ہو
وینی۔ نہیں ہمارے اس میپل ہرسٹ گاؤں میں تو جیسی عموماً سب
دیہاتی کسان رہتے ہیں ایسے سیپ کے بٹنوں کی واسکٹ تو کوئی
نہیں پہنتا ورنہ میں ضرور دیکھتی وہ کبھی چھپے ہوئے نہ رہ سکتی تھی۔
اسٹورٹ۔ کیونکہ یہ سیپ کے بٹن قیمتی اور خود نما ہیں۔ خیر تم ذرا سوچو شاید
تمھیں یاد آ جائے کہ تم نے کہیں اور کسی شخص کو ایسے بٹن پہنے دیکھا ہے۔ تو فوراً مجھے
خبر کرنا۔ کیونکہ مسٹر مینڈ ہیل کے قتل کے دریافت کا یہ ایک سراغ ہے۔
وینی نے پُرجوش لہجہ میں کہا۔ اُوہ اسٹورٹ یہ تم نے بڑا کام کیا ہے۔ تم نے اسے

اسٹورٹ۔ میں پادری کو پسند کرتا ہوں۔ اور مجھے اس کی بیگناہی پر قابل اعتبار ہے۔ اگر وہ جیسا کہ میں کہتا ہوں گرفتار بھی ہوگیا تو اس میں سراسر اسی کا فائدہ ہے۔ کیونکہ وہ آتفاق کئے ہوئے لوگ جو اس کے برخلاف کام کررہے ہیں شاید اپنی پرواز کے اندر ہی روکے جائیں

ڈینی فرڈ۔ پیارے اسٹورٹ تم بیشک بڑے قابل زیرک اور ہوشیار ہو۔ اور میں نے بیوقوفی کی۔ جس کے لئے میں نادم ہوں۔

اسٹورٹ۔ خیر اس بات کا کوئی خیال نہ کرو۔ دیکھو میرا مطلب یہ ہے کہ واقعات لانگڈن کے برخلاف ایسے پیچ در پیچ ہیں کہ میں کہہ سکتا ہوں کہ وہ ارادتاً ایسے بنائے گئے ہیں۔ لیکن ظاہرا تو یہاں ایسا کوئی آدمی نظر نہیں آتا جس نے مسٹر منیڈیل کو قتل کیا ہو۔ اگر کسی نے ایسا کرنے کی جراُت بھی کی ہو تو اس میں اُس کا کچھ فائدہ ہوگا۔ سو ضرور ہے کہ مسٹر منیڈیل کا قتل خاص کسی وجہ سے کیا گیا ہے۔ لانگڈن نے ٹرسیلکھم کی گرفتاری سے اُن کا مطلب ہے کہ راستہ صاف ہو جائے اور جب وہ اس پر کامیاب ہو جاویں تو پھر وہ باآسانی اپنا دوسرا مقصد جو ہنوز تاریکی میں ہے حاصل کرنے کی کوشش کریں۔

ڈینی فرڈ (آبدیدہ ہو کر) آہ اسٹورٹ تم جیسے رحمدل ہو ویسے ہی ہوشیار بھی ہو

اسٹورٹ۔ یہ بالکل نہیں۔ بلکہ میرا تو پیشہ ہی تحقیق جرائم کرنا ہے مجھے بحیثیت پولیس افسر اس میں خاص دلچسپی ہے۔ پر خیر اب ان باتوں کو جانے دو۔ کیا میں تم پر اعتبار کرسکتا ہوں۔ کہ تم اپنی زبان

اور عمارت "تال" کی خوشنمائی کی تعریف کرتا رہا

اسٹورٹ نواب کی باتیں خاموشی سے سنتا رہا۔ اور موقعہ پا کر جھٹ بول اٹھا۔ معاف کیجئے۔ اگر میں یہ پوچھوں کہ کیا آپ لوگ خوبصورت اونی پھولدار واسکٹ پہنتے ہیں؟ اگر پہنتے ہیں تو کیا آپ کا کوئی سیب کا بٹن کھو گیا ہے؟ اور یہہ کہتے ہی اس نے وہ سیب کا بٹن جیب سے نکالکر دکھلایا۔ جیکہ راڈی نے زور سے کہا۔ اوہ اگر میں ایسا نفیس زیور پہنوں تو فوراً مارا جاؤں۔ مگر اسٹورٹ نے اپنے رشتہ دار کی اس بات کو نہ سنا۔ وہ تو اپنی قیافہ شناس آنکھیں نواب کے چہرے پر گڑائے ہوئے تھا۔ کہ شاید اس کی آنکھ پھڑک جائے۔ ہونٹ ہلجائے یا رنگت میں کچھ فرق آجائے تو اس کا مطلب حاصل ہو جائے۔

لیکن ان میں سے اس نے ایک بات بھی نہ پائی۔ کیونکہ نواب اول درجہ کا مستقل مزاج دلیر اور چالاک تھا۔ اس نے کوئی ایسی حرکت نہ کی کہ اسٹورٹ کو کچھ شبہہ ہو بلکہ ہنسا۔ اور بولا۔

نواب ۔ میرے پاس ایسی گھٹیا ظاہری دکھاؤ کی چیزیں نہیں۔ اور یہہ کہکر منہ موڑا اور وینی کی طرف مخاطب ہو گیا۔ جو خود اس کے چہرہ کو دیکھ رہی تھی مگر کچھ معلوم نہ کر سکتی تھی۔

اسٹورٹ نے چپکے سے بٹن کو پھر ڈبہ میں ڈال واسکٹ کی جیب میں رکھ لیا۔ (جس کی طرف نواب نے دیکھا تک نہیں) اور دل میں کہا ادہو نواب اسقدر ہوشیار ہے کہ اس نے اتنا تک نہ پوچھا کہ یہ تمنے کہاں سے

کہاں پایا اور یہ تمھیں کیسے معلوم ہے کہ قتل کے دریافت کا ایک سراغ ہے؟"
اسٹورٹ - افسوس دیکھو میں تمہیں سب کچھ نہیں بتلا سکتا۔ یہ نہیں کہ میں تمہیں اعتبار نہیں کرتا۔ تم خفا نہ ہو۔ اور وہ دیکھو نواب ڈی۔ گورڈن اور راڈرک آ رہے ہیں۔ میں بغیر کچھ تبلائے نواب سے دریافت کرتا ہوں۔ شاید انہوں نے کسی کو پہنے دیکھا ہو مگر تمہیں یاد رہے کہ یہ میرے اور تمہارے درمیان ایک راز ہے۔

سبز گھاس کی پرلی روش پر راڈرک نواب کو لئے آ رہا تھا۔ اور جس کے ناخوش چہرہ سے صاف ظاہر ہوتا تھا کہ وہ اس کے ساتھ چلنے میں خوش نہیں ہے۔ مگر مجبور ہے۔ کیونکہ اسے اس کو اور اس کی بہن ڈینی دونوں کو ہارسٹ لاک جنگل سے نکالا جانا نہ بھولا تھا۔ اور جس کی بابت انہوں نے نواب کو معاف نہیں کیا تھا۔

راڈرک واس کے والد کو نواب راستہ میں مل گیا تھا۔ جہاں اس کے والد نے اسے کہا راڈی تم نواب صاحب کو ہال میں لے جاؤ اور ڈینی کو تلاش کر کے ان کو اس کے پاس لیجاؤ۔ کیونکہ بوڑھے رئیس کو یہ معلوم نہ تھا کہ اسٹورٹ بھی گھر میں موجود ہے۔ سو جونہی راڈرک نے اسٹورٹ کو دیکھا وہ خوش ہو گیا۔ کیونکہ نواب ڈینی سے اب تنہائی میں نہ مل سکے گا۔ جبکہ دوسری طرف واقعی نواب کو مایوسی ہوئی۔ مگر اُس نے اپنی مایوسی کو حسب معمول چالاکی سے چھپا لیا اور جب بادل ناخواستہ مگر مجبوری ڈینی نواب سے مل چکی تو وہ اسٹورٹ سے ملا اور بہت دیر تک باغیچہ

اُس دن کی صبح کو جس دن مرحوم کا لاش پادری کی لاش دفن ہونے کو تھی۔ نواب ڈی۔ گورن اپنے ناشتہ کی میز پر (جو کہ یہاں زمانہ کے کمرہ کے ایک دوسرے چھوٹے کمرہ کے وسط میں لگی ہوئی تھی) بیٹھا تھا۔ میز پر دو شخصوں کی جگہ بنائی گئی تھی۔ مگر اس وقت صرف نواب ہی خاموش بیٹھا تھا۔ اور ایک دُبلا بوڑھا آدمی جس کی کمر جھکی ہوئی تھی ناشتہ کھلانے پر مامور تھا۔ نواب اپنا ناشتہ کھانے میں مشغول تھا لیکن ساتھ ہی اپنے سامنے پھیلے ہوئے خطوط کو بھی دیکھتا جاتا تھا کہ یکایک اُسے ایک لفافہ نظر پڑا جس پر ڈاکخانہ کی مہر کا نہ ہونا صاف ظاہر کر رہا تھا کہ خط ڈاک کی معرفت نہیں آیا۔ جسے اُس نے فوراً کھول کر پڑھا۔ اور اپنا ہاتھ اُٹھایا۔ جس پر کہ وہ تجربہ کار خرانٹ خانساماں دوڑ کر نزدیک ہو گیا۔

نواب۔ گلنسٹر (خانساماں کا نام ہے) مسٹر مینڈیل مرحوم کے بھائی جنازہ پر جانے سے پہلے آج دن کا کھانا کھانے کو یہاں آویں گے کیونکہ وہ گرجا میں تنہا ہیں۔ اور جن کی خاطر کرنا میں نے اپنا فرض سمجھا ہے۔ کیونکہ مرحوم کا صرف یہی ایک حقیقی بھائی ہے۔ جو ڈارٹم (ڈارٹ سکرب) کے جیل خانہ کا پادری ہے۔ جہاں مجرم قید کا حکم سنائے جانے کے بعد اول چھ ماہ گذارتے ہیں۔ کیوں کیا ایسا ہی ہے نا؟"

خانساماں۔ جی بیشک حضور صحیح فرماتے ہیں۔

نواب۔ میں چاہتا ہوں کہ میرے سب ملازم جنازہ کے جلوس میں

پایا۔ یا تمہارے اس سوال سے مطلب کیا تھا۔ واہ رے نواب واقعی تیرا فولادی دل ہے۔ تجھے قابو میں لانا ذرا ٹیڑھی کھیر ہے کچھ آسان نہیں۔ اس وقت تو تونے مجھے اپنے حساب سے بیوقوف بنایا۔ گو نواب کے جلد رخصت ہو جانے کے بعد بھی اسٹورٹ اس معاملہ کی ادھیڑبن میں مشغول رہا مگر اس کی سمجھ میں کچھ نہ آیا۔

تیرہواں باب

(وارم وڈ اسکربس کا پادری)

مثال دانہائے سبحہ باہم چاہئے الفت ۔ دلوں میں راہ پیدا کرکے دنا دلسے ملنے ہیں

آخر و نواب بڑا عاقل آدمی ہے۔ کیسی کیسی دم گھاتیاں یاد ہیں۔ اللہ کی پناہ۔ قلعہ لانکلورے کے مہمان خانے کا کمرہ بہت ہی نفیس اور عالیشان تھا۔ تمام شیشم کی بید۔ اغ کچھ دکاری کی ہوئی لکڑی لگی تھی کھڑکیوں میں بڑے قیمتی آئینے لگے ہوئے تھے۔ بڑھیا ریشمی پردے اور اعلیٰ قسم کا فرش تھا۔ اور دیواروں پر قد آدم روغنی تصویریں خاندان ٹریشگھم کی لگی ہوئی تھیں۔ اور لاجوردی رنگ کی کھڑکیوں کے نیچے ایک بڑا سبزہ زار قطعہ تھا۔ جس میں کہیں کہیں شاہ بلوط کے درخت لگے ہوئے تھے اور جو اپنی پوری بہار پر سے نظر آتا تھا۔ اور آنکھوں کو تراوت اور دل کو ٹھنڈک پہنچاتا تھا۔

تعلق نہیں رکھتا۔ میں حضور کے جھنڈے کے نیچے ہوں۔ اور اسی کے نیچے اب یہہ اپنی بقایا زندگی گذارنا چاہتا ہوں۔

نواب۔ آہ بیشک مگر تم اپنے مالک کی احتیاطوں اور ہوشیاریوں سے ڈرا کرو۔ وغیرہ یہ کہ جیسفر پونمس کو ہر طرح سمجھا دیا گیا ہے وہ ہارسٹ لاگ جنگل کے نزدیک ہی پڑا رہیگا۔ اور اصل میں وہ اپنا کام بخوبی سمجھتا ہے جیسا کہ تم سمجھ گئے ہو۔ اور یہہ کہہ کر نواب نے ہاتھ ہلایا خانساماں سمجھ کر کہ اب کچھ کام نہیں۔ فوراً ہٹ گیا۔ اور ادب سے دور جا کر کھڑا ہو گیا۔

جبکہ اسی وقت بغلی دروازہ کا پردہ ہٹا۔ اور ایک جوان خوبصورت نیلی آنکھوں والی عورت صبح کے ریشمی لباس میں آنکلی۔ اور خراماں خراماں نواب کے نزدیک دوسری کرسی پر جا بیٹھی۔ نواب نے متفکر نگاہ سے اس کی طرف دیکھا۔ اور کہا پیاری تم تو چمکتی ہوئی روشنی کی طرح صبح کی دیوی معلوم ہو رہی ہو۔ اور یہ کہتے ہی سارے خطوط ایک طرف کر لئے۔

عورت کی ظاہرا خوبصورتی دائمی دلکش تھی۔ اس کی یہ تمام دل پسند باتیں۔ اس کا لانبا قد گدرا بدن۔ بھرے بھرے گال۔ اور ان پر جوانی و تندرستی کی گلابی رنگت۔ ابھرا ہوا سینہ۔ چوڑی چھاتی۔ سرخ ہونٹ نیلی آنکھیں اور موتیوں ایسے چمکتے خوبصورت دانت ظاہر کر رہے تھے کہ صانع مطلق نے تو سے اپنے ہی ہاتھوں سے بنایا ہے جو اس

شامل ہوکر اظہار افسوس کریں کیونکہ اس جگہ کا طریقہ ہمارا ایسا ہے کہ
پادری خواہ مردہ ہو یا زندہ - اس کا ہر حالت میں ادب اور لحاظ کیا جاتا
ہے - اس بارہ میں میں تمہیں اعتماد کرتا ہوں کہ تم اچھے آدمی چن لوگے جن کو
جنازہ کے جلوس میں جانا ہوگا - اور وہ جنہوں نے کھانا کھلانا ہوگا - یہ
سب باتیں تم کو خوب احتیاط سے کرنی ہوں گی۔

خانساماں - (سوچتے ہوئے) کیوں حضور یہ آنے والی پادری صاحب
کتنے برس سے اس کام پر مقرر ہیں ؟"

نواب آٹھ برس سے۔

خانساماں - حضور گھر بس تو صرف ڈرکن مین ہے۔ جو اس وقت مددگار
دربان کا کام کر رہا ہے جسکو میرے خیال میں اس تقریب میں شامل
کرنا پڑے گا - کیونکہ ہوشیار آدمی ہے - اور ہاں باہر حضور کا اعلیٰ محافظ
شکارگاہ بھی ہے لیکن میرے خیال میں بوجوہات چند اس کا جنازہ
کیساتھ جانا چنداں ضروری نہ ہوگا؟"

نواب - فوراً کرسی سے گھوم گیا - اور بوڑھے خانساماں کو تعجب
کی نگاہ سے دیکھنے لگا - مگر جلد ہنس کر نرمی سے کہا - گلنسٹر تمہاری
عمر کیا ہے ؟"

خانساماں - حضور تقریباً اسی برس کا ہوں - اور جیفر لوکس کے پوترول
سے واقف ہوں - میرے وہ ناخوش بھی نہیں - پر آپ مجھے معاف
کریں - میں حد سے زیادہ کہہ گیا ہوں - جو مجھ سے یا میرے کام سے کچھ

اتبک بہت برداشت کیا۔ مگر اب نہیں ہو سکتا ؎

دوستوں سے ہمنے وہ صدمے اُٹھائے جان پر

دل سے دشمن کی شکایت کا گلہ جاتا رہا

نواب۔ لیکن میں نے تو تمسے پہلے ہی کہدیا تھا۔ کہ شروع شروع میں تمہیں ذرا خاموش اکیلے رہنا ہوگا۔ جب تک کہ میں علاقہ میں واقفیت پیدا کر سکونگا۔ اور مشہور ہو جاؤنگا۔ تو لوگ خود آکر تم سے ملیں گے۔ اور تمہاری عزت کریں گے۔

کرالی۔ آہ ہنری۔ میں تمہارے سب ہتکنڈے جانتی ہوں۔ میں نے جی میں ٹھان لی تھی کہ ہر مشکل اور ہر سختی میں تمہارا ساتھ دونگی اور میں دیتی۔ بشرطیکہ تم اُس باسٹ کی لڑکی سے جاکر عشق نہ جتاتے گو مجھے باہر جانے یا کچھ دیکھنے تک کی اجازت نہیں دیجاتی۔ مگر خیال رہے کہ میرے کان کھلے ہوئے ہیں۔ جو تم بند نہیں کر سکتے ہیں تم کو جانتی ہوں ع

مکار دغاباز حیلہ ساز جا لیا

نواب۔ لیکن میری پیاری تمہیں یہ معلوم نہیں کہ یہ ضروری امر تھا کہ پڑوسیوں سے ہنس بول کر سلوک پیدا کیا جائے کہ ہمارا مدعا عمدگی سے حاصل ہو۔

کرالی۔ کیا میں تمہیں ایسا کرنے میں مدد نہ دے سکتی تھی؟

نواب۔ اگر میں یہ ظاہر کرتا کہ میری (بیوی) ہے تو اس حالت میں ہمسائی

وقت کچھ خفا نظر آ رہی تھی۔ اور جس نے نواب کے جملہ کا کچھ جواب نہ دیا بلکہ اس چاندی کی قاب میں سے جو بوڑھا گلمیٹر سامنے لایا تھا۔ بھنا ہوا مرغ کا گوشت لیکر کھانے لگی۔ جب وہ حسب ضرورت کھا چکی تو نواب نے خانساماں کو کمرہ سے باہر چلے جانے کو کہا۔ جب وہ چلا گیا تو ایلائیس کرالی۔ (یہ اُس عورت کا نام تھا) نے پوچھا یہ تم نے ایسا کیوں کیا؟ میں نے تم سے تنہائی میں کچھ نہیں کہنا ہے۔

نواب۔ میری پیاری کرالی اصل بات یہ ہے کہ مجھے تمہارا چہرہ اترا ہوا نظر آیا۔ جو شاید بدخوابی کا سبب ہو۔ میں نے بوڑھے خانساماں کو یوں ایک طرف بھیجدیا۔ کہ وہ یہ نہ سمجھ سکے کہ مجھ میں اور تم میں کچھ ناراضگی ہے۔

کرالی۔ دو منٹ تک کچھ نہ بولی۔ جب تک کہ اپنی رکابی کا گوشت نہ ختم کر چکی۔ اور قدرے تیز برانڈی چھوٹے گلاس میں انڈیل کر نہ پی گئی۔ جس کے بعد اس نے خشگی کی نگاہ سے اپنے ساتھی کو دیکھکر سخت آواز میں کہا دیکھو مسٹر جی تم ٹھیک ٹھیک سوچا۔ یہاں عنقریب ہی ایک بہت بڑا اتفاق پڑنے والا ہے۔ جس سے شاید تمہارا گروہ ٹوٹ جائے۔ اور تم پر تباہی آئے۔ دراصل میں نے ارادہ کر لیا ہے کہ خود پردہ چاک کردوں۔ کیونکہ تم جہاں جاتے ہو مجھے نہیں لیجاتے ہو اور خود مزے اڑاتے ہو۔ جبکہ میں یہاں قلعہ میں قید ہوں۔ میرا تمہارے ایسے فرانسیسی نواب کے ساتھ ہونیکا فائدہ کیا؟ میں نے

قتل کے معمے کو حل کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔ وہ میرے ساتھ شاید رات کو قصبہ تک بھی جائے۔

نواب۔ آپ لوگ کس وقت کی ریل سے روانہ ہوں گے؟"

جیل خانہ کا پادری۔ پونے دس بجے والی ٹرین سے جو بانسنگ اسٹوک ریلوے اسٹیشن سے چھوٹتی ہے۔

نواب۔ درست۔ تو میں پھر جناب کو الوداع کہتا ہوں۔ اور مسٹر اسٹورٹ کو کامیابی کی دعا دیتا ہوں۔ پھر آپ جب کبھی یہاں مقدمہ کی پیروی کے واسطے آویں تو ضرور میرے یہاں ٹھیریں جب پادری اپنی رہائش گاہ کی طرف روانہ ہوا تو نواب بھی ٹوپی بطور سلام اٹھا سیدھا قلعہ کو چلا پڑا۔ اور جونہی خلقت کی نظر سے اوجھل ہوا دوڑنے لگا اور جس قدر جلد کہ اس کی ٹانگیں اُسے لیجا سکیں جانے لگا

چودھواں باب

قدرِ سادگی

زیرِ خلق سے چھپ سکتے نہیں اہلِ صفا

تہِ دریا سے بھی جا ڈھونڈھ نکالا گوہر

یہ شعر اسٹورٹ کی تعریف میں ہے۔

جس وقت مرحوم پادری کا کھائی رہائش گاہ پر پہنچا۔ تو اُس کو

کے ساتھ جیسا کہ چاہئے ویسا ہی برتاؤ کریگا۔ اور یہہ کہتے ہوئے پادری لانگڈن کی طرف ایک انجان طور سے دیکھا۔ جو قبر کے نزدیک نئے گے سر اپنے زاہدانہ لباس میں کھڑا تھا۔ اور جس نے ایک مددگار پادری کی مدد سے جنازہ کی نماز پڑھائی تھی۔

جیلخانہ کے پادری نے جو مڑ کر دیکھا تو وہ لانگڈن تھا جس کو نواب نے اپنا حد نگاہ بنایا تھا۔ پادری حیرانی سے نواب کا منہ دیکھنے لگا اور پھر کچھ سکوت کے بعد بولا۔

جیل خانہ کا پادری۔ نواب صاحب انصاف اس جگہ میں نہیں رکھا ہوا۔ میں بھی آخر انسان ہوں۔ اور آٹھ برس سے اس پیشہ میں رہکر ہر قسم کے آدمیوں سے مل جل رہا ہوں۔ میں وثوق سے کہتا ہوں کہ وہ جوان جیسا کہ آپ کا خیال ہے قاتل نہیں۔"

نواب جناب والا۔ آپ نے میرا مطلب سمجھنے میں غلطی کی۔ میرا بالکل ایسا خیال نہ تھا۔ پر خیر آپ پر بھی (جیسا کہ لوگوں کا خیال ہے اور اس نئے ہونے والے کالاں پادری کی بابت طرح طرح کی جو افواہیں اڑ رہی ہیں) ظاہر ہے۔ مگر ہاں اس شخص کے بارہ میں جناب کا خود کیا خیال ہے؟"

جیل خانہ کا پادری۔ کچھ بھی نہیں اچھا اب میں جاتا ہوں۔ کہ میں نے اسٹورٹ سے جو مسٹر باسٹ کا رشتہ دار ہے ملنا ہے۔ وہ ہندوستان کی پولیس کا بڑا سراغ رساں افسر ہے۔ اور اس واردات

مجبور کر سکیں گے۔ کہ وہ مجھے سزا یافتہ لوگوں کی تصویروں کی کتاب دکھائیں۔
پادری۔ ہاں وہ یہ میں بخوبی کر سکتا ہوں۔ بلکہ مجھے خود بھی یہ خبط ہے کہ مجرم کی تصویر میں شوقیہ اتار کر رکھ لیتا ہوں۔ اور وہ سب مجموعہ بھی میں آپ کو بخوشی بتا سکتا ہوں۔
اسٹورٹ۔ بہت اچھا بلکہ میں سوچ رہا تھا کہ آج رات ہی کو آپ کے ساتھ لندن چلا جاؤں۔ اور وہاں صبح ہی آپ کی معرفت یارڈ میں جاکر اور پھر آپ کے گھر آکر ان سزا یافتہ لوگوں کی تصویریں دیکھوں کیونکہ میرا دماغ اچھا ہے۔ جس کی ایک دفعہ شبیہہ دیکھ لوں پھر نہیں بھولتا۔ اور پھر یہاں گاؤں میں واپس اپنے قدرے سراغ کی مدد سے مجرموں کو تلاش کروں۔

پادری جوزف منیڈیبل کو اسٹورٹ سے اس قدر انس ہو گیا کہ اُس نے بجائے انکار کے فوراً ہی مان لیا۔ اور آخر یہ فیصلہ ہوا کہ رات کو دونوں شخص اکٹھے لندن کو سفر کریں۔ چونکہ گرجا ریلوے اسٹیشن کے راستہ میں تھا۔ اس لئے پادری نے اسٹورٹ سے کہا کہ آپ کھانا کھا کر یہیں تشریف لے آویں۔ میں نے ایک گھوڑے والی ٹمٹم (زنید چوبیہ گاڑی) منگا لوں گا۔ یہاں سے ہم دونوں تقریباً پونے نو بجے روانہ ہو جاویں گے تاکہ ریلوے اسٹیشن پر وقت پر پہنچیں۔ اس کے بعد پادری اسٹورٹ کو دروازہ تک چھوڑنے آیا۔ جونہی رخصت ہونے کو تھا کہ اسے کچھ خیال آگیا۔ اور وہ ٹھہر کر یوں

اسٹورٹ۔ ایک معمولی سا سراغ جسے شاید ہی سراغ کہا جا سکے مجھے بیشک معلوم ہوا ہے۔ اور افسوس ہے کہ میں آپ کو ابھی نہیں تبلا سکتا۔ مگر یہہ میں آپ کو ضرور کہونگا کہ کچھ مدت سے اس علاقہ میں بہت سے پردیسی اجنبی شخص آئے ہوئے ہیں۔ جن کا حال کسی کو معلوم نہیں۔ کہ وے لوگ کون ہیں؟"

پادری (نے حیرانی سے اپنا ہاتھ اٹھا کر کہا) او پیارے اسٹورٹ ایک فرانسیسی نواب جس کے ہاں مجھے آج دن کا کھانا کھانے کا فخر حاصل ہوا ہے۔ میں تمام کمینے اور شہدے لوگوں کو دیکھکر سخت حیران ہوا کہ نواب کے یہاں ایسے بیوقوفوں کا کیا کام۔ جبکہ ہم صرف دو شخص کھانا کھانے والے تھے۔ اور وہاں تقریباً چھ سے زیادہ نوکر کھلانے کھڑے تھے جو شاید میرے جیل خانہ کے مؤکل نہ تھے۔

اسٹورٹ۔ خوب تو آپ کو نواب ڈی۔ گورلن نے دوپہر کے کھانے کو قلعہ بلایا تھا۔ تب تو یہ باتیں میرے خیال کو صحیح کرتی جاتی ہیں۔

پادری۔ تو کیا آپ اپنے خیال میں کامیاب ہو گئے؟"

اسٹورٹ۔ نہیں۔ لیکن ہاں علاوہ ان آدمیوں کے جو آپ نے قلعہ میں دیکھے کئی خراٹ گرگ اور بھی ہوں گے وہ آپ کے سامنے آئے اور نہ آپ انہیں دیکھ سکے۔ دیگر مجھے وہ اپنا ارادہ بھی یاد آگیا ہے کہ بحیثیت قید خانہ کے پادری کے آپ اسکاٹ لینڈ یارڈ "(یہہ لنڈن کے محکمۂ سراغرسانی کے صدر دفتر کا نام ہے) کے حکاموں کو مجبور

بدحواسی کی حالت میں اپنے لئے اچھا سمجھا ہو۔ اس لئے بہتر ہے کہ
میں اس کے پاس ایک دفعہ پھر جاؤں اور یہہ خیال کرتے ہی یہہ پادری
سے رخصت ہو بجائے باسٹ ہال کے جانے کے یہہ سیدھا گاؤں کی
طرف چلا۔ جہاں ایک عمدہ مگر پُرانے جھونپڑے میں پادری لانگڈن
رہتا تھا۔ مغموم جوان پادری ابھی میت سے واپس آکر بیٹھا ہی تھا کہ
اسٹورٹ جا پہونچا۔ جس کو اس نے بکمال محبت و اشتیاق اپنے نزدیک
کرسی پر جگہ دی۔ اور اسٹورٹ کو جو بڑا قیافہ شناس تھا۔ پھر اپنے خیال
میں ناکامیابی۔

پادری لانگڈن۔ آخر میں نے آپ صاحبان کی صلاح مان لی۔ اور
بڑے پادری کی جگہ قبول کر لی۔ بشپ پادری (صوبے کا بڑا پادری)
کا ابھی خط آیا ہے۔ کہ انہیں بھی میرے اس تقرر پر کوئی اعتراض
نہیں۔ بلکہ نہایت خوشی ہے۔" جیسے اب میں بہر صورت نبھاؤنگا۔ مگر
مجھے تیرا اعتبار ہے۔ کہ تم مجھے اس بلا سے نجات دلاؤ گے۔ کیونکہ یہ بڑا
سخت عیب ہے کہ نیا بڑا پادری قتل کے شبہہ میں مبتلا ہو۔

اسٹورٹ۔ مجھے یہ سن کر از حد خوشی ہوئی کہ آپ نے ہمارا کہنا
مان لیا۔ اور یہہ جگہ قبول کر لی۔ میں آپ کی ہر طرح مدد کرنے کو تیار
ہوں۔ بشرطیکہ آپ مجھے سچ ایمانداری سے تبلا دیں کہ کیا اس اندرونی کمرہ کی
کنجی آپ سے چھڑ ہائی گئی تھی؟"

لانگڈن نے متعجب اور حیران چہرہ ہی سے اس کا جواب دیدیا۔

کہنے لگا جناب من میں اپنی باتوں میں یہ بھول ہی گیا کہ آپ کو وہ افسوس ناک خبر سناؤں کہ یہاں کے بعض کمبخت لوگوں نے بیچارے لانگڈن ٹریسنگھم کو قاتل ٹھیرایا ہے۔ جبکہ میں خود اس بات کے خلاف ہوں۔

پادری (غمگین لہجہ میں) اگر شہادتوں پر جائیں تو یہ صاف ظاہر ہے کہ وہی بیچارے نیڈبیل کے ساتھ اندرونی کمرہ میں تھا۔ جہاں سے اُسے پھر کسی نے نکلتے نہ دیکھا۔

اسٹورٹ یہ سب سچ ہے۔ لیکن ذرا خیال کیجئے اگر لانگڈن نے ہی نے یہ فعل کیا ہوتا تو کیا اُسے یہ خبر نہ تھی کہ اس حالت میں شبہہ اُس پر ہی ہوگا۔ علاوہ اِسکے پھر وہ ضرور کرتا کہ احاطہ میں کھلنے والے دروازہ کی چٹخنی ضرور کھولدیتا۔ کہ دیکھنے والے کو معلوم ہوتا کہ قاتل اودھر سے بھاگ گیا ہے۔

پادری۔ (سوچتے ہوئے) بیشک درست ہے وہ دروازہ کی چٹخنی ہی تو سب فساد برپا کر رہی ہے۔ اور یہ نواب ڈبی گورن۔ لانگڈن ٹریسنگھم کے بالکل برخلاف معلوم ہوتا ہے۔ بہر خیر میں نے بھی اُس پر اپنا خیال ظاہر کردیا۔ اور وہ چپکا ہو کر چلا گیا۔

اسٹورٹ (دل میں خیال کرتے ہوئے) تو یہ حضرت نواب ہی ہیں جو بیچارے لانگڈن کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں۔ اور ہاں کہیں ایسا نہ ہو کہ جرم تو کوئی دوسرا کر گیا ہو اور جب لانگڈن نے یہ واقعہ دیکھا ہو تو سراسیمگی میں دروازہ کی چٹخنی لگادی ہو۔ جس کو اُس نے اُسوقت

آپ کے بیگناہ گرفتار ہو جانیکا اندیشہ ہے خدانخواستہ اگر ایسا ہو بھی جائے تو آپ گھبرائیگا نہیں۔ بلکہ ایک وکیل کیجئے گا۔ اور اس سے کہئے گا کہ ایک ہوشیار سراغ رساں کو تلاش کرکے اسے ہدایت کردیں کہ وہ اس گاؤں میں ڈھونڈے کہ وہ کون شخص ہے۔ جو سیپ کے بٹنوں والی واسکٹ پہنتا ہے یا کبھی پہنی تھی۔

لانگڈن۔ ایسا ہی کروں گا۔ لیکن اگر وہ شخص مل بھی گیا تو کیا فائدہ ہوگا جبکہ اس عقدہ کا حل کرنیوالا ہی کوئی نہ ہوگا۔

اسٹورٹ۔ یہہ سب اس بات پر منحصر ہے کہ وہ آدمی کیسا ہے اور پھر اس وقت میں بھی آکر دخل دونگا۔ اور وکیل کو سب سمجھا دونگا۔ کسی خاص وجہ سے میں براہ راست اس مقدمہ کی تفتیش نہیں کرسکتا۔ اور شاید میں بٹن کی مدد کے بغیر بھی قاتل کو ڈھونڈ نکالوں مگر آپ اسکا کسی سے ذکر نہ کریں۔"

پادری تو تمہیں قاتل کے پکڑنے کا پورا یقین ہے؟ خدا تمہارا مددگار ہو۔"

اسٹورٹ۔ خیر اگر یقین نہیں تو شک بھی نہیں۔ تو خدا حافظ۔ یہہ کہکر وہ باسٹ ہال کو روانہ ہو گیا۔ وہاں پہنچکر اس نے اپنا ضروری سامان چرمی بیگ میں رکھا۔ اور کپڑے بدل کر کھانے کے کمرہ میں گیا۔ جہاں وینی فرڈ اکیلی بیٹھی ہوئی تھی۔ جو اٹھکر ملی اور کہنے لگی "مجھے امید ہے کہ میں تمہیں جلد بتا دونگی کہ وہ سیپ کے بٹن والی واسکٹ کس شخص نے

قبل اس کے کہ وہ کچھ کہے۔
پادری لانگڈن۔ میں نہیں سمجھ سکتا کہ تمہارا مطلب کیا ہے میں نے نہ چمنی لگائی ہے۔ اور نہ کچھ اور کیا ہے (اسٹورٹ قیافہ شناس نے قیافہ سے ہی اپنی تسلی کر لی۔ اور اُن کے جواب کا کچھ خیال نہ کیا۔)
اسٹورٹ۔ اچھا تو آپ مجھے میرے چند سوالوں کا جواب دیں کہ میں جاؤں۔ آپ کے واسمتھ ملازم کے علاوہ اندرونی کمرہ میں جب تک پولیس آئی اور کون کون تھا؟"
لانگڈن۔ ایک میں۔ گرجا کے دو چوکیدار مسٹر باسٹ اور کیسان کنگ تھے۔
اسٹورٹ۔ کیا کسی اور شخص نے بھی اندر آنے کی کوشش کی تھی؟"
لانگڈن۔ پہلے شور ہونے پر لواب ڈی گورن دوڑ کر اندرونی کمرہ کے دروازہ پر پہنچا ہی تھا کہ میں جا پہونچا۔ اور میں نے اُسے اندر آنے سے باز رکھا۔ مگر وہ دروازہ پر بڑی دیر تک کھڑا ہوا کمرہ کے اندر جھانکتا رہا۔
اسٹورٹ۔ میں آپ کا مشکور ہوں اب آپ زیادہ کہنے کی یہ کچھ تکلیف نہ کریں۔ میں آج رات ایک اہم وجہ سے لندن جا رہا ہوں۔ جہاں مجھے شاید زیادہ وقت لگ جائے۔ اس لئے آپ ذرا میری یہ بات سن لیں چونکہ آپ پر بڑا بھاری الزام لگا ہوا ہے۔ جس کی وجہ سے ہر گھڑی

کئی راز کی باتیں کہنے سے باز رکھتا۔

پندرھواں باب

(پیلی موٹر کار)

کوئی جانے تو کیا جانے وہ کیا ہے ہزاروں میں
ستم گاروں میں عیاروں میں دلداروں میں یاروں میں

یہہ شعر بجنسہٖ نواب کے حسب حال ہے۔ اسٹورٹ اپنا چرمی بیگ لئے ہوئے کھانا کھانیکے بعد پیدل چلکر گرجا میں کلاں پادری کی رہائش گاہ پر پہونچ گیا۔ اور پادری جوزف مینڈیل کو میدان میں اپنے انتظار میں ٹہلتا ہوا پایا۔ چونکہ تسکرم ابھی تک نہیں آئی تھی یہ دونوں باہر ہی ٹہلنے لگے۔

اسٹورٹ۔(ادب سے) آج دن بھر خباب کو تکلیف ہی رہی (اور یہہ کہتے ہی اپنا قیمتی سگار کیس نکال کر بڑھیا سگار پیش کیا۔)

پادری۔(سگار لے کر) ہاں بیشک دن تکلیف دہ تھا۔ اور ابھی آگے بھی تکلیف ہی نظر آتی ہے۔ میں نواب ڈی گورن کی مہربانی کا مطلب نہ سمجھا کہ اُس نے مجھے کس خیال سے اس شان وشوکت کی دعوت دی۔ میں نواب کے علم حیات۔ ونباتات۔ کتب بینی۔ علم تواریخ ومنطق اور جانوروں کی پرورش کی طرف لگاؤ دیکھکر ازحد حیران ہوا۔

پہنی ہوئی تھی۔ مجھے تب سے اسی بات کا سودا ہے اور جب کو میں انشاءاللہ دریافت ہی کر کے چھوڑ دوں گی۔

اسٹورٹ۔ فرض کرو کہ تم اُس شخص کو ملیں جس نے کہ یہ بٹن پہنے ہوئے تھے۔ مگر اب اُس کا دوسرا لباس ہونے کی وجہ تم اُسے پہچان نہ سکیں تو؟"

ونی فرڈ۔ اور یا میں اس جگہ گئی ہوں۔ جہاں وہ شخص یہ بٹن پہنے کھڑا تھا (اور یہ کہہ کر وہ چمنی کی جلتی ہوئی آگ کی طرف دیکھنے لگی گویا ان انگاروں سے وہ اپنا عقدہ حل کرانا چاہتی ہے پر ہاں میرے دماغ میں صرف ایک ذرا سی جگہ خالی ہے۔ جو پُر ہونا مانگتی ہے۔ اور جس کے پُر ہونے پر انشاءاللہ میں جھٹ کامیاب ہو جاؤں گی۔

اسٹورٹ۔ اچھا تو تم اُس جگہ کے پُر کرنے کی کوشش کرو۔ تاکہ یہ فکرو پریشانی جو ہیں ہے جاتی رہے۔ دیگر میں آج ایک ضروری کام کی وجہ سے لندن جاتا ہوں۔

ونی فرڈ۔ آہ۔ اسٹورٹ میں کوشش کروں گی اور بیشک کرونگی مگر کل تک تو تم کہتے تھے کہ یہ معمولی سراغ ہے اور آج تو تم بالکل اس پر یقین کئے بیٹھے ہو۔"

اسٹورٹ۔ مجھے کامل یقین ہے۔ (وہ اس وقت کچھ اور بھی کہنے کو تھا کہ اتنے میں راڈی۔ مسٹر باسٹ کھانے کے کمرہ میں داخل ہوئے اور یہ لوگ خاموش ہو گئے جن کے اس دخل دینے نے انہیں کئی

دسھا سنا لگا کر بیٹھ گیا۔ دگاڑی کے پہیوں کی شور کی وجہ آواز بھی نہ
سنائی دیتی تھی) اور مزے سے اپنا پائپ پینے لگا۔ بیلؔ ہرسٹ
"بانسنگ اسٹوک" ریلوے اسٹیشن کو سڑک اول دو میل بڑی اونچی
کانٹے دار جھاڑیوں میں سے ہو کر گذرتی تھی۔ جب تک وہ شاہی
چوڑی پختہ سڑک پر قصبہ سے دو میل دور نہ جا ملتی جو دیہات
کی موٹر کار کچی گلیوں سے بہتر تھی۔ جونہی گاڑی پختہ سڑک پر پہونچی
گھوڑا عمدہ اور تیز ہونے اور کوچوان کے راستے سے واقف ہونے
کی وجہ سے گاڑی ہوا سے باتیں کرنے لگی۔
وہ چوراستہ جہاں سے چھوٹی سڑک ملتی تھی۔ ایک موڑ کے بعد
تھا۔ جب گاڑی اس موڑ پر پہونچی تو یکایک اسٹورٹ سیدھا
ہو بیٹھا۔ اور سر کھڑکی سے باہر نکال کر اس روشنی کو دیکھنے لگا جو اس
نے تھوڑی دور آگے پشتہ کے اوپر ہوتی ہوئی دیکھی تھی۔ اور جس
کی چمک نے پادری صاحب کو بھی ہوشیار کر دیا۔ اور وہ کہنے لگے کیا
کسی گھاس کی کنجی میں آگ لگ گئی۔
اسٹورٹ (جو اپنا آدھا دھڑ باہر نکالے دیکھ رہا تھا) ایسا تو نہیں
معلوم ہوتا۔ لیکن جونہی وہ اس روشنی کی جگہ سے گذرنے لگے تو
اسٹورٹ نے کہا اوہو یہ تو کوئی آدمی دور پشتہ پر مشعل لئے کھڑا
ہے۔ اور کسی کو اشارہ کر رہا ہے۔ کہ ہم آ رہے ہیں۔ خدا معلوم
اسمیں کیا راز ہے؟"

اسٹورٹ (متعجب ہوکر) خیر میری تو نواب سے اتنی لمبی چوڑی واقفیت نہیں۔ مگر ہاں میں نے سنا ہے کہ نواب تو بڑا شکاری ہے اور شکار کا اس قدر شایق ہے کہ تیتر کے بچے نکلواتا ہے۔ اور شکارگاہوں پر بڑی سختی سے احتیاط کرتا ہے۔ مجھے تو مشکل نظر آتا ہے کہ دونوں شوق ہو سکیں۔ کہاں شکار کا مذاق اور کہاں علم نبات و منطق؟

پادری۔ مگر نواب نے تو بالکل شکار یا جنگلات کا ذکر بھی نہیں کیا وہ تو تمام وقت بڑھیا کتابوں اور اعلیٰ تصویروں کا ذکر کرتا رہا شاید اس نے میرا زاہدانہ لباس دیکھکر ایسی گفتگو کرنی مناسب نہ سمجھی؟"

اسٹورٹ درست ہے شاید ایسا ہی ہو۔ مگر کیا آپ نے میری روانگی اور آپ کیساتھ جانیکا ذکر تو کسی سے نہیں کیا ہے؟ (اتنے میں شکرم بھی آگئی۔ اور یہہ دونوں سوار ہو کر روانہ ہوگئے۔ جہاں اسٹورٹ نے اپنا سوال پھر دُہرایا۔)

پادری۔ اور تو کسی سے نہیں صرف نواب ڈی۔ گورن سے کہا ہے وہ جی تب۔ جب میں اُس سے جان چھوڑانا چاہتا تھا۔ اور تمہارا حال کہکر پیچھا چھوڑایا۔ کیا اِس میں کوئی احتیاط ملحوظ تھی؟"

اسٹورٹ۔ نہیں (گو پادری کو احتیاط نہ تھی۔ مگر اسٹورٹ کو تو ضرور تھی) جو یہ سن کر کہ نواب کو اُس کی آج رات کی روانگی کی خبر ہے سوچنے لگا کہ کہیں نواب کوئی دغا نہ کرے۔ اور یہ سوچکر وہ اپنی تمام طاقت کو جمع کرکے کسی آنے والے حادثہ کے لئے تیار ہو بیٹھا۔ اور

بچ گیا۔ لیکن وہ بڑی موٹر کار خشکرم سے ٹکرائی۔ اور اسے چکنا چور کرتی ہوئی بغیر رُکے بڑبڑاتی ہوئی آگے جاکر نظروں سے غائب ہوگئی وہ چالاک کوچوان جیسا کودنے میں جلد باز تھا ویسا ہی اب حادثہ کے واقع ہونے پر دوڑ کر آیا۔ اور کانپتے ہوئے گھوڑے کو پکڑا اور زور سے بولا حضور آپ کے چوٹ تو نہیں لگی؟"

جبکہ بمشکل نکلتی آواز دور اندھیرے میں سے آئی۔ اُونہہ یہاں آؤ؟"

کوچوان۔ بہت خوب جناب میں ذرا روشنی کا بندوبست کر لوں خوش قسمتی سے گاڑی کا ایک لیمپ سلامت مل گیا۔ جب کوچوان جھٹ روشن کر کے لے آیا۔ تو اُسے پادری صاحب سڑک کے کنارے مٹی میں لت پت ملے۔ جن کے اُٹھانے پر معلوم ہوا کہ خوش نصیب ہیں کوئی سخت چوٹ نہیں لگی۔ صرف رگڑیں لگی ہوئی تھیں۔ پھر پادری صاحب لنگڑاتے ہوئے کوچوان کے ہمراہ اسٹورٹ کو ڈھونڈھنے لگے۔ جس کو انہوں نے بیہوش تختوں کے ڈھیر کے نیچے پایا۔ جب وہ دونوں آہستہ سے اُٹھا کر اس کو ایک طرف لے آئے تو کوچوان نے اسٹورٹ کی نبض دیکھی۔ اور دل پر ہاتھ رکھکر کہا۔ جناب یہ تو ابھی زندہ ہے اور یہی ہم چاہتے بھی تھے۔ مگر اب ہم کیا کریں۔ قصبہ باسنگ اسٹوک سے دو میل اور باسٹ ہال سے تین میل دور ہیں؟"

پادری۔ میرے خیال میں گھوڑا اچھا معلوم ہوتا ہے تم اس کا ساز

پادری اونگھتے ہوئے۔ یہ ممکن نہیں۔ ہم کوئی چوری کا مال تو نہیں لئے جا رہے ہیں۔ کسی کسان کا نوکر ہوگا۔ جو اپنے مالک کو ظاہر کر رہا ہے کہ وہ جاگتا ہے سوتا نہیں۔

اسٹورٹ خاموش ہو بیٹھ گیا۔ مگر اس نے پادری کے اس جواب کو پسند نہ کیا۔ بلکہ یہ سمجھ گیا کہ ضرور کوئی بلا آنے والی ہے۔ کہ اتنے میں دور سے بر بر کرتی ایک موٹر کار بے تحاشہ سڑک پر آتی ہوئی سنائی دی۔ جو اندھیرے میں نظر نہ آتی تھی۔ یکایک اسٹورٹ کے دل میں کچھ خیال آیا۔ اور اس نے جھٹ کھڑکی سے سر نکال کر کوچوان کو کہا کہ جلد گاڑی ایک طرف کر۔ وہ موٹر کار ابھی اس طرف مڑی ہے اور دو سکنڈ میں ہم پر آ جاوے گی۔

کوچوان نے حکم پاتے ہی فوراً گاڑی کو ایک طرف کر لیا۔ مگر اس طرح کہ بائیں ہاتھ کے پشتہ کی پتھریلی دیوار سے یوں گاڑی ملا دی کہ ادھر کا دروازہ کھلنا ناممکن ہو گیا۔ اور خود گاڑی سے کود علیحدہ ہو گیا۔ پادری نے سڑک کی طرف کا دروازہ کھولنا چاہا تھا۔ کہ اسٹورٹ نے یہ کہکر روک دیا کہ پادری صاحب آپ کیا مرنا چاہتے ہیں۔ موٹر کار ابھی آپ کو کچلتی ہوئی نکل جاویگی۔ آپ یہاں ہی بیٹھے رہئے اور جو قسمت میں لکھا ہے اسے ہونے دیجئے۔ اسی اثنا میں سامنے سے دو نہایت تیز چمکتی ہوئی آنکھیں اس کو گلی نما سڑک میں جس کے دونوں طرف پتھریلے ٹیلے تھے گھستی ہوئی نظر آئیں۔ مگر ذرا چوکا جو سمت سے بال بال

کسی باغ کا پھاٹک نظر پڑا - جب کے اندر جا کر انہوں نے بیہوش سٹورٹ کو رکھدیا - اور پھر کوچوان لپک کر گھوڑے پر چڑھ باسنگ اسٹوک کی طرف دوڑتا چلا گیا -

کوچوان کو گئے بہت عرصہ نہ گذرا تھا کہ پھر وہی موٹر کار برہراتی بڑی تیزی سے واپس آئی - مگر جونہی حادثہ کی جگہ پہونچی فوراً بالکل آہستہ ہو گئی - جبکہ مسٹر نیڈ ڈیبل نے انہیں کچھ باتیں کرتے سنا جنہیں وہ دوری کے باعث نہ سمجھ سکا - اور پھر لیکایک موٹر کار تیز ہو کر اس بڑی سڑک پر ہو لی - جو بجائے باسنگ اسٹوک کی سڑک کے (جسپر کوچوان مدد کیواسطے گھوڑا تیز بھگائے جا رہا تھا) بالکل مختلف تھی -

سولھواں باب

(ایک خفیہ کارخانہ)

کیا کیا خیال باندھے ناداں نے اپنے دل میں
پر اونٹ کی سمائی کب ہو چوہے کے بل میں

گناہ کی کشتی کنارے نہیں لگتی جب پاپ زیادہ ہو جاتا ہے تو خدا کوئی نہ کوئی اسباب اس کے غارت کرنیکا پیدا کر دیتا ہے

پادری کے قتل کی واردات کو آج ایک ہفتہ ہو گیا - جبکہ مسٹر دکس

اتار لو۔ اور ننگی پیٹھ پر چڑھکر جلد جاؤ۔ اور قصبہ بانگ اسٹوک سے ایک شکرم اور ایک ہوشیار ڈاکٹر لے کر آؤ۔ تاکہ اسے ہم باسٹ ہال لیجا سکیں۔

کوچوان۔ بہت اچھا جناب مگر حضور انہیں تو اٹھاکر کھیت میں کر لیں کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ کمبخت موٹر کار پھر واپس آجائے۔

پادری۔ اس دلخراش حادثہ کی جگہ سے جتنا دور ہوں اتنا ہی اچھا ہے۔ (اور اسٹورٹ کو اٹھانے کو جھکا) مگر کیا یہ تم نے دیکھا کہ موٹر کار کس شخص کی ہے؟"

کوچوان (اسٹورٹ کو اٹھاتے ہوئے) نہیں حضور مجھے معلوم نہیں کہ وہ موٹر کار کس کی تھی۔ وہ تو پیلی رنگی ہوئی تھی۔ اور پیلے رنگ کی موٹر کار اس علاقہ بھر میں کسی کے پاس نہیں۔ اگر وہ پیلی نہ ہوتی تو میں فوراً کہدیتا کہ وہ نواب ڈی۔ گورن اس فرانسیسی نواب کی ہے جو قلعہ لانکلو میں آکر رہا ہے۔ کیونکہ موٹر کار اسی وضع کی اتنی ہی لانبی۔ اور اسی طرز کی بنی ہوئی تھی۔

پادری۔ کیا تم نے دیکھا کہ اس میں کتنے آدمی تھے۔؟"

کوچوان۔ حضور دو۔ اور ان دونوں نے بھی آنکھوں پر مٹی کے بچاؤ کی بڑی بڑی عینکیں پہنی ہوئی تھیں۔ جس کی وجہ سے شناخت نہ کرسکا کہ کون تھے۔ مگر وہ چلانے والا تو سیدھا اس کو میری پرانی شکرم کے اوپر چڑھا لایا۔ ورنہ اتنی سڑک پڑی تھی۔ وہ اگر چاہتا تو بخوبی بچاکر لیجا سکتا تھا (سڑک سے آگے بڑھکر انہیں ایک طرف

آرہی تھیں اور کہا ہاں یہہ ٹھیک ہے۔ تم اب کام سمجھ چلے ہو۔ مگر
پھر بھی محنت کرو۔ میں ایک دو گھنٹہ کے واسطے باہر جاتا ہوں
مگر جب تک میں واپس آؤں تو تم اس کاغذ کو جب اس پر اچھا رنگ
آجائے تو دھوکر اور سوکھا کر تیار رکھنا۔ اور یہہ کہتے ہی اُس نے
پھیلے ہوئے اوزاروں کو جمع کرکے ایک تپائی پر رکھدیا۔ اور قفل
کھول کر باہر چلا گیا۔ اور پھر دروازہ کو بند کرکے قفل لگادیا۔ جونہی
اس کے قدموں کی آواز مٹی۔ چارلی دوڑ کر بالاخانہ پر چڑھ گئی اور
دراروالے سوراخ میں سے جہاں سے پتھر ہل گئے تھے اور چونہ
نہ تھا باہر دیکھنے لگی۔ اور اُس کو دور لوکس کا لمبا قد نظر پڑا جو جنگلی
راستہ سے گذر کر قلعہ کی طرف جارہا تھا۔

غریب لڑکی نے آہ بھر کر کہا "بلاشک وہ چلا گیا ہے۔ میں اتنی
دیر اپنی قید سے آزاد ہوں۔ اور یہہ کہہ کے نیچے اتر آئی اور اس
ڈش میں پڑے ہوئے کاغذ کو دیکھنے لگی۔ جس کو اس نے تھوڑی
دیر اور خوب زور سے ہلایا۔ اور جب کاغذ بالکل صاف اور حسب منشا
اُڑن ہوگیا۔ تو اُس نے اُس کو صاف پانی سے اچھی طرح دھو کر
سیاہی چوس میں دبادیا۔ اور پھر بالاخانہ پر چڑھ گئی جسکی پرانی
چھت کے سوراخ ظاہر کر رہے تھے کہ یہ رہایش کا کمرہ نہیں ہے اور
درحقیقت یہہ بالاخانہ آج کل رہنے کے استعمال میں آرہا تھا جس میں
ایک معمولی قسم کی میز جس پر چند پیالے وغیرہ کاغذ بیاں رکھی ہوئی تھیں

کے اس بھاری صندوق کے سامان نے جان ہیکسٹ کے بیچارے بیکس بچے پر مصیبت لا ڈالی تھی۔ چارلی اسی طرح سبز مخملی مددگار محافظ کے کپڑوں میں (جبکہ اس کا بچپنے سے پوشیدہ راز لوکس پر فاش ہو گیا تھا) تپائی کے پاس اسی پر اپنے غلہ والے مکان کے کمرہ میں کھڑا ایک لانبی چینی کی ڈِس ¹ پر جھکا ہوا تھا۔ ڈِس میں کوئی عرق تھا۔ اور اس عرق میں ایک تاؤ کاغذ تیر رہا تھا۔ اور چارلی کا یہ کام تھا کہ ایک شیشے (بلور) کی ڈنڈی سے اس کاغذ کو ہلاتا رہتا تھا کہ وہ عرق اچھی طرح تمام کاغذ پر پورا اثر کر جائے۔

چارلی کی آنکھیں سوجی ہوئی تھیں۔ اور وہ بے دلی و مجبوری اپنے کام کو کئے جا رہا تھا۔ اور جسپر لوکس دور بیٹھا پتھر کی سل پر خوبصورت مہین اوزار اور دل سے کچھ بنا رہا تھا۔ جو کبھی کبھی چارلی کو بھی دیکھ لیتا کہ کام میں سستی تو نہیں ہوا۔

لوکس ۔ (خفگی سے) ادھر لاؤ اگر تم نے کام میں یونہی سستی کی تو کیسے کام چلے گا۔ تم جب تک جی توڑ کر محنت سے کام نہ کرو گے کچھ فائدہ نہ ہو گا۔"

چارلی ۔ (آہستہ دل بھری آواز سے) یہ کاغذ تو بالکل ٹوٹن نظر آتا ہے۔

لوکس نے اپنے اوزار رکھ کر ڈِس سے کاغذ کو دیکھا جس پر کچھ چھپے ہوئے اور کچھ ہاتھ سے کھدے ہوئے حرفوں کی چند سطریں نظر

¹ ڈِس یعنی

کے والد کا منشا ہے جسے لڑکے کی طرح پرورش کرنے کا ہے۔ لڑکی کی طرح نہیں۔ اور جب وہ ذرا ہوشیار ہوئی تو اس نے اپنے والد سے وجہ پوچھی تو اس نے کہا یہ بہت مشکل ہے کہ ہم اچھے لوگوں میں اٹھ بیٹھ سکیں۔ مجھے اتنا علم نہیں اگر میں کسی لائق ہوتا اور تمہیں اچھے لوگوں سے ملاتا۔ لیکن جب مجھے یہ خوب معلوم ہے کہ میرے بعد تمہاری والدہ اس قابل نہیں کہ اپنی پرورش کر سکے۔ تو تمہاری کیا دیکھ بھال کرے گی۔ تب لوگ تمہیں بدچلن والدین کی لڑکی سمجھکر نزدیک نہ آنے دیں گے۔ اور آخر تم آوارہ عورتوں کے ہاتھ چڑھ جاؤ گی۔ جس کا نتیجہ اچھا نہ ہوگا۔ اس لئے میری پیاری بچی میں چاہتا ہوں کہ میرے بعد تم اپنی والدہ کی خبرگیراں رہو۔ اور لڑکوں کی طرح رہکر ہر ایک بدباتوں سے محفوظ رہو۔ جو آخر جان ہیکیٹ کے کہنے کے موجب یہ راز جب تک کہ چارلی کی جوانی کی کلی نہ پھوٹی پوشیدہ رہا۔ اور جو آخر چارلی کے انکار کرنے اور کوٹ کے پھٹنے پر ظاہر ہو گیا۔ لوکس نے جو چارلی کے کان میں الفاظ کہے تھے وہ یہ تھے کہ وہ جعلی نوٹ اور اسٹامپ بنانے کا کارخانہ جاری کرنا چاہتا تھا۔ اور اس کی مدد چاہتا تھا۔ جس میں چارلی نے شامل ہونا بعید از عقل سمجھا تھا۔

لوکس کا اعلیٰ محافظ شکارگاہ ہونا ایک ظاہرا بہانا تھا۔ اور اصل میں ہارسٹ جنگل کے ان جھونپڑوں میں نواب نے جعلی نوٹ اور اسٹامپ

ایک کرسی اور ایک پرانا زنگ آلود ڈھیلا ڈھالا پلنگ کونے میں پڑا ہوا تھا۔ یہ اُس کمرہ کا سامان تھا جو بالکل قید خانہ کے مشابہ تھا۔ اور آہ! جس میں سات روز سے غریب جان ہکیسٹ کی پیاری لڑکی مقید تھی۔ جب تک کاغذ نہ سوکھے جارلی کو کچھ کام نہ تھا۔ اس لئے وہ پلنگ پر لیٹ گئی۔ اور ہوا میں خیالی قلعے باندھنے لگی اور اس کو اپنا پیارا باپ یاد آگیا۔ جس کو وہ بچپنے ہی سے سکے بنانا دیکھکر آخر سمجھ گئی تھی کہ شاید یہ کوئی جرم نہیں۔ اور کوئی تعجب نہ تھا کہ لڑکی جو جارلی (یعنی لڑکے) کے طور پر پرورش کی گئی تھی اس راز کو نہ سمجھ سکی۔ اور آخر سمجھتی بھی تو کیسے۔ جبکہ اس کا شرابی والد ساری عمر جعلی سکے ہی بناتا رہا۔ اور اس کی والدہ نے اپنا سب وقت شراب کے پینے میں گذارا۔ ایسے چال چلن کے والدین بھلا کس طرح اس بیچاری پر کوئی اچھا یا اخلاقی اثر ڈال سکتے تھے۔ دوسرے اس کے والدین نے اُس کو جارلی ہی کے نام سے عیسائی کرایا تھا۔ اور اُس کے والد کی اُس کے لڑکی ہونے کو چھپانے کی خاص غرض یہ تھی کہ یہ بھی کہیں لالچ میں آکر ہماری طرح نہ ہو جائے جیسا کہ جعلسازی لڑکی سے کچھ بعید نہ تھا۔ اس لئے وہ اُس سے بڑی محبت کرتا۔ لڑکوں کی طرح اس کو لباس پہناتا۔ اور لڑکوں ہی کے اسکول میں اس کو بھرتی بھی کروا دیا تھا۔

لڑکی جب اپنا اچھا برا سمجھنے لگی۔ تب اس کو سمجھا دیا گیا کہ اُس

دغابازادرعیار دوست سے کم از کم بدلہ لینے کا کوئی تو ذریعہ ضرور نکلے گا۔

آخر جارلی اپنی اُس ڈھیر بن سے اُٹھی۔ اور آہستہ آہستہ نیچے اترنے لگی۔ کہ اُس دبے ہوئے کاغذ کو نکالے۔ جو غیر ملک کی گورنمنٹ کا تھوڑی رقم کا اسٹامپ کا کاغذ تھا۔ جس کے پانی کے داغ یا نمبر (جو نوٹ یا گورنمنٹ کاغذ کو روشنی کی طرف کرنے سے کاغذ میں نظر آتی ہیں۔) مٹانا منظور تھا کہ وہ مٹ جائیں۔ تو اس کو بڑی رقم کا بنایا جاوے۔ مگر قبل اس کے کہ وہ نیچے اترے۔ وہ اس سوراخ میں سے جھانکنے لگی۔ جہاں سے اُسے سورج کی روشنی نظر آئی۔ لیکن اس کے ساتھ ہی کچھ اور بھی نظر آیا۔ جس سے اس کی نبض تیز چلنے لگی۔ اور وہ زیادہ توجہ سے دیکھنے لگی۔ اِسے وہ پیارا خوبصورت چہرہ جو اس نے مہینہ بھر ہوا ۔۔ اول دن دیکھا تھا نظر پڑا۔

راڈرک باسٹ اُس راستے سے جو محافظ کے جھونپڑے وغلہ کے گودام کے درمیان تھا۔ آہستہ آہستہ گذر رہا تھا۔ اور وہ اِدھر اُدھر جیسے کوئی کسی کو تلاش کرتا ہے۔ دیکھ رہا تھا۔

ستر ہواں باب

(رسیپ کا دوسرا ٹبن)

ایک تھا وہ دوسرا ہے یہ ٹبن　　　انکشاف قتل ہو گا یہ ٹبن

بنا لے کا خفیہ کارخانہ جاری کیا ہوا تھا۔ چارلی کو مختلف طرح کے
جھوٹے وعدے دیئے گئے تھے۔ اور آخر اُس نے اپنی عزت
بچانے کو اُنہیں مدد دینا بمجبوری منظور کر لیا۔ جو اس طرح ہوا۔ کہ
اُس شام کو جونہی چارلی نے انکار کیا تو لوبکس نے اُسے اِس مکان
میں قید کر دیا۔ دوسرے دن وہ اُس کے واسطے کچھ کھانے کو لایا مگر
مگر چارلی کے مدد دینے کے انکار پر اُسے اُس نے بھوکا ہی رکھا اسی
طرح چارلی کی ضد کو پورے دو دن گذر گئے۔ جب کہ وہ بالکل کمزور
ہو۔ پلنگ ہی پر لیٹی رہی۔ اور اکثر تنہائی میں دفور غم سے وہ رو رو
کر بیہوش ہو جاتی تھی۔ جب لوبکس نے یہ حالت دیکھی تو ڈر گیا
اور رحم کھا کر اول اُسے کچھ شوربہ پلایا۔ اور پھر چاول دودھ دیتا
رہا۔ مگر آخر کسی نہ کسی طرح ڈرا دھمکا کر اُسے مدد دینے پر راضی
ہی کر لیا۔ لیکن جب وہ مدد دینے پر راضی ہو گئی اور مدد دیتی رہی
تب بھی اُس کو آزاد نہیں کیا۔ اگر وہ مدد دینے سے انکار کرتی تو
پھر اُسے گرم لوہے کی سلاخ سے داغنے وغیرہ کی باتوں سے دھمکایا
جاتا۔ جبکہ وہ پھر منظور کر لیتی۔ مگر وہ سخت مجبور اور لاچار تھی۔ اکثر
اپنی تکلیف پر آنسو بہاتی۔ دنیا میں اس کے لیے سوائے اپنے باپ کے جو قید تھا اس
کا کوئی دوست یا چاہنے والا نہ تھا۔ اب وہ بھروسہ کرے تو کس پر
اور مدد مانگے تو کس سے۔ مگر تاہم بھی اُسے یہ یقین تھا کہ اگر وہ اس کو
خط لکھے اور سارے حال سے اطلاع دے تو وہ ضرور اپنے اس

جلدی سے اپنا منہ سوراخ میں رکھکر زور سے کہا۔ خبردار! گرپ! جاؤ اپنی جگہ چلے جاؤ۔ چونکہ کتے جین کے ساتھ چارلی کا مل چار ہفتہ رات دن رہی تھی۔ اپنے نوجوان مالک کی جوان تی خدمت کرتا تھا۔ آواز اچھی طرح پہچان گئے تھے۔

کتے چارلی کی آواز سنتے ہی فوراً چپ ہو گئے۔ اور جھونپڑی کے پیچھے چلے گئے۔ راڈرک حیران کھڑا یہ ماجرا دیکھتا رہا۔ کبھی اِدھر دیکھتا اور کبھی اُدھر مگر اُسے اس کا بچانے والا نظر نہ آتا۔ جب کوئی نظر نہ آیا تو اس نے زور سے پکار کر کہا او نوجوان لڑکے تو کہاں چھپا ہے سامنے کیوں نہیں آتا۔ کہ میں تیرا شکریہ ادا کروں کہ تو نے بغیر اجازت آنے والے کے ساتھ غیر معمولی اچھا سلوک کیا کہ اس کی جان بچائی۔ چارلی یہ سن کر ذرا ہنسی کہ راڈرک یہ نہیں معلوم کر سکتا کہ وہ کہاں ہے۔ گو وہ متواتر بالاخانہ کی طرف دیکھ رہا تھا۔ کیونکہ کتوں کو منع کرنے کی آواز وہیں سے آئی تھی۔

راڈرک (گھبیانا ہوکر) اوہ۔ معلوم ہوا۔ آخر تو لڑکی ہی ہے نا۔ جبھی تو یہ اس وقت لڑکیوں کی سی مذاق کر رہی ہے۔ اور جو کچھ کہ میں نے ایک دفعہ ہو کہا تھا۔ صحیح تھا۔ اور اس وقت بھی میں یہ کلمات کہنے پر مجبور ہوں۔ کہ میں صرف اس نوجوان آوارہ لڑکے نہیں بلکہ لڑکی کی خاطر جان جوکھوں میں ڈالکر یہاں آیا۔ جبکہ کتے عنقریب مجھے چبا جانیوالے تھے تاکہ اس کی خیر صلاح دریافت کروں اور اگر میں

چارلی کا اول خیال ہوا کہ اُس شخص کو جسے وہ دیکھ کر بیحد
خوش ہو گئی تھی۔ اپنی طرف متوجہ کرے۔ جس کا وہ اکثر (جس دن
سے اسے پچھاڑا تھا) خیال کیا کرتی تھی۔ کیونکہ اُسے امید تھی کہ
اگر اس نے راڈرک باسٹ سے مدد چاہی تو وہ ضرور اُس کو
خواہ دروازہ ہی کیوں نہ توڑنا پڑے نکال لیجاویگا۔ مگر دو وجہ
سے وہ آواز دیتے دیتے خاموش ہو گئی۔ ایک تو یہ کہ اوّل وہ
سخت شرماگئی۔ اور اُسنے ہاتھ آہستہ آہستہ اُٹھائی رکنے لگی کیونکہ آخر وہ لڑکی
تو تھی جیسا کہ راڈرک نے کہا تھا دوسرے جیسے اُس کو معلوم ہوگا
کہ میں لڑکی نہ ہو بلکہ چوروں کی حالت میں مدد دیتی ہوں تو ضرور وہ چلے
اور اس سے جو راز ہے پر ظاہر ہو جاویگا تو تب وہ مجھے نفرت کی نگاہ
سے دیکھیگی۔ وہ تعجب نہیں جو پولیس کے حوالہ کر دے۔ خواہ میں کتنا
ہی چیخوں کی کوشش کروں کہ میں مجبوری کی وجہ سے یہ کام کرتی تھی۔ لیکن
میری بھلا کون سنے گا۔ ان سب باتوں پر بھی وہ راڈرک کے تندرست
چہرہ کو دیکھ رہی تھی۔ کہ اگر میں اور لڑکیوں کی طرح ہوتی تو اور بات تھی
میں مدد کی درخواست کر سکتی تھی۔

لیکن میرے بال تو لڑکوں کی طرح کٹے ہوئے ہیں۔ اور میرا
لباس لڑکوں کا ہے۔ جو اب مجھے برا لگتا ہے۔ اور میں ان کپڑوں
میں شرماتی ہوں اتنے میں وہ مشہور دو بدمعاش آگئے اپنے مکان چھپا کر
راڈرک پر دوڑ پڑے۔ قریب تھا کہ وہ اس پر ٹوٹ پڑیں کہ چارلی نے

فوراً یہ راز دریافت کر لیتا۔ خیر مجھے یہ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ میں دریافت کروں کہ تم نے ایسا کیا قصور کیا ہے جو تم مقفل کر دیے گئے ہو؟ اور یہ تمہیں کس نے قید کیا ہے؟ کیا اعلیٰ محافظ نے؟ (اب چارلی ڈرنے لگا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ لومکس آ جاوے۔ ایک تو ۔ اڈمی کی دُرگت بنا دے۔ اور پھر مجھ سے خدا معلوم کیا سلوک کرے۔ کہ میں آئندہ نہ کبھی دنیا کی روشنی دیکھ سکوں۔ اور نہ کسی سے بات کر سکوں)

چارلی۔ ہاں اعلیٰ محافظ نے ہی ایسا کیا ہے۔ ساتھ ہی مجھے مددگار محافظ کی نوکری سے بھی جواب مل گیا ہے۔

راڈرک۔ جواب۔ وہ کیوں؟؟

چارلی۔ بوجہ میری گستاخی کے۔

راڈرک۔ میں اب سمجھا۔ مگر یہ جواب کا اچھا طریقہ ہے کہ پھر اس کو غلہ کے گودام میں مقفل کر دینا۔ فی الحال مجھے بھی کالج سے جواب دیا گیا ہے لیکن انہوں نے تو مجھے مقفل نہیں کیا۔

چارلی۔ نواب ڈی۔ گورن گھر میں نہ تھے اس لئے لومکس میری تنخواہ نہ لا سکے اور یوں مجھے مقفل کر گئے۔ کہ میں شرارت سے باز رہوں۔ یا شاید کوئی چیز چورا کر نہ لیجاؤں۔

راڈرک۔ میں یقین سے کہتا ہوں کہ تم ایسا کوئی کام بھی نہ کرتے۔

چارلی۔ بیشک میں چور نہیں ہوں مگر لومکس کو توشبہ ہے۔

اُس کا کچھ کام کر سکتا ہوں تو کروں۔

چارلی۔ آہ مسٹر راڈی باسٹ۔ آپ کا ابھی وقت نہیں آیا کہ آپ عورتوں کو کچھ کہیں۔ مگر شاید آپ کسی اور مطلب سے ایسا کرنے کا بہانہ کرتے ہیں۔ میں یہاں غلہ کے گودام کے اوپر کے کمرہ پر ہوں

راڈرک (متعجب اوپر دیواروں کی طرف دیکھنے لگا۔ ایکایک اُسے خیال آیا اور وہ دروازہ کی طرف لپکا۔ مگر وہ مقفل تھا) اچھا اب تمہارا کیا مطلب ہے۔ تم باہر کیوں نہیں آتیں؟ اس وقت یہ واقعہ مجھے پُر اسرار شہزادی کے قصہ کی یاد دلاتا ہے۔

چارلی۔ ایسا نہ کہو۔ میں تمہارے پاس باہر نہیں آسکتا۔ کیونکہ دروازہ باہر سے مقفل ہے۔

راڈرک مقفل۔ یہ کیا ایک مددگار خاص اپنے کام کی جگہ غلہ کے گودام میں مقید ہے۔ خدا معلوم یہ کیا اسرار ہے۔ میری سمجھ میں تو نہیں آتا (یہ کہکر اوپر دیکھنے لگا کچھ سوچکر) کیا تم باہر آنا چاہتی ہو؟"

چارلی۔ (نے دراریں سے کہا) نہیں میں نہیں چاہتا۔ کیونکہ جس حالت میں اب ہوں اگر باہر آیا تو اور تکلیف میں پڑ جاؤں گا اس لیے میں التماس کرتا ہوں کہ آپ براہ مہربانی یہاں سے چلے جائیں

راڈرک میں جب تک کہ پورا حال معلوم نہ کرلوں نہیں جاؤنگا

بدقسمتی سے میرا چچیرا بھائی جو اول درجہ کا سراغ رساں ہے رات ایک موٹر کار کے حادثہ کی وجہ اب تک بیہوش پڑا ہے۔ ورنہ وہ

چلا گیا تھا۔ جو جھونپڑے میں رہنے والوں نے وقتاً فوقتاً پچھلے دروازہ
کی جانب لا ڈالا تھا۔ اور وہ اپنے کپڑے جھاڑ کر غلہ کے گودام کی
طرف مڑنے ہی کو تھا کہ اُسے زمین پر کوئی چیز نظر پڑی۔ جو شاید
اس کے پاؤں جھٹکنے سے راکھ دکوڑے میں سے باہر آپڑی تھی۔
اس نے اُسے جھک کر اُٹھایا۔ تو وہ ایک قدرے جلا ہوا سیپ
کا ٹین تھا۔ مگر بالکل ویسا ہی جیسا کہ اسٹورٹ نے باغیچہ میں دکھلایا
تھا جسے اُس نے جھٹ احتیاط سے جیب میں رکھ لیا۔ اور کہنے
لگا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اسٹورٹ کا نواب پر شبہہ بیجا نہ
تھا۔ پر افسوس اس وقت وہ بات تک نہ کر سکتا تھا۔ خیر میں
سے لیجا کر ڈپٹی کو دونگا۔ شاید وہ کچھ سمجھ سکے۔ یکایک دروازہ
کے دھپ دھپانے کی آواز آئی۔ اور راڈرک دوڑ کر ادھر چلا
کیونکہ دروازہ میں سے خط نہ نکل سکتا تھا۔ اس لئے چارلی بھاگ
کر دروازہ پر آیا۔ گو حکم نہ تھی ہر کسی طرح بھی کر کے اُکر نیچے سے
بند لفافہ کو دبا کر باہر کر دیا۔ اور یہ ہا میرے پاس ٹکٹ نہیں ہے۔
راڈرک۔ کوئی مضائقہ نہیں میں ٹکٹ دونگا۔ (اور لفافہ اُٹھا لیا)
میں یہ کیا۔ کیا تمہارا والد قید ہے۔ ہاں کیونکہ لفافہ کا سرنامہ یوں
لکھا ہوا تھا۔ "مسٹر جان ہیکٹ یہ وارم وڈ اسکربس" کا جیل خانہ
(لندن۔ مغربی۔)
بیچارے چارلی نے اول اور آخر یار جھوٹ بولا۔ نہیں نہیں

راڈرک۔ خیر اگر تم نے الحال یہاں ہی رہنا چاہتے ہو تو رہو۔ تمہاری مرضی۔ مگر کل صبح جب تم یہاں سے روانہ ہو تو کیا میں تمہارا کوئی کام نہیں کر سکتا ہوں؟"

چارلی۔ ہاں صاحب میں سیدھا یہاں سے اپنے اقربا کے پاس لندن چلا جاؤں گا۔ لیکن میرا ایک کام ہے جو آپ کریں اور وہ صرف ایک خط ہے جو آپ ڈاک میں ڈالدیں۔ میں اپنے باپ کو بھیجنا چاہتا ہوں۔ کہ میں آرہا ہوں۔

راڈرک۔ اچھا لاؤ۔ یہ معمولی کام ہے میں اُسے احتیاط سے ڈاک میں ڈالدوں گا۔

چارلی۔ تو پھر ایک پانچ منٹ صبر کریں اور یہ کہکر وہ نیچے کمرے میں چلا گیا۔ جہاں لوکس کے چھوٹے دفتر میں لفافے و کاغذ لکھنے کا سامان تھا۔ اور جتنا مختصر ہو سکا ایک خط اپنے والد کو لکھدیا اور اپنا پتہ اور ضروری باتیں اس میں ظاہر کردیں۔ اس اثنا میں راڈرک رنجیدہ ہوکر لے آپ نواب کے مددگار محافظ کو پھر ملنا نصیب نہ ہوگا (کیونکہ اول ہی روز سے اُسے کچھ قدرتی محبت چارلی سے ہوگئی تھی) وہ اپنی دھن میں ٹہلتا ٹہلتا جھونپڑے کے پیچھے چلا گیا۔ جبکہ یکایک اس کا پاؤں کسی گڑھے میں جاتا ہوا معلوم ہوا۔ قریب تھا کہ وہ گر پڑے مگر اس نے اپنے آپ کو سنبھال لیا۔ جب اُس نے ہٹ کر دیکھا تو وہ راکھ و جلے ہوئے کوئلے اور کوڑے کے اُس ڈھیر میں

راڈرک۔ کیا اس کمبخت پیلی موٹر کار کا کچھ پتہ لگا؟

بوڑھا رنیس۔ کچھ نہیں۔ پولیس اس پیلی موٹر کار کا کچھ پتہ نہ لگا سکی وہ کہتی ہے۔ کہ اس علاقہ میں سو کوس تک کسی کے پاس ویسی پیلی موٹر کار نہیں۔

راڈرک لیکن ہم چاہتے ہیں کہ اسٹورٹ خود اس راز کو دریافت کرلے اس حادثہ نے ہمارے ہیرو پر بڑا برا اثر کیا ہے۔ پھر وہ اپنے والد کو وہیں چھوڑ کر بالاخانہ پر گیا۔ اور مریض کے کمرہ کو آہستہ آہستہ کھٹ کھٹایا۔ جو فوراً آدینی نے کھولدیا۔ اور راڈرک کو اندر آنے دیا اور کہا کہ ڈاکٹر کہہ گیا ہے کہ مریض ایسا سخت بیہوش ہے کہ اس کے پاس کتنے ہی زور سے باتیں کرو اسے کچھ خبر نہ ہو گی۔ علاج یہ بتا گئے ہیں کہ صاف ہوا اچھی طرح پہنچائی جائے۔ اور برف کے پانی میں بھیگی ہوئی پٹیاں اس کی کنپٹیوں پر لگائی جائیں۔ (اسٹورٹ پلنگ پر چت لیٹا ہوا تھا۔ اس کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں۔ اور بغیر جھپکائے چھت گیری کو دیکھ رہی تھیں۔ اور سانس زور سے آجا رہی تھی۔ راڈرک نے جو آگے جھک کر مریض کو دیکھا تو اسے ذرا تعجب ہوا کہ حادثہ نے مریض پر کچھ ایسا برا اثر نہ کیا تھا۔ کیونکہ اسٹورٹ کی قدرتی رنگت میں بہت کم فرق آیا تھا۔ صرف بنگال کے مشہور ٹھگوں اور ڈکیتوں کے پکڑنے والے کی آنکھیں چھت گیری پر لگی ہوئی تھیں اور ظاہرا کسی صدمہ کے نشانات نہ تھے۔

اور یہہ کہتے ہی رونے لگی - کیونکہ یہ اول ہی دفعہ تھی کہ اس کو اپنے پیارے باپ کی بات ندامت ہوئی تھی - راڈرک نے زور سے الوداع کہا - جس کو چارلی اپنی دھن میں نہ سن سکا -

اٹھارہواں باب

بیمار کے کمرہ میں

تا سرنہ دہم پانہ کشم از سر کویش
نامردی و مردی قدمے فاصلہ دارد

دوسرے کے واسطے اپنی جان معرض خطرہ میں ڈالنا یہ حصہ خاص اسٹورٹ کا ہی تھا - راڈرک باسٹ جس وقت حال میں واپس آیا تو اس کا پہلا سوال جو اس نے اپنے والد سے کیا وہ اسٹورٹ کی خیر صلاح دریافت کرنیکا تھا -

بوڑھا رئیس - ابھی تک ویسے ہی بیہوش ہے - ڈاکٹر مٹکاف کہتے ہیں کہ مریض کے دماغ کو صدمہ پہونچا ہے - جس کی وجہ وہ شاید کئی روز متواتر بیہوش رہے - ڈینی و گھر کی خادمہ فی الحال مریض کی دیکھ بھال کر رہی ہیں - جب تک لندن سے کوئی تجربہ کار سیکھی ہوئی نرس (دایہ) آئے - جس کے واسطے میں نے عرصہ ہوا تار دیا ہوا ہے -

والے کا پتہ لگا ہے؟"

راڈرک۔ نہیں۔ مگر مجھے اس سیپ کے بٹن کا بھائی راکھ دکوئلہ کے ڈھیر میں سے جو شکارگاہ کے اعلیٰ محافظ کے جھونپڑے کے پیچھے پڑا تھا ملا ہے۔ لو یہ دیکھو۔ گو وہ قدرے دھوئیں سے سیاہ و جل بھی گیا ہے۔ مگر بالکل اسی طرح کا ہے۔ ڈینی نے بٹن کو جو ظاہرا جلی ہوئی بیکار چیز تھی۔ ہتھیلی پر رکھ لیا۔ اور گہری سوچ میں پڑ گئی ایکا ایک اُس کی پیشانی کے بل ٹوٹے۔ اُس کی چڑھی ہوئی بھویں نیچے گریں اور پھر خوش خوش ہنستی ہوئی نگاہیں راڈرک کے متعجب چہرہ کو دیکھنے لگیں۔

ڈینی۔ راڈی۔ تم نے آج ایک بہت عمدہ کام کیا ہے۔ میں بتا نہیں سکتی کہ کس طرح کہوں۔ مگر جونہی اسٹورٹ اُٹھ کر آیا میں اُسے بہت بنا دوں گی۔ ورنہ شاید تب وہ ہم دونوں کو راز میں شامل کرے گی میں خود اس بٹن کی قدر نہیں جانتی۔ لیکن کیا میں اس کو اسٹورٹ کو بتانے کو رکھ لوں؟

راڈرک۔ بیشک اور خود اُٹھ کر چارلی کے خط کو جو اُس کی جیب میں تھا۔ ڈاکخانہ میں ڈالنے چلا گیا۔ جس وقت وہ کمرہ سے نکل گیا ڈینی نے احتیاط سے بٹن کاغذ میں لپیٹ کر سنگھار میز پر رکھ دیا۔ کہ فوراً سٹورٹ کو بتلا سکے۔ مگر اب وہ اسٹورٹ کو اس کا پہنے والا بتلا سکتی تھی۔ کیونکہ جس گرد و نواح میں راڈرک کو وہ بٹن ملا تھا۔ اُس نے

شاید ان سفید پٹیوں کے نیچے پوشیدہ ہوں جو اس کی پیشانی نصف سر اور کنپٹیوں پر لگی ہوئی تھیں)

راڈرک آہ بیچارے کو کیسا صدمہ پہنچا ہے (گھر کہ خادمہ کی طرف دیکھکر بڑبڑی ہوئی) کیا مریض ہلا تک نہیں ۔؟ "

خادمہ- نہیں جناب بالکل نہیں۔ سوائے اس کے کہ ایک گھنٹہ ہوا جب مس ڈینی آئیں تھیں تو ایسا معلوم ہوا کہ اُس کی پلکیں ذرا جھپکی تھیں۔ چونکہ اب آپ دونوں صاحب یہاں ہیں۔ میں ذرا کھانا کھانوں یہ کہہ کر وہ چلی گئی۔ اور یہ دونوں بہن بھائی پاس ہو بیٹھے کچھ عرصہ اِدھر اُدھر کی باتیں کرتے رہے۔ کہ راڈرک نے اس سیپ کے بٹن کا جو نظر کے جھنڈ کے پیچھے ملنے کا ذکر چھیڑا۔ مگر چارلی کا بالکل ذکر نہ کیا۔

راڈرک- میں آج صبح ہارسٹ لاک جنگل میں گیا تھا۔

ڈینی- اور تمہاری تو سب یا تمہارا خیال سے مڈبھیڑ ہوئی

راڈرک- نہیں۔ میں نے ان میں سے کسی کو نہیں دیکھا۔ گر ڈینی میں تم سے کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ کہ میں نے ایک چیز پائی ہے جسے اگر اسٹورٹ اچھا ہوتا تو دیکھکر بڑا خوش ہوتا۔ تمہیں یاد ہے اس دن اسٹورٹ ہاتھ میں ایک سیپ کا بٹن لئے دریافت کر رہا تھا کہ وہ کس کا ہے۔؟"

ڈینی (اشتیاق سے) ہاں ہاں مجھے یاد ہے کیا تمہیں اس کے پہنے

بدل کر ابھی آئی ہے۔ وہ خوبصورت جوان عورت لائق معلوم ہوتی ہے بلکہ ہم دونوں سے بدرجہا اچھی ہے۔ اس کا نام ریڈ فرن ہے۔ ایک منٹ کے بعد دروازہ کھلا اور لانبے قد کی خوبصورت طرحدار جوان عورت فاختی رنگ کا لباس زیب تن کئے سر پر جھالردار ٹوپی پہنے جو اس کے پیشہ کو ظاہر کر رہی تھی اندر آئی۔ اور آتے ہی اس کی شفاف نیلی آنکھیں کمرے واس کے متعلق اشیاء کا جائزہ لینے لگیں۔

صاحب و سلامت کے بعد وہ آہستہ سے مریض کے پلنگ کے نزدیک گئی۔ اور ذرا تیکئے ادھر سے اُدھر رکھکر بخندہ پیشانی وینی کی طرف دیکھکر کہنے لگی۔ مس باسٹ میں آپ کو اس تکلیف سے آزاد کرتی ہوں۔ جو ہم لوگوں کے حصہ میں آئی ہوئی ہے۔ میں نے ڈاکٹر کی لکھی ہوئی ہدایت پڑھ لی ہے۔ اور مجھے معلوم ہوگیا ہے کہ اس کے آنے تک مجھے کیا کرنا ہے"۔

وینی۔ مجھے یقین ہے کہ تم ضرور ڈاکٹر کی ہدایت پر عمل کروگی اور ہمیں از حد خوشی ہے کہ مریض ہمارے ناواقف ہاتھوں سے اب تمہارے واقف ہاتھوں میں آیا ہے۔ اور یہ کہہ کر خادمہ اور وہ دونوں چلی گئیں۔

جب نرس ریڈ فرن کمرہ میں مریض کے پاس تنہا رہ گئی۔ تو اس نے اس کی پانی کی پٹیاں بدلیں۔ اور اپنا خوبصورت تھرمامیٹر نکال کر اسٹورٹ کی زبان کے نیچے رکھا۔ وقت پورا ہونے پر اسنے تھرمامیٹر

ڈینی کے دماغ کی خالی جگہ کو بھر دیا تھا جس کی اس کو ضرورت تھی
دوسرا بٹن ہارسٹے لاک جنگل میں نواب ڈی۔گورن کے اعلیٰ محافظ
کے جھونپڑے کے پیچھے کوڑے کرکٹ میں ملا تھا۔جیسا کہ راوڈی کے
بیان سے ظاہر ہوتا تھا۔بس ان باتوں نے اُسے فوراً نواب کے
اعلیٰ محافظ جیفر یومکس کی یاد دلادی۔کیونکہ جس دن اُسے وہ جنگل
سے باہر نکالنے کو آیا تھا۔وہ ایک اونی سیپ کے بٹنوں والی
واسکٹ پہنے ہوئے تھا۔ڈینی نے مریض کی طرف ہمدردی سے
دیکھا۔کیونکہ اُس نے اسٹورٹ سے وعدہ کیا تھا۔کہ وہ اس بٹن
کے مُعمّہ کو حل کریگی۔جس کو اُس نے آخر حل کر لیا۔مگر اب اُس
سے فائدہ اُٹھانیوالا اسید و بیم کی حالت میں پڑا تھا جس کی وجہ
اس کو بڑا رنج ہوا۔وہ برابر چوری چوری پادری لانگڈن سے ملتی
رہتی۔اور اس کو حوصلہ و دلاسا دیتی رہتی تھی۔بلکہ کئی دفعہ لانگڈن
نے اس کو منع بھی کیا۔کہ وہ ایسا کرنے سے باز آئے۔اس خیال
سے نہیں کہ وہ اُسے نہیں چاہتا تھا بلکہ اس خیال سے کہ خفیہ پولیس
کے آدمی اس کی ہر ایک حرکت کو تاکتے ہیں۔اور جہاں وہ جاتا ہے
اس کے پیچھے لگے رہتے ہیں۔اب جبکہ ڈینی نے اپنے چاہنے والے
کو بری (آزاد) کرانے کا راز دریافت کر لیا ہے۔تو کیا اب وہ اُس
سے فائدہ نہیں اُٹھا سکتی۔وہ اُنہی خیالات میں تھی۔کہ خادمہ نے
آکر کہا رسیکھی ہوئی نرس آگئی ہے اور اپنے کمرہ میں گئی ہے۔کپڑے

اسٹورٹ کے چوٹ لگنے کے دوسرے ہی دن اس کی حالت بہت خوفناک ہونے کی افواہیں اڑنے لگیں۔ جو کہ ہال کے تمام چھوٹے بڑے کے منہ پر تھیں۔ اس لئے اس میں کسی کو شک نہ رہا اور بوڑھے رئیس یا دینی کا تیر درد لہجہ کسی کو یقین دلانے میں کسر رکھ سکتا تھا۔ دوسرے ڈاکٹر میٹ کاف کے خیالات سے از کہ مریض کا دماغ ہل گیا ہے۔ اور وہ شاید ہفتوں اس خوفناک بیہوشی کے عالم میں رہے۔ اور جیرا سے اگر وہ بچ گیا اور ہوش بھی آیا تو اس کے دماغ اور شیرخوار بچے کے دماغ میں کوئی فرق نہ ہوگا۔ اور پھر از سر نو لکھنا پڑھنا اور اپنے دوستوں کو شناخت کرنا اسکو سیکھنا پڑیگا) سونے پر سہاگہ کا کام کیا۔ اس خبر سے پیل ہرسٹ گاؤں کے لوگ بہت رنجیدہ تھے کیونکہ باسٹ خاندان ایک شریف معزز اور باعزت خاندان گنا جاتا تھا۔ اور اس قریہ کو بنگال کے مشہور سراغ رساں سے دلچسپی ہو چکی تھی۔ خاص کر یہ سن کر بھی کہ وہ مرحوم پادری کے قتل کے معمے کو حل کرنے میں ہر طرح کوشاں تھا اگر وہ بھی ایک معمولی دیہاتی کے مانند ہوتا۔ تو شاید اتنی ہمدردی ظاہر نہ کی جاتی۔

روزمرہ کی عیادت پرسی میں مستقل آنے والا نواب ڈی گورن بھی تھا جس کے بیسیوں ملاقاتی کارڈ دروازہ کے صندوق میں جمع ہو گئے تھے۔ اور جب کبھی وہ آیا تو اس کو صرف بوڑھے رئیس ہی

کو نکالا۔ اور اس کا نتیجہ دیکھا تو از حد حیران ہوئی۔ جھٹ پونچا پکڑ اپنی نازک مضبوط انگلیاں نبض پر رکھدیں۔ اور پھر یکایک بالکل سیدھی کھڑی ہو کر غور سے کامل ۵ منٹ تک مریض کے جسم و حرکت چہرہ و بغیر جھپکنے والی آنکھوں کو دیکھتی رہی۔ جبکہ اس نے پہلی موٹر کار کے مریض میں کچھ تغیر دیکھا۔ یہ نہیں کہ کوئی حرکت ہو۔ یا سانس تک پھڑکی ہو۔ بلکہ اس کے گالوں پر گرم گرم خون کی سرخی دوڑ گئی۔ اور مس ریڈ فرن کا چہرہ لال ہو گیا۔ آیا اشتیاق یا خفگی سے۔ یا خدا معلوم کسی اور وجہ سے۔ لیکن جب اسے یقین ہو گیا کہ وہ اپنے خیالات میں صحیح ہے تو وہ اس چت لیٹے ہوئے شخص پر جھک گئی۔ اور اپنا ہاتھ اس کے کندھے پر رکھ کر ہولے سے ہلا کر اپنی سریلی آواز میں بولی۔ مسٹر اسٹورٹ آپ ایسے بیہوش ہیں جیسی کہ میں ہوں۔ گو آپ نے اس کو بڑی خوبی سے قابل تعریف نبھایا۔ اور یہ کس وجہ سے آپ ایسا بہانہ کر رہے ہیں؟"

انیسواں باب

طوفان پھٹتا ہے

راوی:- دکھانہ جوش و خروش تھا زور پر چڑھ کر
گئے جہاں سے ہیں دریا بہت اتر چڑھ کر

کر قبروں کے درمیان آہستہ مردہ چال سے جا رہی تھی کہ اُس کے کان میں کچھ آوازیں آئیں۔ اس نے گھوم کر اس طرف دیکھا تو اُسے گرجا کی ہوائی پختہ دیوار پر انسپکٹر "ماڈزلی" کانسٹبل اسکوائری اور ایک بعد (متوسط العمر خیالی بالوں والا آدمی رجسے وہ جانتی تھی کہ نواب ڈی۔ گورن کا ملازم ہے) بیٹھے ہوئے نظر پڑے۔ جہاں سے کھڑکی نزدیک تھی۔ اور گرجا کے اندرونی کمرہ کا حال معلوم ہو سکتا تھا

انسپکٹر۔ چلو فیصلہ ہو گیا۔ اگر تم اپنے بیان کی تائید میں قسم کھانے کو تیار ہو تو ٹھیک ہے۔ مگر ساتھ ہی تمہیں اس بات کا ثبوت بھی دینا پڑیگا۔ کہ تم نے یہ باتیں جو تم اب کہہ رہے ہو اول تفتیش میں کیوں نہ کہیں؟"

آدمی میں قسم کھانے کو تیار ہوں اور دوسری بات کی بابت دیکھا جاویگا۔ میں اس وقت خدا کے خوف سے ڈر گیا تھا۔ کہ یکایک پادری پر کس طرح الزام لگاؤں۔

انسپکٹر۔ تو خیر یہ وارنٹ نکال نے کے واسطے کافی ہے ہمارا کام گرفتار کر کے پیش کر دینا ہے۔ آگے جیوری جانے۔ اور وہ خدا پرست آدمی۔ میں ابھی جا کر مسٹر باسٹ سے ملتا ہوں اور وارنٹ لے کر پادری صاحب کو کھانا کھانے سے پہلے ہی زیر حراست کرتا ہوں۔ اس کے بعد تینوں آدمی دیوار کے اُس طرف غائب ہو گئے اور ڈینی جو کھڑی تھی بالکل مانند پتھر کی مورت کے ہو گئی تھی۔ یہ جو اس

سے مغز پچی کرنے کا اتفاق ہوا۔ اُس نے ڈینی کو بہت کم دیکھا اور جب کبھی وہ اُسے مل بھی گئی تو اُس نے بڑی حکمت عملی اور خندہ پیشانی سے نواب سے گفتگو کی۔ اور اکثر اس کو دروازہ تک پہنچانے بھی گئی۔ یہ اسٹورٹ کی بیماری کا اول ہی دن تھا۔ کہ ڈینی نواب کے ساتھ پھاٹک تک گئی تھی۔ جہاں اُسے یہ دیکھکر تعجب ہوا کہ وہاں حسب معمول بجائے موٹر کار کے ایک عمدہ گھوڑے کی قرمزی رنگ کی ڈاگ گاڑی کھڑی ہے۔ اور جب وجہ پوچھی گئی تو نواب نے جواب دیا۔ کہ میں اب خیال کرنے لگا ہوں کہ موٹر کار کی سواری خودنمائی اور خودپسندی ظاہر کرتی ہے۔ اس لئے میرا ارادہ اس کی سواری بالکل چھوڑ دینے کا ہے۔

نرس ریڈفرن کے آنے کے چوتھے روز ڈینی دوپہر کو گھر سے اپنے والد کا ضروری تار دینے ڈاکخانہ کو روانہ ہوئی۔ مگر وہ دراصل پادری لانگڈن کے دیکھنے کا بہانہ تھا۔ جس کو کہ اُس نے جس دن سے اسٹورٹ کے چوٹ لگی نہیں دیکھا تھا۔ جو ہال میں آنے کی ممانعت کی وجہ اسٹورٹ کی عیادت پرسی کرنے تک نہ آسکا۔ اور اُس کا پادری سے ملنا گویا اپنے دل کا حال کہنا تھا۔ کہ قاتل کا کچھ تھوڑا بہت پتہ لگ گیا ہے۔

ڈینی اپنے احاطہ سے نکل کر اس سبز گھاس کی پگڈنڈی پر ہولی جو گرجا کے ذرا نزدیک تھی۔ وہ گرجا کے بڑے پھاٹک میں سے گذر

جس کی وجہ سے اس کی امید دل پر پانی پڑ گیا۔ آخر کار اس نے
فیصلہ کر لیا کہ لانگڈن سے وہ اس دوسرے شخص کا ابھی ذکر نہ
کریگی۔ جب تک کہ اسٹورٹ خود کوئی تجویز نہ کر لے۔ وہ انہی
خیالوں میں ابھی گاؤں تک بھی نہ پہونچی تھی کہ لانگڈن آ سے
گرجا کی طرف آتا ہوا راستہ میں ملگیا۔ جبکہ اس نے پھولی ہوئی سانس
میں چند لفظوں میں مختصر طور پر ساری کیفیت جیسی کہ گرجا کی دیوار
پاس سُنی تھی اُسے کہہ سُنائی۔

لانگڈن (استقلال سے) آؤ۔ ذرا آگے چلیں۔ پیاری تم کو
اس بارہ میں حوصلہ اور ہمت رکھنی چاہئے۔ میں خوش ہوں کہ
آخر کار "چھایا ہوا طوفان پھٹ گیا"۔ اس سے اب ہوا صاف
ہو جاویگی۔ اور میں روز روز کے جھگڑوں سے چھوٹ جاؤں گا۔

ونی (بھرے دل سے ضبط کئے ہوئے) مگر کس قدر ظلم ہے کہ
ایک جھوٹی گواہی پر ایک بیگناہ عذاب میں پھنستا ہے۔ وہ خبائی پالوں
رالا کمینہ پاجی اتنا خیال بھی نہیں کرتا کہ در حقیقت اُس نے کچھ
بھی نہیں دیکھا ہے۔ اس کمبخت کو ذرا خوف خدا بھی نہیں۔

یادری۔ مجھے کسی طرح کی گھبراہٹ یا ڈر نہیں ہے۔ شاید اس
پاک بے نیاز کو اسی میں میری بہتری منظور ہے۔

ونی۔ مگر کم از کم تم ایک ہوشیار وکیل تو کر لو۔ کہ تھوڑی بہت
آسانی ہو جائے۔ اور جو اُس پاجی کے جھوٹ کو پھاڑ کر ٹکڑے ٹکڑے

اور مایوس ہو کر پتھر کے کتبے کے نزدیک بیٹھ گئی۔ اور اس کا دل انہی خیالات میں ڈوب گیا۔

پولیس والوں نے ونیز ان کے گواہوں نے اپنی دھن میں ڈیٹی کو نہ دیکھا یا اگر دیکھا بھی تو اس کا اور بادری کا کچھ تعلق نہ سمجھ کر کچھ خیال نہ کیا۔ لیکن ڈیٹی ایسی کم حوصلہ لڑکی نہ تھی کہ وہیں بیٹھی سانپ کی لکیر کو پیٹتی۔ وہ جھٹ کھڑی ہو کر گاؤں کی طرف روانہ ہوئی۔ کیونکہ اسے تو یہ کافی امید تھی کہ اس کا عاشق اپنی جان چھپانے کے خوف سے غائب نہ ہو جاویگا۔ مگر تاہم اس نے یہ ضروری سمجھا کہ قبل اس کے کہ وہ گرفتار ہو اسے خبر تو کر دے کہ وہ اپنے بچاؤ کا کچھ بندوبست کر لے۔ یا کم از کم بیخبری میں تو گرفتار نہ ہو۔ اور اس کی تسلی کر کے اسے الوداع کہہ آئے۔ یہ خیال آتے ہی اس کے دل سے اپنے والد کی خفگی کا خوف دور ہو گیا اور اس نے کہا کچھ بھی ہو وہ بیخوف اپنے عاشق کے گھر جا کر اس کی تلاش کرے گی۔ اور جب وہ گرجا سے گذر کر گاؤں کے راستہ پر لپکی جا رہی تھی۔ تو دل میں سوچنے لگی کہ آیا وہ دوسرے سراغ کی خبر کرے یا نہ۔ جو راڈرک نے دریافت کیا تھا لیکن اس سراغ پر وہ اچھی طرح قابو نہ رکھتی تھی۔ جب تک کہ اسٹورٹ اچھا نہ ہو۔ اور جس کی بابت ابھی ایک گھنٹہ ہوا ہو گا جو ترس ریڈفرن نے اس کے جواب میں کہا تھا کہ اسٹورٹ ویسے ہی بیہوش ہے

وینی۔ بہت دیر ہو گئی۔ ان باتوں سے اب کیا بھلا ہوگا۔ جب پولیس سر پر گرفتاری کا وارنٹ سے لئے کھڑی ہے۔ خداوندا مدد کر تیری کریمی کے صدقے۔ تیری رحیمی کے قربان ؎

آنکھیں تجھکو ڈھونڈھتی ہیں دل ترا گرویدہ ہے

جلوہ نیرا دیدہ ہے صورت تری نادیدہ ہے

راڈرک کی ناتجربہ کاری کی وجہ کہ اس نے اپنی بہن یا اسٹورٹ کو چارلی کا حال نہ تبلایا اور یوں ایک اور عمدہ سراغ ہاتھ سے جاتا رہا اور بدقسمتی کی تاریک گھٹا ان دونوں بیچے عاشقوں پر اور زیادہ پھیلتی گئی۔ گویا ان کی توجہ و خیال کو ایک غیر معمولی طاقت ہارسٹ لاک جنگل میں جانے کو روک رہی تھی۔

آخرکار لانگڈن نے بیقید ہو کر اس سے رخصت چاہی۔ اور وہ بھی اس خیال سے کہ کہیں وہ اسی کی موجودگی میں گرفتار نہ ہو جائے۔ اور گاؤں کے شہدوں کو فضول باتیں گھڑنے کا موقع ملجائے۔

آہ اس کے بعد جدائی ہوئی۔ یہ چند لفظوں میں کہدینا آسان ہے۔ مگر اس پر درد واقعہ کی تصویر جبکہ آنسو رواں ہوں اور دل بیکل ہو رہے ہوں۔ وہی اصحاب کھینچ سکتے ہیں جن کو کبھی ایسا واقعہ پیش آیا ہو۔

راوی۔ میں تو اپنی قلم میں طاقت نہ پاکر ایک طرف ہی ہوجانا مناسب

کردے۔ مگر آہ میرے پیارے۔ بجائے خوشی کے یہ کس قدر بڑا ہے کہ میرا باپ خود تمہارے برخلاف ہے۔ اور ہمارا دوست اسٹورٹ سخت بیمار ہے۔ ورنہ وہ تمہاری مدد میں زمین ہلا دیتا۔ جو اگر خدا کرے زندہ بھی بچا تو مدت تک کچھ نہ کر سکیگا۔ اور یکایک وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دینے لگی۔ لانگڈن کے جی میں آیا کہ وینی کو تسلی دینے کے خیال سے اسٹورٹ کا بتایا ہوا اُس سیپ کے بٹن کا قصہ کہدے۔ جس پر اُس نے اُسے رہائی کی بھاری امید دلائی تھی کہ فوراً وینی نے رونا موقوف کیا۔ اور ٹھیر گئی۔ تب بھی پادری سے اس بٹن کا ذکر کرنا خود نمائی سمجھ کر اُس سے کچھ نہ کہا۔ اُسے کیا خبر تھی کہ وینی خود اُس راز کو نوک زبان پر لئے کھڑی ہے۔ مگر کسی وجہ سے کہہ نہیں سکتی۔ جس کے کہنے پر شاید اس مصیبت کا فیصلہ ہو جاتا مگر فلک کجرفتار کو ایسا منظور نہ تھا۔

لا ایک حرف شکوہ زبان پر نہ چرخ کا
بھیج اس ستم شعار کمینے پہ چار حرف

پادری۔ ہاں میں تمہیں ایک بات کہنا بھول گیا۔ شاید اس کا بھی واردات قتل سے کچھ تعلق ہو۔ اس یادگار اتوار کے دن گرجا میں داخل ہونے سے پہلے میں نے ایک اجنبی لڑکے کو قبر کے پاس دیکھا تھا جسے میں نے اُس سے پہلے کبھی دیکھا تھا نہ پھر کبھی دیکھا۔ وہ ظاہرا تو بے ضرر معلوم ہوتا تھا مگر اچھا ہوتا جو میں اسکا اسٹورٹ سے ذکر کر دیتا۔

کے پودوں کی ایک ایک قطار سیدھی زمین کے ساتھ چکر کھاتی ہوئی جا ملی تھی۔ لیکن بائیں ہاتھ کی طرف ایک پگڈنڈی جو نزدیک ہونے کی وجہ سے نوکروں نے بنائی تھی۔ بڑی گنجان تھی اس کے دونوں طرف نیمبو کے درختوں اور پھر اس پر ز...جنگلی بیل نے چڑھ کر اچھا خاصہ سرنگ کا سا نقشہ بنا دیا تھا۔

وینی فرڈ باسٹ لانگڈن ٹریسنگھم کی گرفتاری کے دن دوپہر کے بعد اس سڑک سے گاؤں کی طرف جاتی ہوئی گذری۔ مگر جونہی وہ قلعہ لائکلور کے پھاٹک کے پاس پہنچی تو ٹھہر گئی۔ اور سڑک پر اپنے آگے پیچھے مڑ کر دیکھنے لگی۔ اور جب اطمینان ہو گیا کہ کوئی نہیں دیکھ رہا تو وہ چپکے سے پھاٹک میں گھس پگڈنڈی کی راہ جلد جلد قلعہ کی طرف جانے لگی۔ اس کے فرحت بخش خوبصورت چہرہ کے پسینے سے تر گال (جو سرخ ہو گئے تھے اور اس کی لال سوجی ہوئی آنکھیں ظاہر کر رہی تھیں کہ انہیں نیند نہیں ملی) بتا رہے تھے کہ وہ کسی ضروری کام کو جا رہی ہے۔

اسی دن صبح کو پادری لانگڈن اس کا عاشق علاقہ کے جمع شدہ مجسٹریٹوں کے اجلاس میں پیش کیا گیا۔ (جس کے درمیان اس کا والد بھی تھا) اور جنہوں نے اسے ایک ہفتہ کے واسطے بلا ضمانت پھر حوالات میں بھیجدیا۔ اور پیشی کی لمبی تاریخ دیدی کیونکہ ایسے معزز خاندان کے بچے کے واسطے کوئی ایسا اور ذریعہ

سمجھتا ہوں ؎

ہے ہمارا سا جفاکش کون زیرِ آسماں ہر جفائے آسماں پر ہر طرح شاکر ہیں ہم

بیسواں باب

(نیلے رنگ مہمان خانہ میں)

زاہد بہ نماز و روزہ ضبطے دارد عاشق بہ مئے دو سالہ ربطے دارد

معلوم نہ شد کہ یار سر در زِ کیست ہر کس بخیالِ خویش خبطے دارد

قلعۂ لانکلور میں داخل ہونے کا بڑا پھاٹک ایک تنہا گوشہ میں سڑک پر واقع تھا۔ جہاں ارد گرد کھیتی باڑی یا کسی کسان کی جھونپڑی نہ تھی۔ اگر کچھ تھا بھی تو وہ دربان کا اندر ایک طرف کچھ جھونپڑا تھا۔ جو کسی وقت اچھی حالت میں ہوگا۔ مگر آج کل اس کا ویران ہوتا ظاہرا اُس کو غیر آباد بتا رہا تھا۔ یہاں سے قلعہ کی عالیشان عمارت کو پہنچنا نصف میل کی سرخ پختہ سڑک کو جس کے دو رویہ ہری مہندی کے قطار دار درخت لگے ہوئے تھے۔ جو زمین سے کم از کم پانچ فیٹ اونچے تھے۔ جن کی یکساں قلم ہونا مالی کی اعلیٰ لیاقت ظاہر کر رہا تھا۔ طے کرنا پڑتا تھا مہندی کے درختوں کے پیچھے سبز مخملی گھاس کے میدان دونوں طرف چلے گئے تھے۔ جن کے ساتھ ہی بڑھیا زرد گلاب و دیگر اعلیٰ اقسام

اس سے پہلے کوئی کہتا کہ قلعہ لانکلور جاکر نواب سے ملاقات کرا تو شاید وہ ضرور بڑا بھلا کہتی۔ مگر اب جبکہ اسکے سچے عاشق نے اس کے دل پر قبضہ کرلیا تھا۔ اور صرف اپنے ہونے والے خاوند کی خاطر احتیاط سے قلعہ جانے میں اُسے اس جلتی ہوئی دھوپ میں بڑی دور کا چکر کاٹنا پڑا تھا۔ وہ کسی سے کہہ کر بھی نہ آئی تھی۔ کہ وہ کہاں جارہی ہے۔ کیونکہ اگر وہ کہتی بھی تو کوئی یقین نہ کرتا۔ کہ وہ اکیلی نواب سے واردات کی بابت جھگڑا کرنے جارہی ہے۔ جونہی وینی نے قلعہ کا برج جس پر جھنڈا لہرا رہا تھا۔ اور فصیل پر آدمی ٹہلتا تھا۔ دیکھا تو اس کا دل خوف زدہ ہوگیا۔ فصیل پر پہرہ لگانے سے نواب کا یہ مطلب تھا کہ اُسے اول ہی معلوم ہوجایا کرے کہ آنیوالا اُس کا دوست ہے یا دشمن۔

چنانچہ جیسے ہی اس پہرہ دار نے وینی کو دیکھا اس نے ایک قسم کا بگل پھونکا۔ اور دوربین لگاکر اُس کو دیکھنے لگا۔ پھر یکایک فصیل سے غائب ہوکر تھوڑی دیر بعد واپس آگیا۔ اور حسب معمول جھنڈے کے نیچے اپنا پہرہ دینے لگا۔

وینی (اپنے دل میں) شاید نواب نے یہ پہرہ دار اسوجہ سے مقرر کیا ہے کہ جس سے اُسے نہ ملنا ہو اس سے یہ کہدے کہ نواب موجود نہیں۔ جب وہ قلعہ کے دروازہ کے نزدیک پہنچی۔ تو اس کا دل دھڑکنے لگا کہ کہیں اُسے نواب یہاں قید نہ کرلے۔ مگر وہ اپنے اس خیال پر

نہ تھا کہ مقدمہ کی ہر کارروائی بڑی آہستگی اور خوب چھان بین سے کی جائے۔ گو علاوہ کھاری جرم کے موقع کی گواہی موجود نہ تھی۔ وہ نیا گواہ جو پیش ہوا تھا۔ ڈوبیلین کونٹ نامی نواب گورنر کے کوچوانوں میں سے تھا۔ جو عجیب الخلقت آدمی معلوم ہوتا تھا۔ اور جس کا بیان تھا کہ اس نے بچشم خود کلاں پادری کو لانگڈن ڈرنیگھم کے ہاتھوں مہلک ضرب لگتے دیکھا ہے۔ جبکہ وہ اسوقت گرجا کے احاطہ کی دیوار پر چڑھکر بڑھ کے پرانے درخت کے تنہ سے گلہری کے بچے نکال رہا تھا۔ اس نے کھڑکی سے جو اندرونی کمرہ میں کھلتی تھی یہ واردات دیکھی تھی۔ اور دیر کی وجہ یہ بیان کرتا تھا۔ کہ وہ پادری کے برخلاف کچھ کہنے سے ڈرتا تھا۔

مجسٹریٹ۔ اور آخر تمہیں کس بات نے گواہی دینے پر مجبور کیا۔

گواہ۔ حضور مجھے رات بھر نیند نہ آتی تھی۔ اور میں خوف کھا کھا کر اوٹھ بیٹھتا تھا۔ کیونکہ میں گناہ کر رہا تھا جو قاتل کو چھپا رہا تھا۔ آخر لاچار ہو کر مجھے حاضر ہونا پڑا۔ (چونکہ مجرم کو اس مرتبہ حاضر نہیں کیا گیا تھا۔ لہذا گواہ سے کوئی جرح نہیں ہوئی۔ اور تاریخ ایک ہفتہ آگے کی پڑ گئی)۔ جون کے مہینے کی دوپہر ہے۔ اور ونیی پوشیدہ طور پر قلعہ لانکلور کو جاتی ہے۔ یہ اس سیپ کے ٹبن کے راز کی بابت اپنے عاشق کی خاطر نواب سے مستقل طور پر لڑنے جا رہی ہے اگر

جبکہ وہ اپنے ارادہ میں ویسے ہی مستقل تھی۔ نواب کی خوشامدی باتوں اور ہنستی آنکھوں کے علاوہ ایک عجیب قسم کی حیرانی نواب کو گھیرے ہوئے تھی۔ دیکھنے سے باز نہ رہی۔

ونی -(اُس کرسی پر بیٹھکر جو نواب نے اس کے واسطے لا رکھی تھی) ہاں نواب صاحب میں اس امید پر آئی ہوں کہ آپ میرے واسطے کچھ کر سکیں گے اور آپ کے امکان میں ہوا تو آپ ضرور میری امداد فرمائیں گے۔ میرا خیال گرجا کے قتل کی طرف ہے جس نے کہ ہفتوں سے ہم سب کو ناخوش کر دیا ہے۔

نواب - جو اب تک شل تصویر خوبصورت مخملی کوٹ و نیکر باکس پہنے کھڑا تھا۔ اپنے ملاقاتی کے سامنے بیٹھ گیا۔ اور کہا اچھا آپ مجھسے اپنا مطلب بیان کیجئے۔

ونی (ہمت سے) لیجئے سنئے مجھے شروع سے کہنا چاہئے کہ گو لانگڈن لٹر تینگھم کے برخلاف آپ کے نالائق و بیوقوف کوچوان نے شہادت دی ہے۔ مگر وہ بالکل بے گناہ ہے۔ میرے چچیرے بھائی اسٹورٹ کا شک کرنا صحیح تھا۔ کیونکہ پادری ہنیڈیل کے قتل کی بابت ایک عمدہ سراغ ملا ہے۔ اور جب پر وہ بدقسمتی سے بوجہ اس کمبخت موٹر کار کے حادثہ میں زخمی ہونے کے کوئی رائے نہ قائم کرسکا ورنہ اُسکے لئے قاتل کا دریافت کر لینا کچھ مشکل نہ تھا۔

نواب - ہاں اس پر ورد حادثہ کا بڑا افسوس ہے۔ (لیکن پہلی موٹر کا

جلد غالب آگئی اور آگے بڑھی چلی گئی۔

جونہی وہ بھاری اور تمام لوہے جڑے ہوئے دروازہ پر پہنچی تو اُسے کھلا ہوا پایا۔ یہ اندر چلی گئی۔ اور گھنٹی کے پاس پہنچی ہی تھی۔ جو ایک بوڑھا خانساماں نفیس لباس پہنے آحاضر ہوا اور جھک کر آداب بجالایا۔

وینی۔ کیا نواب ڈی۔ گورن صاحب گھر میں ہیں؟"

خانساماں۔ جی حضور نواب صاحب اندر ہی تشریف فرما ہیں اور آپ مس باسٹ صاحبہ مہمان خانہ میں تشریف رکھیں وہ ابھی آتے ہیں۔

یہ کہہ کر وہ آگے ہولیا۔ اور وینی اس کے پیچھے پیچھے۔ اس سجی ہوئی بیٹھک (ڈرائنگ روم) میں گئی کہ جس کو اس نے عرصہ سے جب سے پادری لانگڈن مشرق میں چلا گیا تھا نہ دیکھا تھا۔ خانساماں نے باہر جاکر دروازہ بند کیا ہی تھا کہ نواب ڈی۔ گورن اندر داخل ہوا۔ اور کورنشات بجالایا۔

نواب (اس کے پھیلے ہوئے ہاتھ پر جھک کر) میری پیاری مس وینی آپ کی یہ از حد عنایت و شفقت ہے۔ جو یہاں آنے کی تکلیف گوارا کی۔ میں سمجھ سکتا ہوں کہ اگر میں آپ کی کسی خدمت لایق نہوتا۔ تو آپ کبھی یہاں اتنی دور اس دھوپ میں نہ آتیں اور جس کے کہ بجالانے میں مجھے نہایت خوشی ہوگی۔ (وینی)

پیارے لانگڈن کو جس سے میں محبت کرتی ہوں زیادہ رسوائی و تکلیف سے بچائیں۔

نواب نے فوراً ہی جواب نہ دیا۔ بلکہ اٹھکر زور سے نزدیک کی گھنٹی بجائی جس کے جواب میں وہ بوڑھا خانساماں اسقدر جلدی آیا کہ جیسے پس پردہ ہی کھڑا ہو۔ جس کو وینی دیکھکر خوف زدہ ہو گئی۔ بوڑھے کے چہرے کی جھریاں اب زیادہ گہری ہو گئیں تھیں۔ اس کے و نواب کے درمیان آنکھوں ہی آنکھوں میں باتیں ہوئیں۔

نواب گلیسٹر چائے بھیجدو۔ (اور جیسے ہی بوڑھا جانے لگا اسے ٹھیرایا اور کہا) آج شام کو میرے دوست آرہے ہیں۔ بس تم سب جلدی مل کر اس شرقی رخ کے نشستی کمرہ کو عمدگی سے سجا دو۔

خانساماں۔ بہت اچھا۔ مگر حضور مہان صاحب کس وقت تشریف لاویں گے؟"

نواب اپنی گھڑی کی طرف دیکھتے ہوئے ایک گھنٹہ بعد مگر خیال رکھنا کہ مہان کی خاطر تواضع میں کوئی کسر باقی نہ رہے۔

بوڑھا خانساماں آداب بجا لا کر چلا گیا تو نواب وینی کیطرف مخاطب ہوا۔

نواب۔ مجھے امید ہے کہ آپ میرے اس دخل در معقولات کو

کا ذکر تک نہ کیا۔) (تھوڑے وقفہ کے بعد) اور کیا وہ اُس نئے سراغ کی بابت میں دریافت کر سکتا ہوں کہ جو ہمارے دوست اسٹورٹ نے دریافت کیا ہے؟؟"

وینی۔ شوق سے وہ ہی تو میں آپ سے کہنے آئی ہوں کہ وہ سراغ دربارہ سیپ کے بٹن کے ہے جو آپ کو ورا ڈی کو باسٹ ہال میں دکھایا جا چکا ہے۔ اور جس کی بابت وہ کہتا تھا کہ اگر اُس کا پہنے والا ملجائے تو مسٹر نیڈیل کے قتل کا معمہ حل ہو جائے۔

نواب (غمگین صورت بنا کر) اور وہ بیچارہ قبل اس کے کہ اپنے سراغ میں کامیاب ہو۔ خود اپنا دماغ چکنا چور کر بیٹھا۔

وینی۔ (ذرا جوش سے) درست ہے۔ لیکن یاد رہے اسٹورٹ معمولی آدمی نہیں ہے ؎

شمع کیا ہے آگے کالے کے نہیں جلتا چراغ

مگر تب سے کہ اسٹورٹ کو حادثہ پیش آیا ہے۔ میں نے ان بٹنوں کے پہنے والے کو دریافت کر لیا ہے۔ جس کو اگر میں جب اسٹورٹ نے مجھے وہ بٹن دکھلایا تھا یاد کر لیتی تو اسوقت لانگڈن ٹریسٹکر ہرگز حوالات میں نہ ہوتا۔ نواب صاحب ان بٹنوں کا پہنے والا آپ کا ملازم ہے۔ میں اس وقت اپنے والد یا بھائی کو خبر کئے بغیر بالکل چوری سے یہاں آئی ہوں۔ کہ آپ اس بٹنوں کے پہنے والے سے اقبال جرم کرائیں۔ اور جس طرح بھی ہو للہ میرے

واسکٹ پہنے ہوئے تھا۔ اور میں اِس بات کی صداقت میں قسم کھانے کو تیار ہوں ؎

جو کہ ظالم ہے وہ ہرگز پھولتا پھلتا نہیں
سبز ہوتے کھیت دیکھا ہے کبھی شمشیر کا

نواب۔ (اپنی خفگی کو چھپا کر مہربانی کے لہجہ میں) کیا وہ بٹن آپ لے کر آئی ہیں؟"

وینی۔ نہیں وہ اسٹورٹ کے پاس ہے۔ چونکہ وہ بیہوش تھا اس لئے میں وہ لاسکی (یہاں پر بھی وینی نے اس جلے ہوئے بٹن کا ذکر نہ کیا۔ جو راڈی نے پایا تھا۔ نواب گہری سوچ میں پڑ گیا۔ اور اپنے سنہرے جڑاؤ انگلس سے کھیلنے لگا۔ مگر آنکھیں وینی کے چہرہ پر گڑائے رہا۔ کہ اتنے میں دو خدمتگار چاندی کے بڑھیا ظروف میں چاہ کا سامان لے کر آگئے۔

نواب۔ میرے خیال میں بہتر ہوگا جو میں لوکس کو فوراً جنگل سے یہاں بلوا لوں۔ جب تک وہ آئے آپ تھوڑے چاہ پی کر کچھ ناشتہ کرلیں۔ جس کی کہ آپ کو اتنی دور چلنے کے بعد واقعی سخت ضرورت ہے۔ اتنے میں وہ آجاویگا۔ اور پھر ہم دونوں آپس سے ملکر جراح کریں گے۔ اور قیاس ہے کہ ہم دونوں آپکے قبول واسطے میں کامیاب ہوں گے۔ مگر شاید آپ کو یہاں اتنی دیر ٹھہرنے کا وقت نہ ہو۔ کیونکہ آپ کے اقربا شاید میرے یہاں اتنی دیر ٹھہرنے پر آپ

معاف فرما دیں گی۔ اور ہاں میرے کس ملازم کو آپ نے سیپ کے بٹن پہنے دیکھا تھا؟"

وینی۔ میرے خیال میں اس کا نام ٹومکس ہے۔ یا جو کچھ ہو۔ وہ آپ کا اعلیٰ محافظ شکار گاہ ہے۔

نواب۔ (جس کے چہرے پر خفگی کے آثار ظاہر ہو گئے تھے) وہ آدمی جس کے بارہ میں مجھے بڑے بڑے رئیسوں نے سفارش کی۔ اور جس کی خدمت کی چٹھیاں اس کی لیاقت و شرافت کو ظاہر کرتی ہیں۔ مس صاحبہ شاید آپ کو آدمی کی شناخت میں غلطی ہوئی ہو۔ ورنہ ہارسٹ لاک جنگل میں تو کسی کو جانے کی اجازت ہی نہیں۔ اور اس کی اتنی خبرداری کی جاتی ہے کہ حد سے زیادہ۔ میں نہیں سمجھ سکتا کہ پھر آپ کو بٹن وہاں کس سے ملا۔ اس حالت میں وینی نے نواب کو ساری کیفیت سے مطلع کرنا مناسب نہ سمجھا۔ کہ کس طرح راڈرک سے کر آیا۔ لیکن اگر وہ ایسا کہدیتی تو وہ راڈرک کے بغیر اجازت جنگل میں جانے پر سخت غصہ ہوتا۔ اور یوں بجائے فائدہ کے نقصان ہوتا۔ اور اس کا اصل مطلب فوت ہو جاتا۔ اس لئے اس نے گفتگو کا پہلو بدل کر یوں کہا۔

وینی۔ میں اس دن سے جنگل میں نہیں گئی ہوں کہ جس دن سے مجھے ممانعت کی گئی تھی۔ مگر مجھے اب بھی یاد ہے کہ جس دن ٹومکس مجھے جنگل سے باہر نکالنے آیا تھا وہ ان سیپ کے بٹنوں والی

پر اچھا رحم کرے۔

نرس۔ آمین میں اپنی طرف سے ہر طرح کوشاں ہوں (اور سینی کی طرف دیکھنے لگی)

راڈرک۔ (جی میں شاید نرس کو بھوک لگی ہے۔ اس لئے اس نے زور سے کہا) آہ! ہم سب جانتے ہیں۔ بیمار اگر خدانخواستہ گذر گیا تو بیشک تمہارا اس میں کوئی قصور نہ ہوگا۔ اور یہ کہہ کر وہ چلا گیا۔

جب دروازہ بند کیا گیا تو نرس نے اُسے اور مقفل کردیا اور جب مڑی تو اُس نے دیکھا کہ اس کا بیمار پلنگ پر بیٹھا ہوا تھا اور مسکرا رہا تھا۔

اسٹورٹ۔ اس مہلک کام میں ابھی تک کوئی ترقی نہیں ہوئی دوسرے مجھے اس کو چراغ کو دھوکہ میں رکھنا بڑا ضروری ہے

نرس۔ سینی کا کھانا دو حصوں میں کرتے ہوئے جواب دیا اگر تم کامیاب ہو گئے تو تمہیں یہ لڑکا ہی اول مبارکباد دینے والا ہوگا اور ساتھ ہی نصف کھانا لیجا کر اس کے سامنے رکھدیا۔ جو بھونی ہوئی مرغی تھی۔ اور جیسے وہ ایک تندرست کی طرح کھانے بیٹھ گیا۔

اسٹورٹ۔ تو تم کو اس کامیابی کی نسبت بہت امید ہے۔

نرس۔ میز پر جاکر اپنے حصہ کا کھانا کھاتے ہوئے۔ ہاں مجھے

دوسری نرس کا منگوایا جانا معلوم ہوا تو اس نے منظور نہ کیا اور کہا میں اکیلی ہی اس معاملہ کو آخر تک پہونچاؤں گی۔ جونہی اس نے سینی کو بیمار کے کمرہ کے باہر میز پر رکھا۔ ویسے ہی نیچے بڑے کمرہ میں رات کے کھانے کی گھنٹی بجی۔ تو راڈی اپنے کمرہ سے نکلا اور برآمدے میں ہو کر جانے لگا۔ تو اس نے نرس سے پوچھا آج دن بھر اسٹورٹ کیسا رہا؟"

نرس۔ ویسا ہی ہے کچھ فرق نہیں ہوا۔

راڈرک۔ کیا میں اُسے ایک نگاہ دیکھ سکتا ہوں؟ بھائی کی محبت بھی عجیب چیز ہے۔

نرس ریڈفرن کا فاختی رنگ کا گون آہستہ سے بیمار کے کمرہ میں گھسٹتا ہوا گیا۔ اور پھر واپس آیا صرف ایک سکنڈ مسٹر راڈرک اور یہ کہکر وہ سینی لئے ہوئے پھر بیمار کے کمرہ میں گئی۔ اور اُسے ایک کھڑکی میں رکھکر بولی دیکھو صبح سے جب سے تم دیکھکر گئے ہو ایک انچ اِدھر اُدھر نہیں ہے

راڈرک پنجوں کے بل بیمار کے پلنگ کے نزدیک گیا۔ اور ہمدردی سے اپنے ہیرو کے خاموش اور بے فکر چہرہ کو دیکھا۔ (جو مثل پتھر بیحس و حرکت پڑا تھا۔ اور اس کی آنکھیں ویسے ہی چھت گیری پر لگی ہوئی تھیں) اور کہا نرس کیا یہ بالکل اچھا نہ ہوگا؟ یہ تو بالکل ویسا ہی معلوم ہوتا ہے جیسا گھر میں لایا گیا تھا۔ خدا اس

کہ پادری جوزف نیڈیل سے کہے کہ وہ اب اچھا ہے۔ جولیکا یک اس نے پادری کے کوٹ کی آستین پر پیلے رنگ کا دھبہ دیکھا۔ اور جس کے دیکھتے ہی اُسے یہ سوجھ گیا کہ چند دن بیہوش رہکر اس بدمعاش نواب اور اس کے چیلوں کے ہتکنڈے دیکھ لے۔ اور وہ بدمعاش بھی اُسے لاچار سمجھ کر بیخوف ہو کر جلدی سے اپنا مجوزہ کام (فریب) عمل میں لائیں۔ اسٹورٹ تو مشعل کا اشارہ دیکھتے ہی سمجھ گیا تھا کہ عنقریب کوئی چال ہونے والی ہے آخرکار اُس نے زخمی چیتے کی مثال پر عمل کیا۔ جو بعض وقت اپنے شکاری کو دھوکہ دینے کو مردہ ہو جاتا ہے۔ لیکن جونہی شکاری دھوکہ کھاکر قریب پہونچتا ہے وہ اس پر جست کر کے ٹوٹ پڑتا ہے۔ اور اُسے چیرڈالتا ہے۔ اُس نے اپنی بیہوشی میں ڈاکٹر کو تو اچھا خاصہ دھوکہ دے لیا۔ مگر جب اُس کی بیحد بھوک نے اُسے مجبور کر دیا تھا۔ کہ وہ اپنا راز فاش کر دے۔ کہ اتنے میں نرس ریڈفرن آگئی۔ اور اس کے حسن و اخلاق نے اس کا راز ڈھانپ لیا۔ جس نے آنے کے پانچ منٹ بعد ہی معلوم کر لیا تھا کہ حضرت دم کھینچے ہوئے ہیں۔

جبکہ اسٹورٹ نے بھی اُس ہوشیار نرس کو زیادہ دیر دھوکہ میں رکھنا مناسب نہ سمجھا۔ بلکہ اس کی عقلمندی سے اپنے ارادہ میں فائدہ اٹھانا چاہا اور نرس سے شروع سے آخر تک پادری کے قتل کی واردات کا حال کہدیا۔ جس کا کہ اُس کو قدرے سراغ ملا

امید ہے اگر میں یہ نہ جانتی کہ تم ایک ہوشیار اور عمدہ آدمی ہو تو میں تمہیں ہرگز تمہارے اس بہانہ وچالاکی میں مدد نہ دیتی۔

اسٹورٹ۔ تمہارا یہ کہنا مجھے اس بات کے کہنے پر مجبور کرتا ہے کہ یہ صرف تمہاری بدولت ہے۔ جو مجھے اپنے ارادہ میں کامیابی ہو گئی۔ جو اور کسی صورت میں ممکن نہ تھی (اور کھڑکی پر سینی کی طرف دیکھ کر کہا) اور میں تمہیں یہ کہنا تو بھول ہی گیا کہ تمہارے آنے سے پہلے مجھے از حد بھوک لگی ہوئی تھی۔ خیال تو کرو بھلا چوزہ کی یخنی کے چند چمچے جو میرے بند دانتوں کو کھولکر ڈالے گئے تھے کب تک مجھے تسلی دے سکتے تھے۔

نرس۔ خاموشی کا اشارہ کرتے ہوئے۔ تم نے اپنی بھوک کو میری نیک نامی کے خرچ پر سیر کر لیا ہے۔ میرا وہ آدمی کا کھانا روز نا گفتا اس گھر میں یادداشت رکھے گا۔ کہ نرس بڑی پیٹو تھی۔ جب تک کہ آخر میں تم اس بات کی صفائی نہ کردو۔

اسٹورٹ۔ بیشک میں اس بات کی کوشش کروں گا۔ کہ تم پر کوئی الزام نہ آئے۔ (یہ دونوں آپس میں ایک دوسرے کو اچھا جاننے لگے تھے۔ اور جس کی وجہ سے ایک دوسرے کو آپس میں پسند بھی کرنے لگا تھا۔ جیسے کہ نرس نے اسٹورٹ کی مصنوعی بیماری معلوم کر لی تھی۔ کیونکہ موٹر کار کے حادثہ کا بیمار جونہی اس کو شکرم میں ڈال کر گھر لانے لگے۔ تو فوراً ہوش میں آگیا تھا۔ اس نے سر گھمایا

اسٹورٹ۔ بخدا تم بھی مجھسے کچھ کم ہوشیار نہیں ہو۔ اس بات کے معلوم ہو جانے نے میرے سراغ میں اور مدد دیدی ہے۔

نرس۔ میری دریافت بھلا آپ کو کیا مدد دے سکے گی۔ میں ڈاکٹر تم سُراغ رساں۔ تمہارے پیشہ میں بند آنکھیں کرکے جانا پڑتا ہے اور میرے پیشہ میں آنکھیں کھول کر۔

اسٹورٹ۔ تمہیں میرے پیشہ کی کیا خبر۔ کیا تم جادوگرنی ہو؟“

نرس۔ بالکل ویسی نہیں۔ مگر میں نے اپنے چچا کرنیل ریڈ فرن سے جو دیسی پلٹن میں کتھے تمہاری تعریف سنی تھی۔ علاوہ اس کے شاید تمہیں خبر نہیں کہ تمہارے کارنامے اکثر اخباروں میں بھی چھپے ہیں۔“ اس کے بعد آسے کوئی تکلیف نہ ہوئی۔ نرس ریڈ فرن نے بدل وجان کوشش کرنا منظور کر لیا۔ جو آسان کام نہ تھا جبکہ کوئی نہ کوئی بیمار کو دیکھنے آتا ہی رہتا تھا۔ پھر اس کو باورچی کو ملانا پڑا کہ کھانا زیادہ بھیجے کیونکہ وہ بہت کھاتی ہے۔ دوسرے وہ کام کے بہانے گاؤں میں جاتی۔ اور اسٹورٹ کے واسطے خیر۔ سکٹ جام یعنی مربہ بلکہ وسکی شراب تک خفیہ طور پر خرید کر لاتی۔ کیونکہ اسٹورٹ کو چرٹ پینے کی بڑی عادت تھی۔ جسے انشار ارنکی وجہ وہ کسی طرح پورا نہ کر سکتا تھا۔ اس لئے بجائے اس کے تھوڑی شراب پی لیا کرتا تھا۔ جس دن نرس ریڈ فرن آئی تو سبھی کہ اس کا مریض اپنی مصنوعی بیہوشی سے دو چار روز میں

تھا۔ اور اب مجھے جس سراغ کو وہ ترقی دیئے جارہا تھا کہ موٹر کار کا حادثہ پیش آیا۔ جو صرف اس لئے عمل میں لایا گیا کہ مجھے جان سے یا کسی اور طرح ہاتھ پاؤں سے معذور کر دیا جاوے کہ اپنی تجویز میں ناکامیاب رہوں۔ اور موٹر کار کو خصوصیت سے پیلا رنگا گیا تھا کہ پہچانی نہ جاسکے۔ مگر اس نے یہ نہ بتلایا کہ وہ کون لوگ ہیں جو اس کے برخلاف ہیں۔ یا اس کا کن پر شبہ ہے۔ اس نے بہت سہولت کے ساتھ گذشتہ واقعہ کو دوہرایا۔ اور ڈ ایلائیس ریڈ ترن" بستر پر سے اُٹھکر اس کپڑوں کے ڈھیر کے پاس گئی (جو اسٹورٹ نے اس حادثہ کی رات پہنے تھے۔ اور جو نرس نے اول رات ہی اتروا کر ایک طرف رکھدئے تھے) اور جن کو دیکھنے پر اس نے ایک پیلا داغ اسٹورٹ کی آستین پر معلوم کیا۔ جس کو کھڑکی کے پاس روشنی میں جو دیکھا۔ تو وہ ملتانی مٹی تھی۔ جس سے کوئی چیز جس قدر جلد رنگی جاسکتی تھی۔ اسی قدر جلد دھوئی بھی جاسکتی تھی۔

نرس۔ مسٹر اسٹورٹ تم اپنی یہ مصنوعی بیہوشی قائم رکھو میں ہر طرح اس کے نبھانے میں تمہاری مددگار رہوں گی تمہارا قیاس اس موٹر کے خصوصیت سے رنگے جانیکا درست ہے کیونکہ موٹر کار کچے رنگ ملتانی سے رنگی گئی تھی۔ جو رنگنے کے نصف گھنٹہ بعد ہی اپنی اصلی صورت پر آگئی ہوگی۔

کو گرفتار کراکر اپنا ایک داؤ چلا لیا۔ اب میری باری ہے ؎

با بداں یار باش جانیکاں نکو

ہمائے گل گل باش جائے خار خار

لیکن میرے خیال میں ہم کو ابھی اس سازش میں ممبر بڑھانے چاہئیں۔ ع دو دل یک شود بشکند کوہ را۔ کم از کم وینی باسٹ کو اپنے اعتبار میں اور لینا چاہئے۔ کیونکہ میرے یہاں لیٹے رہنے پر بھی اُس نے وہ سراغ لگایا ہے جسے میں شاید مہینوں میں نہ لگا سکتا۔ اور وہ سراغ فوراً لانگڈن کو بچا سکتا تھا۔ مگر دیر ہو گئی تھی۔ اور وقت نہ رہا تھا۔ بچاری وینی فرڈ کو لانگڈن کے بچانے کا جو حق ہے وہ مجھکو یا تم کو نہیں۔ کیونکہ یہ ایک راز ہے وینی پادری کو چاہتی ہے۔ اور اُن کی خفیہ منگنی بھی ہو گئی ہے۔

نرس نے جب ایک عورت کا اور شامل کیا جانا سُنا تو اسکا چہرہ غمگین ہو گیا۔ اور اس کی آنکھیں نیچے جھک گئیں مگر جونہی یہ سنا کہ اس کی منگنی ہو گئی ہے تو اس کی ناراضگی ہمدردی سے بدل گئی اور کہا۔ بیشک تم بخوشی اُسے شامل کر سکتے ہو۔ اُسے تو اول ہی سے اس راز میں شامل ہونا چاہئے تھا۔ اور جب اُسے یہ معلوم ہوگا کہ تم بیکار نہیں لیٹے ہو۔ بلکہ اُس کے عاشق کی رہائی کی کوشش میں ہو تو وہ ازحد خوش ہو گئی۔

اسٹورٹ۔ تم جاکر اُسے ابھی یہاں بلا لاؤ۔ کیونکہ کچہری کی کاروائی

آٹھ کھڑا ہوگا مگر لانگڈن کی گرفتاری نے بھی اس پر کچھ اثر نہ کیا۔ اور وہ بےحس و حرکت پڑا رہا۔ کیونکہ روزمرہ بلکہ ہر وقت کا حال اس کو نرس کے ذریعہ معلوم ہوجایا کرتا تھا۔ جب وقت نرس نے لانگڈن کی گرفتاری اور "ذو بلیں کونٹ" کی شہادت کا ذکر کیا تو بڑی بے توجہی سے سُنا۔ یہ نرس کو بُرا معلوم ہوا۔ کہ یہ کیا وجہ ہے جو مجھپر ہر طرح اعتبار نہیں جاتا۔ جب کہ اسٹورٹ کی تیزبین آنکھیں فوراً تاڑ گئیں۔ اور اُس نے نرس کو اپنے قریب بلا کر کہا۔

اسٹورٹ۔ تم لانگڈن کے مقدمہ میں میری دلچسپی لینے کی وجہہ معلوم کرنا چاہتی ہو۔ کیوں نہیں؟ اب انکار نہ کرو۔ اچھا لو سنو لانگڈن بالکل بیگناہ ہے۔ اور ایسا پاک و صاف ہے جیسی کہ تم ہو۔ بلکہ اس کی حراست میری تجویزوں میں مدد دے رہی ہے اور دشمن میری بیہوشی کی وجہ اپنی بدمعاشیوں میں دلیر و جلبہ باز ہو گئے ہیں۔

نرس۔ یہ سن کر میں بڑی خوش ہوئی ہوں۔ کیونکہ ایک خدا ترس پادری کا ایسے قبیح جرم میں مبتلا ہونا سخت افسوسناک تھا۔ مگر یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ تم کب اپنی تجویز کو عمل لانا شروع کروگے۔ کیونکہ میرا خیال ہے کہ شاید تم لیٹے لیٹے اس کمرہ میں اپنی تجویز کو عمل میں نہ لاسکو۔

اسٹورٹ۔ تمہارا کہنا درست ہے دشمنوں نے پادری لانگڈن

ہو گئی۔ اور اسٹورٹ حیرانی سے نرس کا منہ تکنے لگا ؎

احباب ڈھونڈھتے ہیں پریشاں ہیں رفیق
کیا جانے آج وینی کہاں کو چلی گئی

بائیسواں باب

(خطرہ ظاہر کرنے کی بندوق)

باز آمدم کہ سجدۂ ایں خاکِ پا کنم   گر طاعتے قضا شدہ من باز ادا کنم

چند منٹ تک بیمار کے کمرہ میں بالکل سکوت رہا۔ اور دونوں میں سے کوئی نہ بولا۔ "اسٹورٹ" اپنے دل میں معاملات کو تول رہا تھا۔ جبکہ "ایلالیس ریڈ فرن" اس کے اعلیٰ دماغ ہونے کی وجہ بالکل راضی تھی کہ اس کو آزادی سے اپنا کام کرنے دے۔ واقعی اسٹورٹ اپنے آپ کو ملامت کرتا تھا کہ اس نے اور باقی سب حال وینی کو کیوں نہ بتلایا۔ صرف بٹن ہی دکھا کر رہ گیا۔ اور خاصکر اس مصنوعی بیہوشی کا اس سے کیوں نہ ذکر کیا۔ اس کو شک ہوا کہ وینی اپنے جوش محبت سے مجبور ہو کر لانگڈن کی رہائی کے واسطے ویسا ہی بٹن جیسا راڈی کو ملا تھا دوسرا ڈھونڈھ نے گئی ہو جہاں اس کے ساتھ کوئی دغا کی گئی ہو۔ کچھ ہی ہو۔ اب اسے لینے کے دینے پڑ گئے۔ کہاں قتل کی واردات کی سراغ رسانی اور کہاں اب

سن کر اس کو بڑا صدمہ ہوا ہوگا۔ جب ہی تو آج وہ مجھے حسب معمول دیکھنے نہیں آئی۔ (وہ اس سوچ میں تھا اور نرس کھڑکی پر بیٹھی ہوئی باغیچہ میں گلاب کے تختوں کو دیکھ رہی تھی کہ یکایک وہ اٹھی اور اسٹورٹ کو خاموش ہونے کا اشارہ کیا) ہشت کوئی اوپر آرہا ہے۔ بس تم دیسی اپنی چھت گیری کی طرف دیکھنا شروع کردو۔ چنانچہ کوئی اوپر آتا ہوا اسٹورٹ کے کمرہ کے پاس ٹھیر گیا۔ اور آہستہ سے دروازہ پر دستک دی۔ جب نرس اپنی نزاکت بھری چال سے ایک سکنڈ میں وہاں جا پہونچی۔ اور اندر سے پکار کر بولی کیا ہے؟"

راڈرک۔ مجھے والد نے بھیجا ہے جو بےچین ہو رہے ہیں کہ دریافت کروں کیا وینی تمہارے ساتھ ہے؟ وہ دوپہر کی ہوا کھانے نکلی ہے۔ اور اب تک واپس نہیں آئی ہے۔ ہم نے سمجھا کہ شاید وہ تمہارے پاس ہو۔

نرس۔ نہیں وہ یہاں نہیں ہے۔ اور نہ ہی دوپہر سے یہاں آئی ہے۔ اور پھر اسٹورٹ کی طرف دیکھا۔ جو اب اٹھ بیٹھا تھا اور مایوسی سے دروازہ کی طرف دیکھ رہا تھا۔

راڈرک۔ تو اب ہم کو کہیں اور تلاش کرنا چاہئے میرے خیال میں وہ بخیریت ہے۔ شاید گاؤں میں کسی مریض کو دیکھنے گئی ہو (اس کے بعد پاؤں کی آہٹ نیچے جاتی ہوئی غائب

نرس۔ پلنگ کے پاس آکر مگر تم کو تو باہر جانے کی ضرورت نہ ہو گی۔ اگر رات کو مس باسٹ آ گئی۔ تو کیا اس کو بھی تم پہلی موٹر کار والوں کا ایک دانو خیال کرتے ہو؟"

اسٹورٹ۔ مجھے ایسا خیال کرنے میں کوئی شک نہیں۔

نرس۔ آہ بیچاری لڑکی سخت خطرہ کی حالت میں ہو گی۔ ہاں تم کو ضرور دوسرا بھیس بدلنا چاہیئے۔ اور یہاں ہی اسی کمرہ میں مجھے اپنا پرانہ کپڑوں کا جوڑا دیدو۔ میں نصف گھنٹہ میں دیہاتی شکاری چور کا لباس بنا دوں گی لیکن تمہارے چہرہ کی بابت؟

اسٹورٹ ہنس کر اس کے لئے تم ذرا فکر نہ کرو۔ مجھے اس کا بنانا آسان بات ہے۔ جبکہ میں نے عجیب شکلوں میں پنجاب کے دیہات میں جا کر مجرموں کو پکڑ کر انصاف کے حوالہ کیا ہے میں اپنی صورت بدلتا ہوں۔ اور تم جلدی کپڑے درست کر لو جبکہ ایک گھنٹہ کے بعد ایک پرانی پشمینہ کی ٹوپی جس پر تمام کیچڑ لگا ہوا تھا۔ اور کپڑوں کا جوڑا بھی نرس ہیڈ فرن کی ہوشیار انگلیوں نے حسب منشا تیار کر دیا تھا۔ اور جس کو اسٹورٹ پہن کر ایک اچھے خاصے بیکار دیہاتی کے لباس و شکل میں ہو گیا تھا۔

گرمی کے دنوں کی رات قریب آتی جاتی تھی۔ جب اسٹورٹ نے نرس سے کہا کہ جاؤ نیچے جا کر دیکھ آؤ۔ دینی واپس تو نہیں آئی نرس نیچے جا کر جلد واپس آ گئی۔ اور کہا کہ دینی تو نہیں آئی

وینی کا ہی کھوج لگانا پڑیگا۔ جو وہ دریافت کیا ہو اراز بھی اپنے ساتھ لے کر گم ہو گئی ہے

ایک آفت سے تو مر مر کے ہوا تھا بچنا
پڑ گئی دوسری کیسی مرے اللہ نئی

کیونکہ اس دوسرے بٹن کی بابت اسٹورٹ خود کچھ یقینی نتیجہ نہ نکال سکا تھا۔ کہتے ہیں کہ وینی ہوا کھانے گئی ہے۔ اور ابھی آتی ہو گی۔ یہ کہنے کو تو ایک آسان جلد ہے۔ مگر در اصل وینی کا گم ہونا دشمنوں کا دوسرا داؤ ہے۔ اور اب اسے یہاں لیٹا نہ رہنا چاہئے بلکہ کچھ کرنا چاہئے۔ اور وہ یہ سوچتے ہوئے یوں بے تحاشہ اٹھا کہ نرس ریڈزن ڈر گئی۔ جو دور بیٹھی ہوئی اس کے فولادی چہرہ کے اتار چڑھاؤ کو دیکھ رہی تھی۔

اسٹورٹ۔ ذرا جوش سے نرس آج رات مجکو باہر جانا چاہئے جبکہ تمہارا یہ کام ہوگا کہ تم میری غیر حاضری کو چھپانا۔ ڈاکٹر ڈن نکلنے سے بیشتر نہ آویگا۔ سو اس کا کچھ ذکر نہیں۔ باقی جو کوئی میری مزاج پرسی کو آئے اُسے صاف جواب دیدو۔ کہ مجھے جنون ہو گیا ہے۔ اور میرے نزدیک جو جاویگا احتمال ہے اُسے تکلیف پہونچے گی میں تم کو جانتا ہوں کہ تم بڑی عقلمند اور ہوشیار عورت ہو اور ساتھ ہی مجھے بھیس بدلنے کا سامان چاہئے۔ یعنی دیہاتی شکاری چور کا جوڑا۔

جن کے پہنچے تک ایک خندق بھی طے کرنا پڑتا تھا۔

اسٹورٹ کے جنگل میں جانے کی یہ وجہ تھی کہ دوسرا ٹین جھونپڑے کے نزدیک ملا تھا۔ اور یہ آتنا اُسے راڈی کی زبانی جب وہ اپنی بہن سے باتیں کر رہا تھا جس سے اُسے شبہہ ہوا کہ کہیں اُس محافظ کے جھونپڑے کو بدمعاشوں نے اپنا صدر گاہ نہ بنایا ہو۔ اس خیال سے یہ بجائے کہیں اور جانے کے سیدھا جنگل ہی کو آیا۔ جہاں اُسے یہ نہ معلوم تھا کہ آیا اعلیٰ محافظ شادی شدہ ہے اور اُس کے بچے ہیں یا وہ مجرّد ہے۔ یا اُس کا کوئی مددگار بھی ہے۔ سوائے اس حلیہ کے جو وینی نے تبلایا تھا۔ کہ بدمعاش دیوزاد لوکس سیاہ بالوں والا تھا اور ان تمام باتوں کے ہونے پر بھی اُسے شک نہ ہوا تھا کہ وہ ٹین نواب کے اعلیٰ محافظ نے پہنے ہوئے تھے۔

آخر کار اسٹورٹ ذرا سی صاف جگہ دیکھکر خندق میں اُتر کر اوپر چڑھتے ہوئے اپنے سامنے کی جھاڑیاں ایک طرف کرتا گیا لیکن وہ ابھی چند گز بھی نہ گیا تھا کہ اس کا گھٹنا زور سے ایک سخت کھنچی ہوئی خفیہ تار سے لگا۔ اور جس کے لگنے کے ساتھ ہی زور سے ایک دھڑاکا ہوا اور بندوق چلنے کی آواز آئی۔

اسٹورٹ اوہ تجھے خدا کی مار یہ تو اچھی بدشگونی ہوئی۔ اب

لیکن رئیس صاحب راڈرک و دوسرے نوکر اُسے اِدھر اُدھر ڈھونڈھنے گئے ہیں۔ بلکہ خادمہ کو بھی گاؤں بھیجدیا ہے کہ ہر ایک جھونپڑا جاکر دیکھے۔

اسٹورٹ (اپنے بھیس کو آئینہ میں دیکھکر) تو اس حالت میں جبکہ گھر آدمیوں سے خالی ہے۔ مجھے یہاں سے چلنا چاہئیے میں سامنے کی سیڑھیوں سے ہوکر کھڑکی کے راستہ باغیچہ میں اور پھر وہاں سے لیموں کے درختوں میں سے ہوتا ہوا باہر نکل جاؤنگا میں تمہیں اپنی واپسی کا کوئی وقت نہیں تبلا سکتا۔ لیکن جب وقت واپس آیا تو میں کنکری پھیکوں گا۔ جب مجھے یقین ہے کہ تم مجھے اندر آنے دوگی۔

نرس۔ آہستہ سے میں تمہارا انتظار کرتی بیٹھی رہوں گی۔

خوش قسمتی سے اسٹورٹ کو کسی نے نہ دیکھا۔ اور یہ باغیچہ میں پہونچ گیا۔ جہاں اُسے دور سے وہ لوگ جو دینی کو تلاش کرنے گئے تھے واپس آتے ہوئے معلوم ہوئے۔ تو یہ جھٹ وہیں جھاڑیوں میں چھپ گیا۔ اور جب وہ قریب سے گذرے تو ان کی باتیں سننے لگا۔ اور اُسے معلوم ہوگیا کہ اُنہیں دینی نہیں ملی۔ اور جب وہ گذر گئے تو یہ باغیچہ کی پختہ دیوار پر چڑھ باہر کود گیا۔ اور سیدھا ہارٹ لاک جنگل کے راستہ پر ہولیا۔ نصف میل طے کرنے پر وہ جنگل کی حدود پر پہونچگیا۔ جو تمام کانٹے دار اونچی جھاڑیاں تھیں

گھنے پتوں میں چھپا ہوا تھا۔ دوسرے اندھیرا بھی تھا۔ یہ صاف نہ دیکھ سکا کہ کون کون ہیں۔ یا نیچے کیا ہو رہا ہے۔ لیکن اگر وہ دیکھ نہ سکتا تھا تو بہت کچھ سن سکتا تھا۔ اسی اثنائے میں اُسے نیچے سے کسی کے ہانپنے اور دھکم دھکا کی آواز آئی۔ جس سے یہ سمجھ گیا کہ دونوں بغیر سمجھے آپس میں لڑ رہے ہیں۔ جبکہ ان میں سے ایک ہانپتا ہوا بولا۔ خدا جھوٹ نہ بلوائے تو یہ خود مسٹر لومکس ہے۔

دوسرا۔ اور تم نے کیا سمجھا تھا کہ میں کون تھا۔؟

پہلا۔ میں سمجھا تھا کہ کوئی شکاری چور ہے۔ اس لئے خطرہ کی بندوق کی آواز سن کر یہاں دوڑ آیا۔ کہ شاید میں اُسے پکڑ سکوں۔ لیکن بخدا تم نے میرے اچھے ٹکے لگائے کہ بدن سر سرا رہا ہے۔

دوسرا۔ تو شاید تم مجھے پولیس مین پر حملہ کرنے کے جرم میں گرداؤ گے؟

پہلا خوب کھل کھلا کر ہنسا۔ جس سے ظاہر ہو گیا کہ وہ دوست ہو گئے ہیں۔ اُوہ اس وقت نہیں۔ مسٹر لومکس کیونکہ تم نہ سمجھتے تھے کہ تم کس سے لڑ رہے تھے۔ اسٹورٹ کو اب صاف معلوم ہو گیا کہ وہ لوگ بغیر پہچانے لڑ رہے ہیں۔ گو یہ یقینی تھا کہ لومکس کو لوٹنے سے پہلے ہی معلوم ہو گیا تھا کہ وہ کس سے لڑ رہا ہے۔ پھر تعجب ہے

میرا جنگل میں جانا لاحاصل ہے۔ کیونکہ خطرہ کی بندوق کی آواز سے شکارگاہ کا محافظ اور اس کے مددگار خبردار ہو گئے ہونگے جس تار سے اس کا گھٹنا ٹکرایا تھا۔ وہ خطرہ ظاہر کرنے کی بندوق میں بندھی ہوئی تھی۔ (اور ایسی متعدد بندوقیں جنگل کے ہر حصہ میں لگی ہوئی تھیں) جس کے دبنے کے ساتھ ہی بندوق بھی چل گئی۔ وہ لوگ ابھی اس طرف دوڑے آتے ہوں گے۔ اب اسے خیال ہوا کہ کس طرح بچوں۔ اول اس نے سوچا کہ کھیتوں میں سے ہو کر بھاگ جاؤں۔ اس خیال سے نہیں کہ اسے اپنی جان کا خطرہ ہے۔ بلکہ اس لئے کہ راز فاش ہو جائیگا۔ اور ساری کری کرائی محنت رائیگاں جائیگی۔ یکایک اسے خیال آیا کہ ذرا چھپ جاؤں۔ شاید ان لوگوں کی باتوں سے کچھ پتہ چل جائے یہ سوچ کر وہ جھٹ نزدیک ہی ایک گنجان درخت پر چڑھ گیا اور اپنے کو پتوں میں چھپا کر موقع کا منتظر ہو بیٹھا۔

تھوڑی دیر تک تو بالکل سناٹا رہا اور سوائے مینڈکوں کے ٹرانے، چمگادڑ کے چڑچڑانے اور اُلو کے ہوہا کرنے کے اس سنسان جنگل میں کسی کا نام و نشان نہ تھا۔ کہ یک لخت اُسے کسی کے بھاری قدموں کی آواز سنائی دی۔ جو جھاڑیوں کو چیرتا اس جگہ پہنچ گیا۔ جہاں اسٹورٹ چھپا ہوا تھا۔ اسی وقت ایک آدمی سامنے جنگل میں سے آتا ہوا دکھلائی دیا۔ اسٹورٹ چونکہ

شریف آدمی ہے۔ ابھی زیادہ دن نہیں گذرے جو اُس نے مجھے مفت میں دو اشرفیاں دی تھیں۔ اور یہ بات سن کر سخت ناراض ہوا کہ اُس کے کوچوان نے گواہی دینے میں کیوں دیر کی تھی۔ بلکہ ہمیں بھی کہا تھا کہ ہوشیار رہی۔ سے کام کیا جائے۔ نواب کا یہ سلوک اُس کا رحم دل ہونا ظاہر کرتا ہے۔

محافظ۔ اُدہ بیشک ہمارا مالک بڑا فیاض اور رحیم ہے۔ اچھا تو اب مجھے قلعہ کو ضرور جانا چاہئے۔ اگر مس باسٹے سے ملنا ہے تو نواب کی کوششوں سے ملنا ہے۔ کیونکہ وہ بڑا ہوشیار ہے مجھے یقین نہیں کہ چور پھر شور برپا کرکے یہاں پھر آنے کی جرأت کرے۔ اور پھر ساتھ ہی میرے دوسرے مددگار بھی آرہے ہیں۔

کانسٹبل۔ اچھا تو میں جدھر سے آیا اُدھر ہی سے کھیتوں میں ہوتا ہوا چلا جاتا ہوں۔ مگر یہ غلطی میں ہمارا ایک دوسرے کو گھونسے مارنا بھی یاد رہے گا۔ تم نواب سے یہ ذکر کردینا۔ کہ میں بندوق کی آواز سن کر دوڑ کر مدد دینے کے واسطے عین وقت پر پہنچ گیا تھا

محافظ۔ میں اس بارہ میں دیکھ لوں گا کہ تمہاری کوشش رائیگاں نہ جائے۔ کانسٹبل کھیتوں میں ہوتا ہوا چلا جا رہا تھا۔ جبکہ لوکس اسی جگہ چند منٹ کھڑا رہا۔ اور پھر دیا سلائی جلا کر اپنا چرٹ سلگایا۔ جبکہ گھنے پتوں میں سے اسٹورٹ نے صرف لوکس

کہ اُس نے یوں واقف ہو کر کیوں کانسٹبل سے لڑائی کی لیکن اس خیال کو اسٹورٹ نے دماغ کے ایک کونے میں رکھ دیا۔ اور ان کی اور باتیں سنے لگا۔

کانسٹبل۔ شاید میں بندوق کی آواز نہ سنتا اگر میں مسٹر باسٹ کی گمشدہ لڑکی کی تلاش میں اِدھر اُدھر نہ پھرتا ہوتا۔

محافظ۔ کیوں لڑکی کو کیا ہوا؟

کانسٹبل۔ تو تو سنو۔ رئیس کی لڑکی گم ہے۔ دوپہر کو ہوا کھانے نکلی۔ اب تک واپس نہیں کی گئی اور نا ہی کسی کو معلوم ہے کہ وہ کہاں یا کس طرف گئی ہے۔ تین گھنٹے ہوئے رئیس کے نوکروں نے گاؤں کا ایک ایک گھر اور قریب کے کھیت وغیرہ ڈھونڈھ ڈالے مگر بےفائدہ کہیں پتہ نہیں۔

محافظ۔ مسٹر لارنس واقعی یہ تو بڑی رنجیدہ خبر ہے۔ اگر اس وقت اس کمبخت چور کا خیال نہ ہوتا جو یہاں ہی کہیں قریب چھپا ہوگا تو میں ضرور قلعہ جا کر اپنے مالک نواب ڈی گورن کو اس بات کی خبر کرتا۔ کیونکہ نوکروں کی زبانی معلوم ہوا ہے۔ کہ نواب صاحب مس باسٹ کو بہت چاہتے ہیں۔

کانسٹبل۔ تمہیں تو صرف نوکروں سے معلوم ہوا ہے۔ اور یہاں تو سارے گاؤں میں اس بات کی خبر ہے۔ میرے خیال میں تو تمہارا نواب کو خبر کرنا ضروری ہے کیونکہ وہ بڑا فیاض اور

قلعہ میں جاکر نواب کو خبر کریگا - اور وہ پھر بجائے ایسا کرنے کے اپنی کمین گاہ میں چلا گیا - گویا ظاہر کیا کہ نواب کو دینی سے کم ہونے کی خبر ہے - میرے وہاں جانے کی کوئی ضرورت نہیں

اسٹورٹ نے ان باتوں کو یاد کرکے دلمیں کہا کچھ ہی ہو میں تو ابھی خالی ہاتھ گھر نہیں جاتا - شاید میرا قلعہ میں جانا کچھ فائدہ کر سکے - اور یہ خیال کر ادھر وہ روانہ ہو گیا - مگر دل میں سوچتا جاتا تھا کہ اگر اس کو سیدھا نواب کے پاس جانیکا اتفاق ہوا تو وہ اس کو فوراً پہچان لیگا - تاہم بھی یہ چلا ہی گیا ؎

جذب کیسا ہے الٰہی یہ کشش ہے کسکی

پاؤں اٹھتے نہیں لیکن میں چلا جاتا ہوں

ور گیا بھی تو پچھلے راستہ اصطبل کی طرف سے سامنے پھاٹک کی جانب سے یوں نہ گیا کہ پہرہ دار اس کا لباس و حلیہ دیکھکر اسے اندر نہ جانے دیگا - اصطبل کی راہ کا دروازہ ابھی تک کھلا ہوا تھا - اور ایک دو آدمی باہر بیٹھے تمباکو پی رہے تھے جو اس کے تجربہ نے ظاہر کر دیا کہ یہ معمولی گھسیارے نہیں - بلکہ نواب کے خفیہ چوکیدار ہیں - جن کے نزدیک ہی بجلی کا ایک فانوس جل رہا تھا - اسٹورٹ مردانہ وار ان کے پاس چلا گیا جبکہ فانوس کی روشنی اس کے پھٹے پرانے کپڑوں اور چہرہ پر پڑی جس پر کہ ساٹ روز ڈاڑھی نہ مونڈنے نے اور ہی رنگ

کی لانبی ناک اور سیاہی مائل بال دیکھے - اور یہ دیکھکر حیران ہوگیا کہ اعلیٰ محافظ بجائے قلعہ کو جانے کے ہنس کر سیدھا جنگل کے وسط کی طرف چلا گیا -

تیئیسواں باب

مشرقی حصہ سے ایک پُر درد چیخ

چشم خود ہیں بند کر او چشم حق بیں کھول دو دیکھلو پھر کیا صحیح ہے اور ہے کیا کیا غلط

اسٹورٹ نے اس شخص (جس کو کانسٹبل نے لومکس ظاہر کیا تھا) کے قدموں کی آواز واپس ہوتے سنی ہی تھی کہ وہ پھر درخت کی اُس نے اُس تار کو ڈھونڈھ کر پھر خطرہ کی بندوق سے باندھ دیا جس کے درست کرنے میں اُسے قریباً پاؤ گھنٹہ لگا - جب پھر قدموں کی آواز نہ آئی تو وہ جنگل میں غائب ہوگئی - یہ دیکھکر کہ جھونپڑے کے نزدیک اب جانا ناممکن ہے وہ درخت سے نیچے اترا اور جہاں تار لگا ہوا تھا - اس جگہ کو اچھی طرح دیکھ بھال لیا - کہ اگر وہ پھر کبھی آوے تو تار کو نہ ٹکرائے - بلکہ وہ اُسے کاٹ دے اس نے وہ نشانی کر کے باہر کھیت میں نکل آیا - اسی وقت گرجا کی گھڑی نے گیارہ بجائے لیکن اسٹورٹ کو لومکس کی ان باتوں سے شبہہ پیدا ہونے لگا - کہ اوّل اُس نے کانسٹبل سے کہا کہ وہ جلد

استورٹ۔ (کپڑے اتار اور ڈرایننگ گون ایک بڑا چوغہ پہنکر) ناکامیابی سے بھی زیادہ سوائے اس کے کہ میں ایک جھوٹے بدمعاش کا سر توڑ آیا ہوں۔ مگر براہ مہربانی تم مجھے اول ایک وسکی و سوڈا دو کہ میں بالکل تھک گیا ہوں۔ اور پھر میں تمہیں سب حال اول سے آخر تک سناؤں گا۔ آہ میں اس وقت ایک جرٹ کے واسطے پچاس روپیہ دینے کو تیار ہوں۔ مگر نہیں مجھے ابھی تحمل کرنا چاہیئے۔ استورٹ نے جب اپنی پیاس بجھا کر تسلی کرلی تو آرام سے بیٹھکر ریڈ فرن سے سب حال کہنا شروع کیا کہ وہ کس طرح ہارسٹ لاک جنگل کی طرف گیا اور کس طرح وہ جنگل کی حدود کے پاس ٹھیرایا گیا۔ جبکہ لومکس کی باتیں سن کر آخر قلعہ لالکلور جانا پڑا۔ اور کس طرح سے اس نے نواب و ایک خوبصورت عورت کو تمباکو پینے کے کمرہ میں دیکھا۔

نرس۔ اور کیا میں یہ کہنے میں صحیح ہوں۔ کہ اگر تم کو مجھسے اور زیادہ حال نہ کہنا ہوتا تو مجھسے آشنا بھی نہ کہتے کہ تم مس باسٹ کو اول محافظ کے جھونپڑے میں اور بعد ازاں قلعہ میں ڈھونڈھنے گئے۔ اچھا ہوا تو اب مسٹر استورٹ کچھ مفصل حال کہو۔ شاید وہ چوہیا و شیرنی والی شکل ہوجائے۔ اور میں تمہیں کچھ مدد دے سکوں۔

استورٹ۔ تم غلطی پر ہو اور صحیح بھی کہتی ہو۔ بیشک میں وینی

میرے خیال میں سمجھتا تھا کہ میں نے ڈینی کو پا لیا۔ مگر یہ تو کوئی خانگی جھگڑا معلوم ہوتا ہے۔ اور پھر وہ جھٹ موقع پا کر کہ دو بلیٹین ابھی بیہوش ہی تھا۔ قلعہ کے غربی طرف ہو باغیچہ کی دیوار پر سے کود کر بھاگ آیا۔

چوبیسواں باب

آدھی رات کا صلاح و مشورہ

جسکا چارہ نہیں دنیا میں وہ ناچار ہیں ہم
جسکا مطلب نہ بر آئے وہ طلبگار ہیں ہم

اب تک ڈینی کا کچھ پتہ نہیں۔ راڈی اور پاسٹے کو بڑی تشویش ہو رہی ہے۔

اسٹورٹ آدھی رات گئے ہال میں اپنے کمرہ کی کھڑکی کے نیچے پہنچا۔ قریباً دو بجے تھے۔ جب نرس ریڈ فرن نے بخندہ پیشانی دروازہ کھول اُس کو اندر لیا۔ اور جب وہ آرام سے بیٹھ گیا تو اُس سے کہا کہ مسٹر پاسٹ و راڈی ابھی صلاح کرتے کرتے تھک کر سوئے ہیں۔ کہ صبح تڑکے اُٹھ کر پھر تلاش شروع کریں بیحد لاچار ہو رہے ہیں۔ ہاں تم اپنی سناؤ۔ تمہیں کیا پیش آیا تمہارا چہرہ ظاہر کر رہا ہے کہ تم بھی اُن کی طرح ناکامیاب ہی آتے ہو۔

ہونے لگا۔ لیکن وہ جلد سنبھل گیا۔ اور بیان کرنے لگا کہ کس طرح لانگڈن سے بچانے کی کوشش میں گرجا کے اندرونی کمرہ میں گیا۔ جہاں الماری میں پادری کے کپڑے رکھے تھے اور جس کو کھولتے کے ساتھ ہی آسے اس میں سے تمباکو کی تیز بو آئی۔ جس سے ظاہر ہو گیا۔ کہ کسی خفیہ تمباکو پینے والے نے اس الماری کو اپنے تمباکو پینے کی جگہ بنائی تھی۔ اور اسے جب یہ معلوم ہوا کہ نہ تو مرحوم پادری اور نہ لانگڈن تمباکو پیتے تھے تو اس کا شک یقین پکڑ گیا۔ کہ قاتل کوئی اور ہی ہے جو تمباکو پیتا ہے۔

گو یہ کوئی سراغ نہ تھا۔ جب وہ اپنی اس تلاش میں تھا۔ تو اس نے گرجا کے احاطہ میں قبروں کے درمیان نواب ڈی گورن کو بڑی احتیاط سے کچھ تلاش کرتے دیکھا تھا۔ جس وقت وہ نواب سے ملا تو اس نے اس سے کہا کہ وہ زمین پر قاتل کے پاؤں کے نشان دیکھتا تھا۔ مگر نواب کی باتوں پر یقین نہ کر کے جب وہ چلا گیا تو اس نے خود وہیں احتیاط سے ڈھونڈنا شروع کیا تو خوش قسمتی سے ایک سیپ کا بٹن مل گیا۔ جو کسی کی واسکٹ میں لگا تھا۔ گو ظاہرا یہ ایک بڑا سراغ نہ تھا۔ پر میں برابر تگ و دو میں لگا رہا۔

یہ دیکھکر کہ نواب بٹن ہی ڈھونڈھ رہا تھا۔ میں نے ایک

کو دیکھنے قلعہ میں گیا۔ مگر جنگل میں۔ میں اور نیت سے گیا تھا پر
خیر قبل اس کے کہ میں کوئی قدم اٹھاؤں سب حال تمکو مفصل
تبلادونگا۔ تب وہ شروع سے اپنا قصہ بیان کرنے لگا۔ کہ وہ کسطرح اُس
قابل یادگار راتوار کو پہنچا۔ اور تمام گاؤں کو مسٹر منیڈ یبل کے قتل
ہونے کی وجہ سے گھبراہٹ اور پریشانی میں پایا۔ جبکہ وہ یونہی
بلا کسی خیال کے اس میں ہاتھ ڈال بیٹھا جس میں اُسے اول
ہی روز معلوم ہو گیا کہ لانگڈن ٹریسنگھم بیگناہ ہے۔ اور یہ کہ اس کی
اور روینی کی خفیہ منگنی ہو گئی تھی۔

نرس۔ قطع کلام کر کے۔ مگر شاید یہ تمکو تب معلوم ہوا جب تم نے اپنی
چچیری بہن سے اپنی محبت ظاہر کی؟''

اسٹورٹ۔ اوہ تم سارا قصہ تو سن لو۔ پر خیر یہ سچ ہے کہ میں نے
ایسا کیا۔ لیکن براہ خدا تمہیں یہ کس طرح معلوم ہوا۔ کہ میں اُسے
چاہتا تھا؟

نرس۔ اس کا کوئی مضائقہ نہیں کہ میں نے کیوں یا کس طرح
دریافت کر لیا۔ سوائے اس کے کہ تم اپنے آپ کو ناکامیاب
دیکھکر اپنے رقیب کے بچانے میں کوشش کرنے لگے۔

اسٹورٹ نرس کے یوں ٹوکنے میں ذرا حیران ہوا مگر اپنا
منہ ایک طرف کئے وہ قصہ کہے گیا۔ گو ایک دو دفعہ اُس نے نرس
کی پیاری آنکھوں میں کچھ ایسی روشنی معلوم کی کہ اسکا دل بے قابو

نرس۔ کیا راڈنی نے جب تم بیہوش تھے اُس بٹن کو پایا۔

اسٹورٹ۔ نرس تم بہت جلد نتیجہ پر پہونچ جاتی ہو۔ ہاں موٹر کار کے حادثہ کے دوسرے دن کی صبح کو راڈنی کو بٹن ملا۔ جو اس نے اپنی بہن کو لا کر دیا۔ جس کو وہ ہاتھ میں لے کر بڑی دیر تک سوچتی رہی۔ اور شاید آخر کار اس کے پہننے والے کو معلوم کر گئی۔ مگر چونکہ میں بیہوش تھا وہ مجھ سے تو کچھ نہ کہہ سکی کیا یہ میری بیوقوفی نہ تھی کہ فوراً ہوشیار ہو کر اس سے سارا حال نہ پوچھ لیا؟

نرس۔ نہیں اس میں تمہارا کوئی قصور نہیں تم تو دشمنوں کو موقع دیکر اور پھر ان پر یکایک ٹوٹ پڑنے کی کوشش کر رہے تھے۔

اسٹورٹ۔ اور انہوں نے ایسا ہی کیا۔ کہ اول تو صرف جھوٹی گواہی دلا کر روپیہ کے زور لانگڈن کو گرفتار کرا دیا جس کی وجہ اُس بیچاری ڈینی نے لاچار ہو کر خود اپنی جان کو خطرہ میں ڈالکر اپنے عاشق کو چھوڑانا چاہا۔

نرس۔ اور وہ چیخ جو تم نے قلعہ میں سنی تھی۔ تم ڈینی کی سمجھتے تھے۔

اسٹورٹ۔ نواب کی عیاریوں نے مجھپر اتنا قبضہ کیا ہوا تھا کہ میں سمجھا وہ اسی کی آواز تھی۔ اور یہ سمجھ چکا تھا کہ ڈینی وہیں ہے

دن آسے موقع پاکر وہ بٹن دکھایا۔ اور اس کا کچھ حال معلوم کرنا چاہا۔ مگر نواب بڑا عیار ہے ؎

نہ ٹھیک اس کی ہرگز کوئی بات مانو
جو دن کو کہے دن تو تم رات جانو

میں اُس پر قابو نہ پا سکا۔ حتیٰ کہ واقعات نے مجھے مجبور کیا کہ میں مرحوم پادری کے بھائی کے ساتھ لندن جاکر مجرموں کی تصویریں دیکھوں۔ چونکہ نواب کو میرا جانا پادری کی زبانی معلوم ہوگیا تھا۔ پس نواب نے اپنی موٹر کار کو بیلارنگ کر شکرم سے ٹکرا کر میرا فیصلہ ہی کرنا چاہا تھا۔ کچھ بزرگوں کا لیا دیا آڑے آگیا۔ اور میں خوش قسمتی سے بچ گیا۔ گویا چند منٹ پہلے میں اس کی دغا کو سمجھ گیا تھا۔ مگر لاچار تھا۔ اپنا بچاؤ نہ کر سکتا تھا۔

نرس۔ تم تو پورا مضبوط مقدمہ بنائے جاتے ہو۔

اسٹورٹ۔ اور وہ صرف شبہات پر۔ اچھا اب وینی کے گم ہونے کا سوال آتا ہے۔ وینی کو میرے بٹن کا راز معلوم تھا۔ اور جس سے میں نے کہدیا تھا کہ یہ بٹن ضرور پادری کے قاتل کا ہے اس کا بھائی جو مفصل کیفیت سے تو ناواقف تھا مگر جانتا تھا کہ ہم بٹن کے مالک کی تلاش میں ہیں۔ اسی طرح وہ بٹن بھی تھا جو کہ راڈرک جنگل میں محافظ کے جھونپڑے کے پیچھے راکھ و کوڑے میں سے اٹھا کر لایا تھا۔

اسٹورٹ۔ اپنے جوش کو روک کر کے۔ بخدا تم نے اس کڑی کو پورا کر دیا۔ جو میرے خیالات کے زنجیر میں کم تھی۔ ان حرامزادے بدمعاشوں نے ایک تیر اور دو فاختہ والا حساب کرنا چاہا۔ اوّل بڑے پادری کو قتل کیا۔ کہ اس کا ڈر تھا۔ کہ اُن کی شناخت نہ ہو جائے۔ دوسرے لانگڈن کو گرفتار کرا دیا۔ کہ وہ وینی کے حاصل کرنے میں مخل تھا۔ تیسرے وینی جو بٹن کے پہنے والے کی تلاش میں تھی اس کو روک دیا۔ شاید ساتھ ہی زبردستی شادی کرنے کا ارادہ بھی ہو گیا ہو۔ ؎

دیکھنا کل ٹھوکریں کھاتے پھرینگے انکے سر
آج نخوت سے زمیں پر جو قدم رکھتے نہیں

نرس۔ ایک بالکل اندھیری نگری کا ڈراما ایسے خاموش انگریزی گاؤں کے اسٹیج پر جو بیسیوں صدی میں کیا جاتا تعجب اور حیرت سے خالی نہیں! اور جس کا چیف ایکٹر وہ کمینہ فرانسیسی نواب ہے۔

اسٹورٹ۔ میری پیاری نرس۔ میرا سارا مقدمہ بھی قانون سے بیخوف لوگوں سے آپڑا ہے۔ جنہوں نے اپنی عیاری کا قیام گاہ اس چپ چاپ گاؤں کو بنا دیا۔ جنہیں آ نہیں اپنی چالاکیوں کے پورا ہونے کی ہر طرح امید تھی۔ اور میں بھی یقین کرنے لگا ہوں کہ اس ذات شریف فرانسیسی کا اس

اور میں نے پالا جیت لیا۔ اس کے بعد کمرہ میں قدرے خاموشی
رہی جس کو ریڈ فرن نے یوں توڑا:۔

نرس۔ واقعات پیچ در پیچ ہوتے جاتے ہیں اور عقدہ حل
ہونے میں نہیں آتا۔ اگر تمہارے بیان سے مجھے یہ معلوم ہو جاتا
کہ نواب وینی کو چاہتا ہے۔ تو تب میں ضرور کہتی کہ یہ کام بھی
نواب ہی کا ہے۔

اسٹورٹ۔ دراصل نواب تو وینی کو چاہتا ہے یہ مجھے آج
رات معلوم ہوا۔ اور پھر اس نے جو باتیں سنیں تھیں
کہہ سنائیں۔

نرس۔ مذاقیہ ہنستے ہوئے۔ مسٹر اسٹورٹ میں تم پر بے سمجھی
کا الزام رکھتی ہوں۔ کہ تم عورتیں کی ذرا سی بات نہ سمجھنے۔ لو
سنو۔ وہ خوبصورت عورت جو ریشمی لباس میں تھی جس نے
جواہرات پہنے ہوئے تھے۔ اور جو قلعہ لانکلور میں جھگڑا کر
رہی تھی۔ وہ درست ہے۔ وہ قدرتی حسد اور جلا پا تھا کہ وہ عورت
دوسری عورت کو دیکھ کر نہ برداشت کر سکتی تھی۔ یعنی نواب نے
ضرور وینی کو قلعہ ہی میں مقید رکھا ہے۔

یہ سن کر اسٹورٹ قدرے خاموش ہو گیا اور اپنی انگلیوں
سے کھیلتا رہا۔ جتنا زیادہ وہ خیال کرتا تھا۔ اتنا ہی اُسے یقین
ہوتا جاتا تھا کہ نرس صحیح کہتی ہے۔

یہ خبر فوراً نرس ریڈ فرن کو کر دی گئی - جو اس وقت گھر کی مالکہ نظر آتی تھی - اور جب اس نے اپنے مریض کو حرف بحرف سنا دیا جو بہت ہی پیچ و تاب کھا کر رہ گیا - کہ کب دن گذرے اور وہ رات کو آخری تماش کرے گا - رینی ضرور جنگل میں پوشیدہ رکھی گئی ہے - آج میں ان خطرہ کی بندوق ڈالی تا نزول کا خیال رکھونگا -

لیکن عصر کے وقت ڈاکیا ایک خط ہال میں لا کر دے گیا جس نے اسٹورٹ کے خیالی بادبان سے ہوا کھینچ لی - اور اس کا رخ بدل دیا - خط نرس ریڈ فرن کے نام تھا - جو اسی تاریخ کا تھا - اور اس کا مضمون مفصل ذیل تھا -

از مکان نمبر ۳ کائیٹس لین لیمبتھ - لندن - جنوبی و مغربی -

پیاری نرس!

تم اس قدر مہربان اور رحم دل ہو کہ میں تم پر اعتبار کر کے خفیہ طور پر یہ چند سطور لکھتی ہوں - اول یہ کہ میں بخیریت ہوں - بعد میں اپنی خوشی گھر سے آئی ہوں - کہ کوشش کر کے لانگڈن ڈینگھم کو جو بیگناہ ہے چھوڑا دوں - جس سے خفیہ میری منگنی ہوگئی ہے - میرا والد سخت ناراض ہوگا - اگر اسے یہ معلوم ہوگیا کہ میں کیا کر رہی ہوں - سو اس لئے میں تیر بھروسہ کرتی ہوں کہ تم ہال کے کسی شخص کو خبر نہ کرنا - جنہیں میں بہت جلد خبر دونگی

گروہ سے ضرور تعلق ہے۔ پر خیر اب ہمکو خاموشی سے آرام کرنا چاہیے۔ دیکھیں کل صبح نے ہمارے واسطے کیا جمع کر رکھا ہے

پچیسواں باب

قصبہ لمیبتہ کا پرانا گھر

مجھی سے چلتے ہیں چالے مرے سکھائے ہوئے
ستانے آئے ہیں مجکو مرے ستائے ہوئے

آخر صبح ہوئی۔ مگر وہ کوئی تسلی دہ صبح نہ تھی۔ دینی اسی طرح گم تھی۔ اور نا ہی تلاش کرنے والے لوگوں نے کوئی سراغ لگایا تھا۔

مسٹر باسٹ ورالڈی گجر دم تڑکے ہی سے پیدل چلے گئے تھے۔ جو بہت دیر بعد واپس آئے۔ اور کچھ کھا کر پھر چلے گئے اور دن بھر باہر رہے۔ صبح خود نواب ڈی گورن باسٹ ہالی آیا۔ اور دینی کی بابت پوچھکر درد سے بھرا افسوس ناک تسلی دہ پیغام چھوڑ گیا۔ اور ساتھ ہی یہ بھی کہہ گیا کہ رئیس صاحب سے کہدینا کہ میں نے اپنے علاقہ میں خبر بھیجدی ہے۔ کہ وہ جنگلوں و کھنڈروں میں تلاش کریں۔ شاید اس میں کہیں بھول کر یہ چلی گئی ہو اور راستہ گم کر بیٹھی ہو۔

ڈالنا۔ اور بٹن مس سیلو یا گرے کے تمام پر روانہ کرنا۔ تمہارے یہ کام کرنے سے میرا وہ ارادہ پورا ہو جاویگا جس کے واسطے میں یہاں لندن آئی ہوں۔ تمہاری از حد منتظر وینی فرڈ باسٹ

مذکور بالا خط کے آنے سے تھوڑی دیر پیشتر ڈاکٹر حسب معمول دیکھ بھال کے واسطے آیا تھا۔ جبکہ اسٹورٹ اپنی اسی مصنوعی بیہوشی میں پڑا چھت گیری کی طرف دیکھ رہا تھا۔ ڈاکٹر چلا گیا تو نرس نے وہ خط اس کے ہاتھ میں دیا۔ جس کی لکھائی اس نے نہ پہچانی۔ تو نویسندہ کے دستخط کو دیکھا۔ جسے دیکھکر اُسے کچھ حیرانی نہ ہوئی۔ اور جب وہ تمام خط پڑھ چکا تو نرس نے پوچھا کہ تمنے اس سے کیا نتیجہ نکالا؟"

اسٹورٹ۔ اول یہ کہ یہ بالکل وینی کا لکھا نہیں ہے۔ بلکہ یہ اس بٹن کے حاصل کرنے کی کوشش ہے۔ جو پادری کے قاتل کی گواہی ہے۔ کیا یہاں کوئی ریلوے ٹائم ٹیبل ہے؟ اوہ ہے۔ (تھینک یو) مہربانی۔ اور پھر وہ جلد جلد ورق اُلٹنے لگا اور آخر کار اُسے جو کچھ کہ وہ چاہتا تھا ملگیا۔ یعنی! سنگ سٹوک اشٹیشن سے ریل رات کے نوبجکر دو منٹ پر چھوٹتی۔ اور دس بجکر ۲ منٹ پر "دانٹر تو" اشٹیشن پہنچتی تھی۔ چونکہ رات بھر دوسری ریل واپس نہ آتی تھی۔ اس لئے اسٹورٹ کا دن چڑھے سے پیشتر واپس آنا مشکل تھا۔ اور پھر مکان نمبر ۴۸ کا ٹیس بین

کیونکہ میری پیاری نرس میں اپنے پیارے کی محبت پر کسی بات کو ترجیح نہیں دیسکتی۔ میرا دہ کام جو میں تمہیں کرنے کی تکلیف دیتی ہوں یہ ہے کہ میرے چچیرے بھائی اسٹورٹ رائیسٹر کے (اُس جوڑہ کی جیبوں میں جو اُس نے موٹر کار کے حادثہ کی رات پہنا تھا) غالباً واسکٹ کی جیب میں ایک سیپ کا بٹن پڑا ہوگا۔ جو مجھے تم آج رات کو بذریعہ ڈاک بھیجدو کیونکہ یہ ایک ضروری سراغ ہے۔ جس کی مسٹر اسٹورٹ پیروی کر رہے تھے۔ جب وہ ناقابل ہو گئے۔ تو اب میں حتی المقدور کوشش کر رہی ہوں۔ کہ اس ادھورے کام کو جو اسٹورٹ نے شروع کیا تھا ختم کر دوں۔ جس کی کامیابی میں مجھے ہر طرح یقین ہے مگر ہر صورت اس سیپ کے بٹن کا میرے پاس ہونا ضروری ہے۔ سو اب پیاری نرس اُسے اس طرح ڈاک میں ڈالو کہ مجھے یہاں کل صبح کی اوّل تقسیم سے ملجائے۔ اور کسی سے کچھ نہ کہو۔ بلکہ اسٹورٹ تک سے نہ کہنا۔ اگر وہ اچھا ہو کیونکہ میں کامیابی کی حد پر پہونچ چکی ہوں۔ اب صرف ثبوت کی ضرورت ہے۔ میں ایسی سخت دل نہیں ہوں۔ مگر کچھ بھی ہو مجھے لانگڈن کو بری کرانا چاہیئے۔ خواہ میرے والد یا بھائی کو چند یوم تکلیف پہونچے۔ میں نے اپنی طرز لکھائی کو چھپایا ہے۔ کہ کوئی واقف نہ ہو سکے۔ سو براہ مہربانی مطلب سمجھکر اس خط کو پھاڑ

کو اپنی ایک تصویر بطور نشانی پیش کی۔ اور بچشم تر وبادل ناخواستہ ہندوستان کے مشہور سراغ رساں کو الوداع کہا۔ یکایک نرس میں اسے کچھ خیال آیا۔ اور اسٹورٹ نے جھٹ ایک خط مسٹر باسٹ کے نام لکھ کر اسے دیا جس میں اس نے لکھا کہ نرس نے میری بڑی خدمت کی ہے۔ اور میں اس کی بغیر اطلاع چلا آیا ہوں۔ وغیرہ اور کہا کہ اگر میں کل صبح بارہ بجے تک واپس نہ آیا۔ تو یہ خط رچیس صاحب کو دے دینا۔ اور کہدینا کہ تمہیں سنگھار میز پر ملا ہے۔

ہنے تمہیں سنا ہی دیا ماجرائے دل
حال مریض کیونکر چھپائے طبیب سے

نرس۔ لیکن مجھے امید ہے کہ تمہیں کوئی خطرہ پیش نہیں ہے؟

اسٹورٹ۔ نہیں گو ذرا موٹر کار نے میری ہڈیاں دکھا دی تھیں۔ مگر اب میں پھر ویسا ہی تندرست ہوں۔ تم کوئی فکر نہ کرو۔ اچھا تو خدا حافظ۔ اگر بخیر جلد واپس آیا تو تمہاری تکلیف کا اچھی طرح شکریہ ادا کروں گا۔ میں احسان فراموش نہیں۔

نرس ریڈ فرین ابھی دیکھکر آئی تھی۔ کہ مسٹر باسٹ وراڈی تھک کر آئے ہیں۔ اور کھانا کھانے ابھی بیٹھے ہیں۔ نرس نے کہا تو اب چلدینا چاہیئے؟

اسٹورٹ نے موقع مناسب سمجھا کہ چپکے سے سیڑھیوں سے

قصبہ بیبتہ کی تلاش کے بعد اسے مصنوعی بیہوشی کی ضرورت نہ تھی۔

نرس - کیا تمہارا خیال ہے کہ تمہیں وہاں مس باسٹ ملیگی ؟

اسٹورٹ - یہ ممکن ہے۔ مگر میں زیادہ جس بات کے واسطے میں جارہا ہوں وہ اس شخص کی تلاش ہے جو کل صبح ڈاک والے سے ٹکٹ لینے کو آویگا۔ اس میں میرا مطلب ذومعنی ہے میں قیافہ سے تاڑوں گا شاید مجھے دینی کا کچھ سراغ ملجائے۔ اس وقت کے بعد سے وہ اپنے جانے کی تیاری کرنے لگا۔ کیونکہ اب کے اس کو اپنے کپڑوں اور شکل و صورت میں جانا تھا۔ سو اس موقع پر اور بھی زیادہ احتیاط کرنا لازم آئی کہ کوئی نہ دیکھے۔ علاوہ اس نے اسے یہ خیال بھی ہوا کہ وہ تو جارہا ہے۔ لیکن غیرحاضری میں بوڑھا رئیس یا اور کوئی آگیا۔ تو مفت میں نرس کی مٹی پلید ہوگی۔ گو چاہے وہ اسی وقت آکر معاملہ درست کرے۔ اور جو وہ اگر کسی وجہ سے نہ آسکا تو پھر؟ بہرصورت نرس ریڈ فرن کو بھاری معرکہ پیش تھا۔ جس وقت اسٹورٹ کو اس نے الوداع کہی تو اس کے ہونٹ وفور غم سے ہلنے لگے۔ اور اس کی پرنم آنکھوں سے واقعہ کی صورت اسٹورٹ پر اچھی طرح ظاہر کردی مگر وہ مجبور تھا۔ سچ ہے "عشق اول دردل معشوق پیدا میشود" چنانچہ رخصت ہونے سے قبل نرس ریڈ فرن نے اسٹورٹ

تو اُسے عجیب ہی تماشہ نظر آیا۔ کہ اس گرمی کی رات کو ۱۱ بجے
تک لوگ جاگ رہے ہیں۔ عورتیں آپس میں لڑ رہی تھیں
لڑکے نالیوں میں کھیل رہے تھے۔ اور مرد دروازوں میں کھڑے
تمباکو کے دھوئیں اُڑا رہے تھے۔ گویا ان کے نزدیک ابھی دن
تھا۔ مگر اسٹورٹ کو اور ہی دھن تھی۔ اس نے ان باتوں کا
کچھ خیال نہ کیا۔ اور سیدھا مکان نمبر ۳ کو ڈھونڈھتا چلا گیا اور
اس کے واسطے اُسے تمام گلی ختم کرنی پڑی۔ کیونکہ گلی نے آخیر
سرے والے اور کرم خوردہ دروازہ کے نمبر نے اُسے جتلا دیا کہ
یہی مکان نمبر ۳ ہے۔ جس کی تلاش میں وہ نکلا ہے۔ گلی بہت
تنگ تھی جس کے آگے دیوار تھی۔ اور جس کی وجہ سے سخت
اندھیرا تھا۔

مکان نمبر ۳ بہت بڑا اور پانچ منزلہ تھا۔ جس کی کسی زمانہ
بہت اچھی حالت ہوگی۔ مگر اب تو وہ ظاہرا بالکل غیر آباد اور
بڑی ابتر حالت میں نظر آتا تھا۔ نیچے سے اوپر تک کھڑکیوں پر
پردے نہ تھے اور اس میں تاریکی تھی۔ لوہے کے جنگلے ٹوٹے اور
زنگ آلود تھے۔ اور نہ ہی کسی کھڑکی میں آئینہ تھا۔ اسٹورٹ
سوچنے لگا کہ اس سے کسی کا کیا مطلب ہے۔ اگر بیچاری ترس
دھوکہ میں آکر وہ بٹن بھیج دیتی تو اُسے کل یہاں لینے والا
کوئی نہ ہوتا۔ ڈاکیا غیر آباد گھر میں کس طرح خط دے سکتا تھا

سے اتر کر کھڑکی کی راہ سے ہو کر باغیچہ میں چلا جاوے۔ اور پھر وہاں سے عقبی درختوں کی طرف ہوتا ہوا باہر نکل جائیگا اور اس نے سیدھا بانگ اسٹوک اسٹیشن کا راستہ لیا جہاں پہنچکر اسے خیال ہوا کہ میل ہرسٹ کا کوئی باشندہ اسے نہ دیکھے اس لیئے وہ ٹکٹ لے کر اودھر اودھر پھر کر وقت گذارتا رہا۔ اور ریل کے آتے ہی جھٹ ایک کمرہ میں گھس کر لیٹ رہا اور یہ تسلی کرلی۔ کہ اسے کسی نے نہیں دیکھا۔ واٹر لو اسٹیشن پر اتر کر وہ سیدھا کھانا کھانے کمرہ میں گیا۔ اور وہاں سے قصبہ نیمتہ کی کتاب رہنمائے مسافران اُٹھا کر کائٹیس لین کو دیکھا۔ جو اسٹیشن سے ایک میل دور تھی۔ اور کئی گلیوں میں ہو کر وہاں پہونچنا ہوتا تھا چونکہ راستے سے ناواقف تھا۔ اس لئے ایک گاڑی کرایہ کرلی جس کو اس نے گلی کے قریب پہونچکر رخصت کردیا۔ اور خود وہیں کھڑا رہا۔ جب گاڑی دور نکل گئی تو یہ آگے بڑھا گلی میں اندھیرا تھا۔ اور دو رویہ گلی میں لوگ رہتے تھے۔ اور کہیں کہیں وسط میں ایک آدھ دوکان نظر آجاتی تھی۔ آخر کائٹیس لین پہونچا۔ جس کی ظاہرا حالت نے بتلادیا کہ کچھ بھی ہو۔ دینی مکان نمبر ۳ میں نہیں۔ اور نہ یہاں وہ اپنی خوشی سے رہ سکتی تھی بلکہ خود ہندوستانی افسر جس کے پاس چھ نالی پستول تھا۔ ذرا جھجکا۔ کہ آخر اس گھر میں کیا راز ہے؟ وہ کائٹیس لین میں گھسا

قیاس ہیچ نکلا۔ مالک دوکان ایسا بدبودار میلا کچیلا لباس پہنے ہوئے تھا کہ سوائے اس گلی کے رہنے والوں کی اسے کوئی برداشت نہ کر سکتا تھا۔ اسکے علاوہ گیس سے پولنے کی بھونی ہوئی مچھلی کی جی متلانے والی بو پھیل رہی تھی مالک دوکان کا شبیہہ سے یہودی ہونا ظاہر تھا۔

دوکاندار۔ حضور بہت عمدہ بھنی ہوئی مچھلی ہے تھوڑی تو چکھیں۔ یہ درافشانی کر کے وہ مچھلی لینے بڑھا تو معلوم ہوا کہ گھٹنوں سے نیچے اس کی دونوں ٹانگیں کٹی ہوئی تھیں اور جن کے بجائے لکڑی کی مصنوعی ٹانگیں لگی تھیں کہ جن سے وہ اچھا خاصہ چل سکتا تھا۔

اسٹورٹ۔ میں مچھلی کے واسطے نہیں آیا ہوں۔ بلکہ کچھ پوچھنے آیا ہوں۔ (یہاں اس کا دل مچھلی کی بدبو سے خراب ہونے لگا) اور اس کے واسطے میں کچھ اجرت دینا چاہتا ہوں۔ یہ کہہ کر اس نے نصف اشرفی اس کی میز پر پھینکدی۔

دوکاندار نے جھک کر سلام کیا۔ اور اشرفی کو جیب میں رکھکر کہا یہ حضور کی نہایت فیاضی اور شرافت ہے آپ کیا دریافت کرنا چاہتے ہیں۔ اس گلی کے لوگوں کا طرز معاشرت یا کچھ اور۔

یا شاید بدمعاشوں کا یہ مطلب ہو کہ بٹن ہمارے قبضہ سے نکل جاوے خواہ وہ ڈاکخانوں میں مارا مارا پھرے۔ وہ باہر کے برٹ دروازہ کی پتھر کی چھ سیڑھیاں اوپر چڑھا اور دروازہ کو دیکھا تو وہ بند تھا۔ اور اس میں خطوط ڈالنے کا خانہ نہ تھا۔ پھر تو یہ ضروری ہے کہ بدمعاشوں نے کسی آدمی کو مقرر کیا ہو۔ کہ وہ وقت مقررہ پر آکر ڈاکیہ سے خط یا پارسل وصول کرے۔ شاید مجھے قریب کے رہنے والے اس بارہ میں کچھ بتا سکیں۔ یہ سوچ کر وہ گھوما تو اس نے دیکھا کہ وہ چمکتی ہوئی آنکھیں جیسے دریچوں کے نیچے مقابل کی دوکان میں سے اسے تاک رہی ہیں۔ اسٹورٹ نے خیال کیا کہ چلو آؤ۔ کوئی پوچھنے والا تو ملا اور اس کی طرف بڑھا۔ جس کی دوکان سے مچھلی کی تیز بو نے ظاہر کر دیا کہ وہ مچھلی بیچنے والا ہے۔

چھبیسواں باب

بغیر ٹانگوں والا آدمی

آپ اپنے عیب سے واقف نہیں ہوتا کوئی
جیسے بو اپنے دہن کی آتی ہے کم ناک میں

اسٹورٹ سڑک سے گذر کر دوکان میں پہونچا تو اس کا

اسٹورٹ۔ میں خود اپنے رہنے کے واسطے نہیں مانگتا۔ میں نے خیال کیا تھا کہ شاید یہ مکان مربّہ و اچار بنانے کا کارخانہ کھولنے کے کام آسکے اتنا کہہ کر وہ دل میں خیال کرنے کہ اس بوڑھے یہودی سے نبٹنا بہت مشکل ہے۔

دوکاندار۔ مربّہ و اچار کا کارخانہ اچھا خیال ہے۔ مگر ٹوٹی ہوئی تالیاں اور یہ کہہ کر وہ اپنی میلی کچیلی میز پر جھک گیا۔ اور ایسا چہرہ بنا لیا۔ گویا وہ اسٹورٹ کی بات پر یقین کرتا ہے۔ اور اس کا اور حال سنا چاہتا ہے۔ مگر اسٹورٹ اس کی حرکت و لہجہ سے سمجھ گیا۔ کہ بوڑھا یہودی اس سے ضرور کچھ چھپا رہا ہے۔

اسٹورٹ۔ کیا تم مجھے اس کے مالک مکان کا پتہ دے سکتے ہو۔ ہاں تاکہ میں اگر کل مکان کو اندر سے دیکھنا چاہوں تو دیکھ سکوں

دوکاندار۔ پتہ مجھے اچھی طرح معلوم نہیں سوائے اس کے کہ وہ بیر بکسٹن وے میں کہیں رہتا ہے۔ لیکن اگر آپ مکان میں جانا چاہتے ہیں تو اس کی میں آپ کو آسان ترکیب بتا سکتا ہوں۔ جو یہ ہے کہ آپ قریب پہونچ کر باورچیخانہ کی کھڑکی کھول لیں۔ جو اندر سے بند نہیں ہے اور یوں آپ گھر کو اچھی طرح دیکھ سکتے ہیں۔

اسٹورٹ۔ بیشک یہ آسان راستہ ہے۔ میں بہت تکلیف سے بچ جاؤں گا۔ اور شاید اسی طرح وہ آدمی بھی کرے کہ

اسٹورٹ۔ نہیں میں اس کالینڈ یارڈ (اسکاٹ لینڈ یارڈ یہ لندن کے خفیہ پولیس کے صدر دفتر کا نام ہے) سے نہیں آیا ہوں۔ میں تو اس مکان کے نمبر ۳۷ کی بابت دریافت کیا چاہتا ہوں۔ وہ کب سے خالی پڑا ہے۔ اور کیا اسے آج یا کل میں کوئی کرایہ پر لینے آیا تھا؟

دوکان دار۔ ظاہرا سوچ میں پڑ کر آپ کے پہلے سوال کا جواب تو یہ ہے کہ میری یاد میں بیس سال سے اس میں کوئی نہیں رہتا۔ اور دربارہ دوسرے سوال کے عرض ہے کہ یہاں کل ایک آدمی پھر رہا تھا۔ مگر وہ مکان کے اندر نہیں گیا۔ کیونکہ حسب معمول جس طرح اور لوگ میرے پاس آیا کرتے ہیں وہ کنجی لینے نہیں آیا۔

اسٹورٹ۔ تو کیا تمہارے پاس کنجی ہے؟

دوکاندار۔ حضور میرے پاس تو نہیں۔ مگر عموماً لوگ یہی خیال کرتے ہیں۔ کہ وہ میرے پاس ہے۔ کیوں جناب کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ آپ کا مکان نمبر ۳۷ سے کیا کام ہے؟ کیا آپ کرایہ پر لے کر کسی اور کو دینا چاہتے ہیں۔؟ پانچ اشرفی ہفتہ وار کرایہ ہے لیکن وہ آپ کے رہنے کے لائق تو کسی صورت میں نہیں اس کی نالیاں خراب اور ٹوٹی ہوئی ہیں اور مالک مکان اس قدر غریب ہے کہ ایک پیسہ تک نہیں خرچ کر سکتا۔

اور اُس کی میز پر پھینکدی۔ اور اس کو رات کا سلام کر چلا آیا ع

زر برسر فولاد نہی نرم شود

اسٹورٹ دوکان سے روانہ ہو کر سیدھا ان عورتوں اور بچوں میں ہو کر گلی سے باہر جانا چاہتا تھا۔ کہ اُسے خیال ہوا کہ ذرا مڑ کر تو دیکھوں کہ خرانٹ یہودی اُسے تاک تو نہیں رہا ہے مگر جونہی مڑ کر دیکھا تو دوکاندار بجائے اس کو جاتا ہوا دیکھنے کے اس مکان نمبر ۳ کی اوپر کی کھڑکیوں کی طرف دیکھ رہا تھا۔ جس سے صاف ظاہر ہوتا تھا کہ مکان میں ضرور کوئی آدمی موجود ہے۔ مگر چالاک یہودی نے اُسے نہیں تبلایا۔ اور وہ اس معاملہ کو سوچتا ہوا آگے بڑھا چلا گیا۔

ستائیسواں باب

لوہے کے دروازہ کے پیچھے

چھپو گے کیا مرا ذوق طلب بھی تم نے دیکھا ہے

ورائے لامکاں ہے انتہا جستجو میری

کوشش لیکن بیشتہ ایسی جگہ نہ تھی کہ وہاں کوئی سونے کی گھڑی نکالکر وقت دیکھ سکے۔ اس لئے جب وہ باہر چاندنی میں آگیا اور اپنی گھڑی نکالکر دیکھی

کھڑکی کی راہ سے مکان میں جاکر باہر کا دروازہ کھول کر اُس
میں کھڑا ہوجائے۔ اور جونہی ڈاکیا آئے تو اس سے خط یا پیکٹ
وصول کرے۔ اس کا خیال ہوا کہ دوکاندار سے کچھ دریافت کرے
مگر اسٹورٹ دمیں) اس کا جواب سمجھکر کچھ نہ بولا۔ کیونکہ دوکاندار
نے روپیے کے لالچ میں آکر اگر دوسرے کو بھی تبلا دیا ہو تو
اس میں کیا شک ہے۔ اور میرے دریافت کرنے سے بھلا وہ
اپنا فائدہ کب ضائع کرسکتا ہے۔ بہرصورت اُس نے ارادہ کرلیا
کہ کل صبح جب ڈاکیا آئے تو اُس کے پاس ریڈفرن کی طرف
سے کوئی خط نہ ہوگا تو وہ خود مکان کے اندر ہو۔ تاکہ اس منتظر
شخص کو بخوبی دیکھ سکے۔

چنانچہ وہ اپنے دریافت کے نتیجہ سے خوش ہوکر قریب تھا
کہ روانہ ہوجائے۔ مگر اس نے احتیاطاً دوکاندار سے پوچھا کہ
اُس کی ٹانگیں کس طرح ضائع ہوئیں۔ جیسے ہی اُسنے سوال
کیا۔ بوڑھا یہودی لال پیلا ہوگیا یہ میرا کام ہے۔ تمہیں کیا حق ہے
جو تم یوں ایک بیوپاری شخص کے خانگی معاملات پر سوال کرتے
ہیں۔ براہ کرم آپ ایسی گفتگو نہ کریں۔ میری اپنی ٹانگیں تھیں
میں نے بیچ کھائیں۔ یا کچھ کیا۔ آپ کو اس سے کچھ غرض نہیں۔
اسٹورٹ۔ میں نے کوئی گناہ نہیں کیا۔ اور میرا مطلب آپ کو
ناراض کرنیکا نہ تھا۔ اُس کو خفا دیکھکر اُس نے نصف اشرفی

جارج۔ اسٹورٹ کو گھور کر ہنستے ہوئے تو کیا تم اپنی رخصت کے دن بھی جھگڑوں کے بغیر نہیں گذار سکتے؟

اسٹورٹ۔ جب خاص آدمیوں کا شکار ہی آپ سے اُس آدمی کی بابت دریافت کرتا ہے جو ہیمل ہرسٹ میں رہتا ہے۔ اور یہ یقینی ہے کہ وہ اس سازش میں شامل ہے جو ہیمل ہرسٹ پر یہ ناخوش اور پر درد صدمہ لائی ہے۔ اور جسے سب جانتے ہیں اس بارہ میں اسٹورٹ نے اور زیادہ کچھ کہنا مناسب نہ سمجھا میں اُس دن ایک موٹر کار سے قریب قریب کچل ہی گیا ہوتا جبکہ موٹر کار والے بغیر معافی مانگے یا ٹھہرائے چلے گئے۔ اور جب کہ میں نے اُن صاحبوں کو ڈھونڈھ نکالا ہے جن کا نام نواب ڈی گورن ہے۔

جارج۔ کرسی پر سیدھا بیٹھکر۔ نواب ڈی گورن نے قلعہ لانکلور لیا ہے۔ اور وہ بڑا امیر آدمی ہے۔ جیسا کہ امریکن کہتے ہیں۔ اور نوکر چاکر بھی۔

اسٹورٹ۔ اُوہ یہ سب کچھ اس کے پاس بہت ہے۔ مگر میرا آپ سے یہ سوال تھا کہ کیا فرانس کے شریفوں میں اس نام کا کوئی نواب ہے۔؟ کیونکہ مجھے شک پڑتا ہے کہ وہ جعلی نواب ہے۔

جارج۔ خطاب تو واقعی اس کا جعلی ہے۔ لیکن اس میں کوئی شک

تو ہے ۱۱ سوا گیارہ بجے تھے۔ اسٹورٹ کا خیال تھا کہ وہ آدھی رات گئے بعد کانٹیٹس لین میں جاکر یہودی کے تبلائے ہوئے طریقہ سے مکان نمبر ۱۲ میں گھس جاویگا۔ اور جب تک وہ بٹن لینے والا آئے وہاں ہی اُس کا انتظار کریگا۔ آدھی میں دو گھنٹے تھے اب یہ دو گھنٹے وہ کہاں گذارے۔ اور اگر وہ اپنے گھر جائے تو وہ بڑی دور "سر جیمز اسٹریٹ" میں تھا۔ اور وہ کسی کلب میں جاکر وقت گذارے۔ چنانچہ اس نے کلب میں ہی جانا مناسب سمجھا جہاں اس کا منشا یہ دریافت کرنیکا تھا کہ آیا واقعی نواب دمی گورن فرانس کا کوئی نواب ہے۔ یا یوں ہی مصنوعی نواب بن بیٹھا سو وہ ایک گاڑی کرایہ کرکے کلب "تھری اسٹارز" میں جو پکاڈلی میں تھا جا پہونچا۔ جس کے تمام ممبر اعلیٰ تعلیم یافتہ تھے۔ اور دور دور کے حالات سے واقفیت رکھتے تھے۔ اندر جاکر جو شخص اُسے نظر پڑا وہ آنریبل جارج ڈار کی غیر ممالک کے دفتر کا اعلیٰ افسر تھا۔ جو ہر طرح کی واقفیت سے ماہر تھا۔

جارج۔ آؤ ہو اسٹورٹ کیا تم قصبہ میں واپس آگئے۔

اسٹورٹ۔ مزاج پرسی کرکے سامنے کرسی پر بیٹھ گیا جی میں اپنے رشتہ داروں کے ہاں باسٹ ہال بیل ہرسٹ میں گیا تھا اور آپ سے اُس شخص کے بارہ میں کچھ دریافت کرنا چاہتا ہوں جو وہاں قلعہ لانکلور میں رہتا ہے۔

اس نے اپنا ذریعہ معاش بنایا ہوا تھا۔ اور اس کی عیاری و خوبصورتی نے علانیہ ایکٹرسوں (ناٹک میں کام کرنے والی عورتوں) سے روپیہ گھسیٹنے کا اچھا لٹکا تبلا دیا تھا۔ جہاں تک میرا خیال ہے اچھے رئیسوں کی لڑکیوں سے بھی جو اس کی خواہاں ہوئیں خوب روپیہ بٹورا۔ انگلینڈ کی دیہاتی زندگی۔ اور قلعہ لانکلورکی رہائش یہ کسی سے بدلا لینے کی کوئی نئی چال ہے۔ اور تم ایسے انسانوں کے قدیمی ڈھونڈھنے والے بھیڑیئے ستنے آخرکار اس راز کو دریافت ہی کر لیا۔ کیوں سچ کہو کیا نواب ڈی گورن نے بیل بیل ہرسٹ کے پادری کو قتل کیا ہے؟

اسٹورٹ۔ کرسی پر ڈھانسا لگائے ہوئے اور اپنا سگار پیتے ہوئے۔ (جس کی وہ آج کئی دن سے خواہش کرتا تھا۔) سر ہلا کر نہیں۔ مجھے افسوس ہے۔ کہ میں آپ کی مہربانی کے بدلے میں صرف اسی قدر کہہ سکتا ہوں کہ نواب ڈی۔ گورن نے جوزف منیڈیل کو قتل نہیں کیا۔ مگر اس نے کئی بدمعاشیاں اور عیاریاں کی ہیں۔ جنکا تعلق گرجا کی واردات سے ہے۔ اور معاملہ بڑا پُر اسرار ہو گیا ہے۔

جارج۔ میں اس معاملہ میں تم پر زیادہ زور تو نہیں دیتا۔ لیکن مجھے امید ہے کہ جب تم نے اس راز کا ذکر ہی کیا ہے تو مجھے ساری کیفیت سناؤ گے۔ اس کے بعد دونوں دوست مختلف

نہیں کہ استعمال کرنے والا اس کے لائق ہے۔
اسٹورٹ۔ میں آپ کا یہ معمہ نہ سمجھا۔ ذرا مفصل بیان فرمایئے
جارج۔ صرف یہی کہ نواب ایک عزت کا نقطہ ہے اگر ایک نواب فرانسیسی اس ملک میں بطور شریف کے رہے تو وہ رہ سکتا ہے۔ اور وہ اپنا نیا نام اور خطاب رکھ سکتا ہے۔ درحقیقت ڈی گورن ازحد چالاک وباہمت آدمی ہے۔ ورنہ ابھی دنیا کی ہوا اُسے لگے۔ کچھ زیادہ مدت نہیں گذری اسٹورٹ کی مشتاق آنکھوں نے اور زیادہ دریافت کرنا چاہا۔
جب جارج یوں کہے چلا گیا کہ وہ ڈی گورن کے حالات سے واقف ہے۔ جو کہ دغا اور فریب سے خالی نہیں۔ ڈی گورن کا کوئی لمبا چوڑا ایسا معزز خاندان نہ تھا۔ کہ اس کے بچوں کی بدکاری اس پر دھبہ رکھتی۔ کیونکہ خطاب جو تھا تو وہ اُن بدنام خطابوں میں سے ایک تھا جو نپولین نے اپنے ناکارہ ہاتھوں سے اپنے گمراہ اور بیہودہ شخصوں کو دئے تھے۔ موجودہ نواب اول نواب کا اکلوتا بیٹا ہے۔ دوسرے بیٹے نے باغ مد کا سنیو علاقہ "مانٹی کارلو" میں خودکشی کرلی تھی۔ جارج اپنے حصہ کی آئس کریم (ملائی کی برف) کھاتے ہوئے) ڈی گورن بہ نسبت دوسروں کے زیادہ چالاک اور ہوشیار تھا۔ اُس کو اپنی لیاقت معلوم تھی۔ اور یوں اپنی سیہ رنگی شرافت اور نوابت کی اپنی عقل اور دانش سے

مقام پر آج کی رات رہیگا۔ اور اوپر کی منزل میں ٹھہرا ہوگا اسٹوریٹ کے نزدیک ڈر یا کم حوصلگی تو تھی ہی نہیں۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو اکیلا کس طرح بنگال کے جنگلوں میں ڈاکوؤں سے نبٹتا۔

مگر تاہم بھی صرف ونی کی خاطر اُسے خیال تھا کہ ہر طرح کی احتیاط لازم ہے۔ ایسا نہ ہو کہ کسی بلا میں گرفتار ہو جاؤں اور اب جو اس نے غور سے دیکھا تو اُسے معلوم ہوا کہ وہ بالکل اندھیرے میں اکیلا ہی نہیں ہے۔ بلکہ گلی کی لالٹین سے اس قدر روشنی کھڑکی کے ٹوٹے ہوئے آئینوں کی راہ اندر آرہی ہے۔ کہ گذرنے والا اسے باورچی خانہ میں کھڑا دیکھ سکتا ہے۔ خاص کر اگر اُس شخص نے جس کے واسطے یہ کھڑا ہے۔ اس کی موجودگی معلوم کرلی۔ تو اس کی ساری محنت رائیگاں ہوجائیگی۔ اور اگر سپاہی نے دیکھ لیا اور مُنت کی کھینچا تانی ہوگی۔ اس لئے اس نے سوچا کہ بہر صورت اوپر کے کمرہ میں ہی چلنا چاہیئے۔ خواہ اُس موجودہ آدمی سے مٹھ بھیڑ ہی کیوں نہ ہو جائے۔ چنانچہ اس نے اپنے بوٹ اتار کر ہاتھ میں لئے۔ اور آہستہ سے باورچی خانہ کی سیڑھیوں پر چڑھ گیا۔ تمام کمروں کے دروازہ کھلے ہوئے تھے۔ اور جن میں جھانکنے پر اُسے ایک ہی نگاہ میں معلوم ہوگیا کہ ان میں کوئی انسان نہیں۔ کیونکہ گلی کی لالٹین کی بہ نسبت نیچے کے یہاں زیادہ روشنی پڑتی تھی۔ اور یہی وجہ تھی کہ اُس نے جلد معلوم کرلیا

باتوں پر گفتگو کرتے رہے۔ کچھ عرصہ بعد جارج اجازت لے کر رخصت ہو گیا۔ اور اسٹورٹ وہیں بیٹھے وقت گذارنے لگا کہ کائیٹس لین کے باشندے سو جائیں۔ اور آخر کار جب وہ ہوٹل سے نکلا تو نصف رات گئے ایک گھنٹہ ہو گیا تھا۔ اُس نے ایک گاڑی کرایہ کی۔ اور لین کے سرے پر اس کو چھوڑ دیا۔ اور ایک طرف آڑ میں کھڑا رہا۔ جب گشت کا سپاہی دوسرے نکڑ پر پہونچا۔ تو یہ جھٹ گلی میں ہو رہا۔ اور آخر کار اس اندھیری دیوار اور مکان نمبر ۱۲ کے نزدیک پہونچ گیا۔ جبکہ تمام گلی سنسان تھی بلکہ اُس کے دوست مچھلی فروش کی دوکان بھی بند تھی۔ اور شب دیجور کے اندھیرے میں اگر کچھ نظر آتا تھا تو وہ پانچ منزلہ مکان تھا۔ جس کی باہر کی سیڑھیوں پر پنجوں کے بل چڑھکر وہ باورچی خانہ کے پاس پہونچا۔ جہاں اُسے یہ معلوم ہو کر تسلی ہوئی کہ اس کے لنگڑے دوست نے اُسے دھوکہ نہیں دیا۔

اسٹورٹ آہستہ سے کھڑکی کھول کر چوکھٹ پر پاؤں رکھ اندر کود گیا۔ اور کھڑکی کو بند کر دیا۔ کہ گشت کا سپاہی اُسے نہ دیکھ سکے اب وہ خیال کرنے لگا کہ آیا وہ وہاں ہی رہے۔ یا کسی اوپر کے کمرہ میں چلا جائے۔ گو اُسے بوڑھے یہودی مچھلی فروش کا آخیر منزل کی کھڑکیوں کی طرف دیکھنا نہ بھولا تھا۔ جس سے اُسے یقین ہو گیا تھا۔ کہ وہ کل ڈاکئے سے ملنے والا آدمی مزدور اسی

سے بالکل مختلف تھی۔ اور جسے اس حالت میں ایک غیر آباد گھر نہ
کہا جا سکتا تھا۔ اُو ہو یہ کیا ہے؟ کیونکہ اس وقت اس کا ہاتھ
لوہے کی چکنی اور ٹھنڈی سطح پر لگا۔ جبکہ اس کے دماغ نے اسے
فوراً بتلا دیا کہ وہ لوہے کا ایک دروازہ ہے۔ جو راستہ کے مرکز میں
لگایا گیا ہے۔ کہ آدمی اس طرف کے کمروں میں نہ جا سکے۔ اور دروازہ
اس قدر مضبوط اور احتیاط سے لگایا گیا تھا جیسے کہ کسی بنک کے
خزانہ کا دروازہ اب اس کی ہوشیار اُنگلیاں دروازہ کی موٹھ تلاش
کرنے لگیں کہ وہ اسے کھول سکے۔ وہ اسی تلاش میں مشغول تھا
کہ یکایک حیران ہو کر ایک قدم پیچھے ہٹ گیا کیونکہ اس وقت
لوہے کے دروازہ کے پیچھے سے بوتل کے کارک کھلنے اور
کسی کے ہنسنے کی آواز آئی جس کے پہچاننے میں اسے کوئی
غلطی نہ ہو سکتی تھی۔

اٹھائیسواں باب

(دروازہ کھلتا ہے)

فتح و شکست تو قسمت کے ہاتھ ہے اے امیر
مقابلہ تو دلِ ناتواں نے خوب کیا

اس بے تکی ہنسی کی آواز کو سن کر اسٹورٹ کا ارادہ ہوا کہ

کہ کمرے خالی ہیں اور جن کے خالی ہونے نے اُسے اور اوپر چڑھنے کی جرأت دی۔ اور جب یہ آہستہ سے اوپر کی چھت پر چڑھ گیا تو وہاں بالکل اندھیرا پایا۔ تب اُس نے دیوار کے سہارے ٹٹول کر آگے بڑھنا شروع کیا۔ اُس کی اس تلاش نے اُسے یہاں بھی فوراً بتلا دیا کہ تمام دروازے کھلے ہوئے ہیں۔ اور کھڑکی کے ٹوٹے ہوئے آئینوں میں سے ہوا بڑے زور سے آرہی ہے وہ باری باری ہر ایک کمرہ میں گیا۔ اور جس میں جاتا گیا ذرا ذرا دیر ٹھیر کر دیکھتا گیا۔ کہ شاید کسی رہنے والے کے سانس کی آواز آجائے۔ مگر وہاں کچھ نہ تھا۔ اس نے اب کے وہ تیسری چھت پر چڑھا۔ یہاں کھڑکیاں گلی سے دور ہوا کے رُخ نہ تھیں جسکی وجہ سے اس میں دل مالش کرنے والی بو آرہی تھی۔ یہ نہیں کہ اس میں ہوا بالکل نہ آتی تھی۔ مگر تاہم بھی اس کے نتھنوں نے وہاں ٹھیرنا گوارا نہ کیا۔ اس لئے وہ اپنے سامنے کے چھپے ہوئے راستے سے مکان کے پچھلے بازو کی طرف جانے لگا۔ یہاں بھی کھلے ہوئے دروازے نے کسی آدمی کا ہونا ظاہر نہ ہوتا تھا۔ اور یہ اور زیادہ حیران ہو کر مشتاق ہوتا جاتا تھا۔ مگر اس نئے کمرہ میں سے ایسی بو آنے لگی جیسے اس میں کوئی ابھی رہا ہو۔ اور وہ بھی بالکل سادہ طور پر پھولوں کے چند گلدستوں کی بو رہنے والے کی انسانیت ظاہر کر رہی تھی۔ جو کائٹس لین کے رہنے والوں

غور سے سنیں۔ میں صرف آپکا منتظر ہی نہ تھا بلکہ میں نے آپ کے مکان نمبر ۳۷ میں آنے کی خبر پانے کا اس ہوشیاری سے انتظام کیا ہوا تھا کہ جب آپ نزدیک پہنچے تو میں نے عین وقت پر بوتل کھولی۔ اور جس کی بابت مجھے اجازت دیجئے کہ میں آپ کو گلاس بھر دوں؟"

اسٹورٹ کو واقعات نے تبلایا تھا کہ اس وقت اس کے و نواب کے درمیان جانبازی کا کھیل ہے۔ جس کا کہ ہر ایک پہلو نواب کے فائدہ میں ہے۔ اس لئے اس نے گھبرانا مناسب نہ جانکر خاموش ہو۔ اپنا شراب کا وہ گلاس جو اس کو میزبان نے دیا تھا۔ ے کر پی لیا۔ ے

وہ رند بادہ کش ہوں کہ توکیا ے زاہدا
قاضی نے نذر دی مجھے بوتل شراب کی

اسٹورٹ۔ میں جناب کی مہمان نوازی کا مشکور ہوں۔ مگر کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ وہ کیا انتظام تھا جو آپ نے کیا تھا؟"

نواب۔ بیشک میرے پیارے اسٹورٹ اس بارہ میں مجھ میں اور تم میں کوئی پردہ نہ ہونا چاہیئے۔ آپ وہ آلہ دیکھتے ہیں۔

اسٹورٹ نے ٹیلیفون کی طرف دیکھکر سر ہلایا۔

نواب۔ اور یہ کسی بیوپاری کمپنی کا نہیں ہے۔ بلکہ میرا ذاتی ہے۔ اور سامنے اسحاق لیوی بوڑھے یہودی کی دوکان سے

پیچھے ہٹ جائے۔ اور کسی کمرہ میں چھپ جائے۔ کہ عین اسیوقت دروازہ ایک دم مگر آہستہ سے کھُل گیا۔ اور جس کے اندر کی طرف ڈی۔گورن کھڑا کورنشات بجالایا۔

مسٹر اسٹورٹ میرے خاص معمولی چھوٹے کمرہ میں تشریف لاکر سرفراز فرماویں۔ میں بڑی دیر سے آپ کا منتظر بیٹھا ہوں۔

اسٹورٹ نے نواب کی طرف دیکھا اور دروازہ سے گذر کر اندر جا ایک طرف کھڑا ہوگیا۔ وسط میں میز پر ایک چاندی کے طشت میں دو کانچ کے گلاس اور ایک بوتل شیمپین شراب کی کھلی رکھی تھی۔ مگر کمرہ میں سوائے نواب کے اور کوئی نہ تھا وہ مختصر کمرہ بڑی شان وشوکت سے سجایا گیا تھا۔ ریشمی پردے اعلیٰ قسم کا فرش اور فرنیچر۔ اس کی عمدگی ظاہر کر رہا تھا۔ اور چھت سے ملحق بیچ میں ایک بڑا اور قیمتی تیل کا لیمپ لٹکا ہوا تھا۔ نواب نے دروازہ کو بھیڑا مگر بند نہ کیا۔

اسٹورٹ۔ تعجب سے ادھر اُدھر دیکھکر آپ میرا انتظار کر رہے تھے خیر اس سوال کو ہم دونوں سمجھ جاتے ہیں۔ لیکن یہ میں ضرور کہونگا کہ مجھے آپ کے یہاں ملنے کی اُمید نہ تھی اور نہ یہ خیال تھا کہ آپ میرے انتظار میں ہیں۔

نواب۔ ہنس کر۔ ایک بڑھیا آرام کرسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے۔ مسٹر اسٹورٹ آپ بیٹھ جائیں اور جان کو آرام دیں اور

اُس سے کم تکلیف پہنچائی ورنہ آپ جیسے تیز بیں شخص نے دیکھ لیا ہوتا کہ آپ کا میرے قلعہ میں رات کو چوری آنا اور میرے ملازم کو زخمی کر کے بھاگ جانا آسان بات نہ تھی۔ اور اس سے میں نے فوراً سمجھ لیا کہ آپ بالکل بیمار نہ تھے۔

اسٹورٹ۔ ایک لمحہ سوچنے لگا کہ کاش میں ہندوستان کے کسی جنگل میں کسی مجرم کی تلاش کرتا ہوتا۔ کیونکہ نواب بڑی ہوشیاری سے چل رہا تھا۔ اور اس کے داؤں میں نہ آتا تھا۔ اس کے عیار حریف نے اس کا پیغامبر بن کر جانے اور ذوبلین کونٹ کو بیہوش کرنے سے نتیجہ نکال لیا۔ کہ وہ بیمار نہ تھا۔ واقعی وہ بُرا پھنس گیا تھا۔ کہ لاجواب تھا۔ پر خیر تاہم اُس نے خیال کیا کہ جب تک جان ہے لڑے جائے۔

نواب۔ بعض وقت ابتدا ہی مطلب براری کا ذریعہ ہوجاتی ہے۔ واقعات آپ کو ظاہر کردیں گے کہ آیا میں جلد باز تھا یا آپ شاید میں ہی تھا۔ لیکن بہرصورت یہ خوشی ہے کہ ہم دونوں پھر ایک بار اپنے تاش سے میز پر کھیلیں گے۔ اچھا اب ہمکو مطلب پر آنا چاہئے۔ آپ اپنا تمہیدی کلام کہ (میں نے آپ کو دھوکہ سے دعوت دی) برت رہے ہو۔ کہ اول نرس ریڈفرن کو خط کو لکھا۔ جو مجھے یقین تھا کہ وہ آپ کو ضرور دیدیگی دوسرے میں نے اسحاق یوسی کو نگہبان مقرر کیا اور ویشیک کیا

اس کا تعلق ہے۔ وہ شخص بطور میرے خبر رساں کے کام کرتا ہے
اور بڑا ہوشیار ہے۔ اس نگہبان کتے نے مجھے ابھی خبر دی کہ آپ
بخوبی اسلوبی باورچی خانہ کی کھڑکی کی راہ سے مکان میں داخل
ہو گئے ہو۔

اسٹورٹ۔ اور میرے خیال میں آسی اسحاق کے ہاتھ آپ
نے مجھے یہ دعوت بھیجی تھی۔ یہاں اس کا لہجہ ایسا ہو گیا جیسے
ڈوئیل لڑتے وقت دونوں شخص سلام کر اپنی اپنی تلواریں سنبھال
لیتے ہیں۔

نواب۔ منسکر ہاں وہ کھڑکی میں سے اندر آنے کی بھی آسی کی
پر فریب تجویز تھی۔ کہ آپ ضرور خیال کریں گے مکان نمبر ۳
میں کھڑکی کا کھلا رہنا معمولی بات ہے۔

اسٹورٹ۔ ذرا خفگی سے میں اس کو سمجھ سکتا ہوں۔ کیونکہ اب
اُسے پختہ یقین ہو گیا کہ یہ سب مکڑی کا جال جہاں مکڑی اس کی
تاک میں بیٹھی تھی اسی کے واسطے پھیلایا گیا تھا۔ پھر اس نے
پُر اشتیاق سوال کیا کہ میں اور معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ آپکو میری
دعوت کرنیکا خیال ہی کیونکر ہوا؟!

نواب۔ اپنے حصہ کی شراب پی کر مسکراتے ہوئے مسٹر اسٹورٹ
آپ جانتے ہیں۔ مجھے افسوس ہے کہ جب میں نے اپنی موٹر کار
آپ کی شکرم سے ٹکرائی تو میں نے آپ کو جتنا کہ خیال کیا تھا

خاص انتظام کئے ہوئے جہاز میں انگلینڈ سے جنوبی امریکہ کو
روانہ ہوجاویگی۔ جس سے تین ماہ بعد میں جاکر ملونگا۔ اور اس
کو میں اپنی بیگم بناؤنگا۔

اسٹورٹ (جلدی سے) کیا اس کی رضا ہے؟"

نواب۔ جب تک شادی کا وقت آئے وہ ضرور رضی ہوجاۓگی

اس جواب نے اسٹورٹ کو اس قدر برانگیختہ کیا کہ قریب تھا
کہ وہ کود کر اس کا گلا پکڑ لے۔ مگر اس کو فوراً ہی معلوم ہوگیا
کہ وقت اس کے برخلاف ہے۔ جب مرنا ہی ہے تو سب حال
دریافت ہی کیوں نہ کرلوں۔ اس لئے اس نے اپنے ہنستے
ہوئے دشمن سے کہا۔

اسٹورٹ۔ نواب صاحب آپ کی تجویزیں سب بالکل مکمل
ہیں۔ جنہیں میں غیر مکمل نہیں کہہ سکتا ہوں۔ کہ اول آپ
نے پادری کو قتل کرایا۔ اور پھر ایک بیگناہ کو گرفتار کرایا۔ پھر
ایک امیر کی بیچاری بھولی لڑکی پر زبردستی قبضہ کر بیٹھے
تو بیشک آپ کے پاس مشین چلانے کے لئے واقعی بڑے
اچھے تجربہ کار آدمی ہوں گے۔ مگر یہ یاد رہے۔ ؎

ظالم و مظلوم پوچھے جائینگے پیش خدا
او ستمگر ایک دن روز حساب آنیکو ہے

نواب نے اس کو ایک مہربانی کی نگاہ سے گھور کر دیکھا۔ اور

اسٹورٹ۔ مگر یہ کس لئے کیا گیا؟ آپ کو کیا درکار ہے۔ کیا وہ سیپ کا بٹن؟ یہ سن کر نواب نے تعجب سے اپنی بھویں چڑھا لیں۔ ایک آدھ منٹ تک تو خیال ہوا کہ شاید وہ انکار کر دیگا۔ مگر وہ وقت گذر گیا تھا۔ اور آخر اس نے یوں کہا۔

نواب۔ مسٹر اسٹورٹ شاید اب تک آپ اپنے حواس میں نہیں ہو۔ ورنہ ایک چالیس گھوڑوں کی تباہ کن انجن جو تباہی کر سکتا ہے۔ وہ بڑا ورناک ہے۔ اور اب مجھے اس سیپ کے بٹن کی کیا ضرورت۔ جب مجھے آپ خود ملگئے ہو۔

ان جملوں نے اسٹورٹ کے کانوں میں جاتے ہی اسے اس کی بدقسمتی اور موت کی خبر سنائی۔ افسوس وہ اب وینی کی بھی مدد نہیں کر سکتا تھا۔ خدا جانے اسے مار دیا یا زندہ رکھا جاتا ہے۔ اس سیپ کے بٹن کا اب کیا فائدہ ہو سکتا ہے: تاہم اس نے اس کی باتوں سے نڈر ہو کر جواب دیا۔

اسٹورٹ۔ اور مجھے یقین ہے۔ کہ مس باسٹ بھی آپ کے قبضہ میں ہے۔

نواب۔ بڑے ادب سے بیشک مس باسٹ میرے ہی پاس ہے۔ چونکہ آپ خود بے بس جال میں پھنسے ہو۔ اب آپ سے کوئی بات چھپانا کچھ فائدہ نہیں۔ آپ کو بیشک ہر ایک بات معلوم ہونی چاہئے۔ آپ کی رشتہ دار ایک دو روز میں

کیونکہ کمرہ میں وہی دو تھے۔ مگر خدا معلوم وہ کیا طاقت تھی جو اسے باز رکھتی تھی۔ دروازہ تقریباً ایک انچ جیسا کہ نواب چھوڑ آیا تھا کھلا۔ آخر اسٹورٹ نے سوچا کہ دوڑ کر دروازہ کی راہ باہر نکل جاوے۔ لیکن ساتھ ہی اُسے خیال آگیا کہ نواب بڑا چالاک آدمی ہے۔ ضرور باہر بھی کچھ انتظام کر رکھا ہوگا۔ میں اکیلا تین چار آدمیوں سے کس طرح نبٹوں گا؟"

نواب۔ اسٹورٹ کا منشا رتاڑ کر آپ کیوں نہیں چلے جاتے آپ کا راستہ کھلا ہے۔ سیڑھیوں میں ذرا اندھیرا ہے خیال رکھنا۔

اسٹورٹ یہ خیال کر کے کہ واقعی نواب کا میرے چھوڑ دینے کا منشا ہے۔ اور اگر نہیں بھی ہوا تو اُس کا آئندہ کا ارادہ معلوم ہو جاویگا۔ یہ سوچ کر وہ دروازہ کی طرف لپکا۔ جبکہ وہیں بیٹھے بیٹھے نواب نے نزدیک ہی دیوار میں ایک پیچ کو گھوما دیا۔ بس جونہی اسٹورٹ نے لوہے کے دروازہ کو ہاتھ لگایا وہ تین فیٹ اونچا اُچھلا۔ اور ایک مٹی کے ڈھیر کی مانند نیچے گر پڑا۔

کیا اس کی داد داد رِ محشر نہ دیگا کچھ
ہیر غضب جو تھے اتارے نہر نے

سر ہلایا۔ نہیں اسٹورٹ آپ مجکو اس طرح پر نہ لو۔ خیر میں آپ کو سب کچھ حرف بحرف تبلاتا۔ اگر اس میں مجھے کچھ لطف آتا۔ کیونکہ آپ اچھی طرح میرے قبضہ میں ہیں۔ بیشک یہ میں کہہ چکا ہوں کہ مجھ میں اور آپ میں کوئی پردہ نہیں۔ مگر اسٹورٹ میں آپ کو اس قدر بھی تبلانا نہیں چاہتا کہ آپ کے ہاتھ میں اس رسی کا دوسرا سرا ابھی دیدوں۔ جو میرے سٹریکوں کو ٹنگوا سکے گو آپ کی رہائی میں ہزار میں ایک حصہ بھی امید نہیں ہے،،

اسٹورٹ۔ اور وہ آپ کا ہزارواں حصہ کیا ہے؟،،

نواب۔ آپکا اس مکان نمبر ۳ سے زندہ نہ نکلنا ہے۔

اب گویا اچھا خاصہ لڑائی کا جواب مل گیا۔ اسٹورٹ نے فوراً ہی کچھ نہ کہا۔ بلکہ وہ کمرہ کی لمبائی چوڑائی ناپنے لگا۔ کمرہ قریباً اٹھارہ فیٹ مستطیل تھا۔ جن کے آخر میں پردہ وار کھڑکی تھی۔ جو بالمقابل اس لوہے کے دروازہ کے تھی۔ جس سے وہ داخل ہوا تھا۔ علاوہ اس کے دیوار میں ایک طرف کونے میں لوہے کا ایک دروازہ بھی تھا۔ جو شاید وہ چور دروازہ تھا جو دوسری گلی میں کھلتا تھا۔ جسکا کاٹیٹس لین سے کچھ تعلق نہ تھا۔ اور جدھر سے نواب آیا جایا کرتا تھا نواب بھی بےغم بیٹھا ہوا اسٹورٹ کے خیالی گھوڑوں کی دوڑ دیکھ رہا تھا۔

اسٹورٹ کو خیال ہوتا تھا کہ وہ نواب پر جھپٹ پڑے۔ کیونکہ

کوئی شرط نہیں کر سکتا جس کو میں نے سخت محنت سے گرفتار کرایا ہے۔

اسٹورٹ۔ مگر مجھے آپ میری شرطوں کے پورا کرنے کی ضمانت کیا دیتے ہیں۔؟"

نواب۔ غصہ سے آپ اس حالت میں ہیں کہ آپ کو ضمانت کی کوئی ضرورت نہیں۔ میں آپ کو جہاں آپ کھڑے ہوئے ہیں وہیں جان سے مار سکتا ہوں۔ اور اگر آپ نے بٹن کا پتہ نہ بتلایا تو ایسا ہی کروں گا۔

اسٹورٹ۔ بٹن آپ کو کچھ فائدہ نہ دیگا جبکہ میں نے لانگڈن ٹریننگھم سے کہدیا تھا کہ جس وقت وہ گرفتار ہو جائے تو اپنی رہائی کی خاطر ایک سراغ رساں کو رکھکر اس بٹن پہننے والے کی تلاش کرے۔

نواب۔ اور اس سراغ رساں کو وہ بات دریافت کرنے میں تین مہینے لگیں گے جو آپ نے اور مس باسٹ نے قدرتی و اچانک طور پر معلوم کر لی تھی۔ اور فرض کیا اس سراغ رساں نے تجھے سراغ بھی دریافت کیا تو وہ کس فائدہ کا۔ جب آپ جیسا گواہ نہ ہو۔ اور یوں اس کی کوشش بے سود ہو گی اچھا اب آخری دفعہ پھر پوچھتا ہوں بولو وہ بٹن کہاں ہے۔؟"

اسٹورٹ۔ میں تمکو نہیں بتلاتا۔

اسٹورٹ۔ میں تمہاری باتیں سن رہا ہوں۔ تم کیا چاہتے ہو۔؟ ہ

زمانہ کچھ نظر آتا ہے اب بدلا ہوا ہمکو
یہ طاقت جانیوالی ہے نقاہت آنیوالی ہے

نواب۔ سیپ کا بٹن۔

اسٹورٹ۔ اپنی جیبوں کو دیکھ کر۔ افسوس میں اُسے ساتھ نہیں لایا۔

نواب۔ یہ میں جانتا ہوں۔ لیکن آپ اپنی جان کے عوض مجھے تبلا سکتے ہیں کہ وہ کس کے پاس ہے۔ اور اس کے حاصل ہونے کا ذریعہ کیا ہے۔

اسٹورٹ بہت دیر سوچتا رہا۔ کہ میرا دشمن مجھسے خوش تو ہے نہیں بلکہ ایک ایسے کمرہ میں قید کر رکھا ہے جسے وہ مرگ کا کمرہ سمجھتا ہے۔ لیکن جب تک سانس تب تک آس شاید رہائی کی کوئی صورت نکل آئے۔ تو یوں جواب دیا۔

اسٹورٹ۔ مجھے امید نہیں کہ آپ مجھے راز کہنے کے بعد بھی زندہ جانے دیں۔

نواب۔ فوراً ہی نہیں۔ آپ کو کم از کم یہاں چھ ہفتے ٹھہرنا پڑیگا جب تک میرا کام جو میں نے ہاتھ میں لیا ہوا ہے ختم ہو جاوے مگر میں صاف کہے دیتا ہوں کہ میں اس پادری کی بابت آپ سے

پر بوجھ زیادہ ہوتا جاتا ہے۔ اور اُس کا سانس رُکا جاتا ہے
وہ جھٹ ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔ اور اپنے آپ کو ملامت کرنے لگا
کہ اُس نے اپنے آپ کو تکلیف میں ڈالکر کھڑکی کیوں نہ کھولدی
اور کیوں مدد کے واسطے آواز نہ دی۔ مگر اب کیا ہو سکتا ہے
اب تو وُہ گھڑی بھر میں بیہوش ہونے والا تھا۔ اس کی طاقت
بالکل جاتی رہی تھی۔ اور وہ اب ایک قدم بھی نہ اُٹھا سکتا تھا۔
لیکن یکایک خود بخود ہوا صاف ہونے لگی۔ اور اس کی چھاتی
و دماغ پر سے بوجھ اُٹھنے لگا۔ اور دو منٹ کے اندر وہ اپنے
پاؤں چلنے کے قابل ہو گیا۔ عین اسی وقت ٹیلیفون کی گھنٹی
بجی۔ یہ بمشکل اُس تک پہنچا۔ اور جھٹ اس باتیں کرنے کے آلہ
کو تھام کان سے لگا لیا جب نواب کی آواز آئی۔ آپ نے
دیکھا کہ میں آپ کے ساتھ کیا کر سکتا ہوں۔ ابھی اذیت پہنچانے
کے اور کئی راستے ہیں۔ کیوں اب بھی تبلاؤ گے۔ یا نہیں کہ
وہ بٹن کہاں ہے۔ اور اس کے حاصل کرنیکا کیا ذریعہ ہے؟"
اسٹورٹ جس کی پیشانی پر پسینہ آگیا تھا۔ اور جو لڑکھڑا رہا
تھا بمشکل کہہ سکا۔
اسٹورٹ۔ تم نے مجھے مہلت تک نہ دی۔ اور اپنی اذیت
شروع کردی اس وقت میں ہوش میں نہیں ہوں۔ میرا دماغ
پھٹ رہا ہے مجھے پانچ منٹ کی مہلت دو۔

اس کے بعد ٹیلیفون سے سلسلہ گفتگو توڑ دیا گیا۔ اور یہ باتیں کرنے کا آلہ رکھکر کمرہ میں اِدھر اُدھر دیکھنے لگا۔ کہ بچ نکلنے کا کوئی ذریعہ ٹٹولے۔ ورنہ وہ اس کمرہ میں فاقوں سے ہی مرجائیگا۔ وہ کمرہ کا جائزہ لینے لگا۔ جس میں کہیں ایک سوراخ بھی نہ تھا۔ دروازہ یا کھڑکی کو وہ چھوتا نہ تھا اُس نے بجلی کے تاروں کی تلاش کرنا چاہی۔ کہ ان کو کاٹ ڈالے مگر اُسے نہ ملے۔ کیونکہ عیار نواب نے بڑی ہوشیاری سے یا توان کو فرش کے نیچے لگایا تھا یا دیوار میں جمایا تھا۔ کہ قیدی کا ان تک ہاتھ نہ پہنچ جائے۔ دراصل بڑی مضبوطی اور فریبی سے یہ کمرہ بنایا گیا تھا۔ اسٹورٹ سوچنے لگا کہ آیا یہ نواب کا اوّل ہی پولٹیکل قیدی ہے۔ یا اس میں سے ایک ہے۔ جن کو نواب نے یہاں فریب سے بلواکر مارا۔ قبل اس کے کہ وہ کچھ نتیجہ نکالے۔ اُسے چھت گیری کے اوپر دھوکنی چلنے کی آواز آئی اور ساتھ ہی اس کے پھیپھڑے اور دماغ پر کچھ بوجھ پڑتا ہوا معلوم ہوا۔ جس نے اس پر ظاہر کردیا کہ کمرہ صاف ہوا کھینچنے اور زہریلی ہوا داخل کرنے کی مشین سے مہلک ہو رہا تھا۔ جس کی وجہ سے قیدی تنگ آکر اپنا حال بتلادے۔ یا تڑپ تڑپ کر مرجائے۔

گو اسٹورٹ مضبوط دل تھا۔ مگر اس نے دیکھا کہ اسکی جاتی

اس قریب الموت وقت میں اُسے خیال آیا کہ اگر خوش قسمتی سے
اس جال سے جس میں وہ پھنسایا گیا ہے نکل جاتا تو ضرور
تھا کہ شاید ریڈ فرن اُسے ہمیشہ کی تسکین دینے والی خوشی دیتی
مگر یہ وقت ایسی باتیں سوچنے کا نہ تھا۔ اُس نے تصویر کو ایک
طرف رکھدیا۔ اور پھر خیال کرنے لگا کہ یہ ایک بند پنجرے میں
چوہے کی موت مرنا بہت بُرا ہے۔ اَب یوں خاموش بیٹھنے سے
کیا ہوتا ہے۔ اس لئے وہ ٹیلیفون کے پاس گیا۔ اور گھنٹی بجائی تو
تو آواز جس نے جواب دیا وہ نواب ڈی۔ گورن کی نہ تھی۔ بلکہ
وہ اسحاق یہودی کی تھی۔ جو باہر نگہبانی کا کام اپنی مچھلی کی دوکان
سے کرتا تھا۔ اور جس نے اُسے اس موت کے جال میں پھنسایا تھا

اسحاق۔ فرمایئے جناب کیا ہے۔ اور آپ کے اس مُرتبہ واچار
کے کارخانہ کا کیا حال ہے۔؟"

اسٹورٹ۔ اس کی کچھ پرواہ نہیں۔ بتلاؤ وہاں نواب ڈی
گورن ہے۔ میں اُس سے کچھ باتیں کرنا چاہتا ہوں۔

اسحاق۔ نواب صاحب ضروری کام کے واسطے چلے گئے ہیں
مگر مجھے پورا اختیار دے گئے ہیں اور میں تم سے پوچھنا چاہتا
ہوں کہ تم نواب کے سوال کا جواب دینے کو تیار ہو یا نہیں۔

اسٹورٹ۔ استقلال سے نہیں۔ میں اس بات کا جواب دینا
نہیں چاہتا۔ اور یہ میرا آخری جواب ہے۔ اس وقت ٹیلیفون

نواب۔ پانچ کیا دس منٹ تو۔

اسٹورٹ ٹیلیفون سے ہٹ کر آرام کرسی پر بیٹھ گیا۔ گو اس کا جواب تو وہی نفی میں تھا۔ مگر اس نے مہلت یوں مانگ لی کہ شاید اس عرصہ میں کوئی رہائی کی تجویز سوجھ جائے اسٹورٹ یہ بخوبی سمجھ چکا تھا کہ وہ بٹن کا راز بتائے یا نہ بتائے نواب نے جو ارادہ کیا ہے اس کو ضرور پورا کریگا۔ اگر وہ بٹن کا نواب سے ذکر کرے تو وہ نرس ریڈ فرن کے قبضہ میں ہے۔ ریڈ فرن کی بابت نواب کو یہ تبلانا گویا اسکو تکلیف میں پھنسانا ہے۔ جو علاوہ ثبوت دیئے یا چکنی چپڑی باتوں کے اس سے زبردستی حاصل کر لیویگا۔

اوہ نہیں کبھی نہیں چاہیئے۔ میری جان چلی جائے۔ مگر مین نواب کو ریڈ فرن کے پاس بٹن کا ہونا ہرگز نہ تبلاؤنگا آہ وہ پیاری خوبصورت ریڈ فرن جس نے میری اپنوں سے زیادہ خدمت کی۔ میرا وقت بڑی ہنسی خوشی گذارا۔ اور چلتے وقت مجھے اپنی تصویر بھی دی۔ جس کی وجہ پوچھی گئی تو ہنسکر جواب دیا آپ کا انعام کہ آپ نے مجھکو اپنا رازدار بنایا۔ میں اسکا احسان کبھی نہ بھولونگا۔ یہ کہہ کر اس نے تصویر کو نکالا اور اس کو دیکھکر سرد آہ کھینچی۔ کہ اب وہ اس کا پیارا اور دلکش چہرہ پھر نہ دیکھ سکے گا۔ اور

اور اس فولادی تلوار کی جھنجھناہٹ کی آواز جو گھوڑے کی زین سے ٹکراتی تھی اب تک اُسکے کانوں میں آرہی تھی۔

تیسواں باب

(لڑائی کی ایک مجلس)

آدمی سہتا ہے کیا کیا ذلتیں   نفس مردود و شقی کے واسطے

ہارسٹ لاک جنگل کے درمیان محافظ کے جھونپڑے میں تنہائی اور خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ مگر اُسکے پرنالوں سے پانی جاری تھا۔ اور مینھ یوں موسلادھار برس رہا تھا کہ اللہ کی امان۔ جو کسی طرح تھمنے ہی میں نہ آتا تھا۔ ہوا علیحدہ اپنا زور دکھا رہی تھی۔ اور درختوں کی سائیں سائیں کی آواز ایک نیا ترانہ گا رہی تھی۔ رات اچانک برق و باد کا طوفان آٹوٹا تھا جو اسوقت اپنے پورے زور پر تھا۔

نواب ڈی۔گورن نے کچھ خیال نکرا ایک جنگلی راستہ سے گذر کر سیدھا محافظ کے جھونپڑے پر جا کھٹکٹایا۔ وہ دو بُلڈاگ اُسے میدان کے سرے ہی پر ملے۔ جنھوں نے اپنی دُمیں ہلا کر اُس کا استقبال کیا اور حکم پاتے ہی اِدھر اُدھر دوڑ گئے۔ نواب کے کھٹکھٹانے پر جب کوئی جواب نہ آیا تو وہ جیسے جگہ سے اچھی طرح واقف ہو۔ احاطہ میں سے ہو کر جھونپڑے کے پیچھے غلہ والے گودام کیطرف چلا گیا۔ جہاں پہنچ کر

سے جواب آیا تو خدا اتمیر رحم کرے۔ اور اس کے بعد جھت گیری پر سے اس خوفناک مشین کے چلنے کی آواز آنا شروع ہوگئی۔ جب اسٹورٹ نے محسوس کیا کہ اس کمبخت زہریلی ہوا کا اثر پھر اس کے پھیپھڑوں اور دماغ پر ہونے لگا ہے اور ادھر مشین ......
...... خوب زور زور سے چلنے لگی۔ گویا اب اسے مہلت نہیں مل سکتی۔ وہ آخری مہلت تھی جو اسے مل چکی تھی۔ اس آخری وقت میں اگر اسے خیال تھا تو وہ نرس ریڈ فرن کا اس کی پیاری صورت اس کی آنکھوں میں کھپ گئی تھی۔ بلکہ اسی شوق میں اس نے میز پر سے اس کی تصویر اٹھائی۔ اور اسے اشتیاق بھری نگاہوں سے دیکھنے لگا۔ آہ اگر وہ مجھے اس حالت میں خود دیکھتی تو کیا کہتی۔ اور کیا وہ میرے واسطے کچھ کرتی۔؟ یا کیا وہ اب کچھ کر سکتی ہے؟ او خدا اس طرح مرنا بڑی نامردی ہے۔ کیا میں خود کچھ نہیں کر سکتا؟ زہریلی ہوا کا انجن چلتا گیا۔ اور اپنا برا اثر اس کی چھاتی اور دماغ پر ہوتا گیا۔ جب وہ اپنی آدھی کھلی ہوئی آنکھوں سے تصویر کی طرف دیکھ رہا تھا۔ کہ یکایک اس کا خیال رات کے اس تعقب کی طرف چلا گیا جو اس نے بنگال کے جنگلوں میں ڈاکوؤں کے پکڑنے کے واسطے کیا تھا۔ اور جیسے وہ اب بھی محسوس کر رہا تھا کہ سر کے کانٹے عرب گھوڑے کے پیٹ میں دھنسے جاتے تھے

کام میں اُس نے خوب مدد دی لیکن اب سوال یہ ہے کہ جب ہمارا کام ہوگیا تو ہم اسکو کیا کرینگے ؟ وہ دل میں سخت ناراض ہے۔ جونہی وہ میرے ظلم و تکلیف سے چھوٹی ہمارا سارا راز طشت ازبام کرنے میں ذرا نہ چوکے گی۔ دونوں آدمیوں نے آنکھوں میں کچھ باتیں کیں اور نواب نے اپنی بھویں چڑھا ہاتھ کو گلے پر رکھکر اشارہ کیا۔ لیکن لومکس نے سر ہلا کر کہا۔

لومکس۔ نہیں یہ نہیں ہوسکتا۔ آپ کے لئے ایسا کہدینا آسان ہے۔ کیونکہ جس وقت آپ کا کام ہوگیا تو آپ یہ ملک چھوڑ دوگے۔ اور مجھے تو لنڈن میں رہنا ہے دس سال کوئی بڑی بات نہیں۔ جان ہیکسٹ جب وہ یورپ سے کر آئیگا۔ تو میں اُسے کیا جواب دونگا۔ اگر اُسے یہ معلوم ہوگیا کہ اُس کا بچہ میرے ہاتھوں غائب ہوا ہے۔ تو وہ فوراً میرا خون ہی پی کے نچلا بیٹھے گا۔

نواب۔ مگر جسبفر تم تو اس قسم کی باتوں سے ڈرنے والے آدمی نہیں ہو۔

لومکس۔ وہ اور بات تھی۔ اُسمیں مجھے آپ کی مدد تھی۔ اور آپنے صاف بچایا۔ لیکن اسمیں مجھے اکیلا ہی نبٹنا پڑیگا۔ میں جان ہیکسٹ کو جانتا ہوں۔ آپ نہیں جانتے۔ گو میں خود بدمعاشوں کا بدمعاش ہوں مگر بوڑھا جان اِن کاموں میں میرا اچھا ہے۔

نواب۔ تو معلوم ہوا کہ اُسکا رعب تم پر چھایا ہوا ہے۔ خیر تب

اُس نے دروازہ پر عجیب طرح سے کبھی آہستہ اور کبھی زور سے دستک دی گویا ایک طرح کا خفیہ اشارہ تھا۔ جب تھوڑی دیر بعد خود جسفر لوکمس نے نے وہ تنگ دروازہ کھولا۔ اور نواب نے اندر داخل ہو کمرہ کے اِرد گرد نگاہ دوڑائی تو اُسے یہ نظارہ دکھائی دیا۔ کہ ایک طرف تپائی پر اوزار رکھے ہوئے تھے اور نزدیک کاغذوں کا ڈھیر تھا۔ اور دوسری طرف چارلی ہیکسٹ حسب معمول طشت پر جھکا ہوا اپنا فرض ادا کر رہا تھا۔ تو اُس نے تسلی کا سانس بھرا اور کہا۔ جسفر تم آجکل بڑی محنت میں مشغول ہو۔

جسفر لوکمس۔ جو دروازہ کو احتیاط سے بند کرکے آگیا تھا۔ کتنی بھی کوشش کروں اس سے زیادہ نہیں کر سکتا۔

نواب۔ میں کسی وجہ سے کہتا ہوں کہ جسقدر ممکن ہو ہمیں اپنے کام میں جلدی کرنی چاہئے۔ مگر اچھا ہو جو ہم دونوں تنہا ہوں۔ اور چارلی کی طرف دیکھا۔

لوکمس۔ سختی سے۔ سیڑھی کی طرف اشارہ کرکے چارلی اپنے کمرہ میں جاؤ۔

نواب نے چارلی کے دُبلے پتلے بدن کو دیکھ کر جب وہ چلا گیا تو لوکمس سے کہا۔ تم نے تو اسے بالکل لاغر کر دیا ہے۔ مگر اُمید ہے کہ اپنی اوّل ضد کے بعد پھر تو کام کرنے سے اُس نے کبھی انکار نہ کیا ہوگا

لوکمس۔ ہنسکر۔ وہ مزے میں ہے۔ اب کیا ضد کرتا۔ گو ہمارے

نے مجھے اپنے جنم بھوم سے بدر ہونے پر مجبور کیا۔ میں جنوبی امریکہ میں رہ کر ایک اشراف اور زاہدانہ زندگی بسر کرونگا۔ پر خیر تم ان باتوں کو جانے دو۔ مجھے میرا وہ کام پھر یاد آگیا ہے جسکی خاطر میں مینھ برستے میں تمھارے پاس اس جنگل میں آیا ہوں۔ لیڈی کرالی بہت شور و غل کر رہی ہے (اتفاقیہ میں نے ایک تدبیر سوچی ہے جسمیں یہ جو کمرہ میں اوپر ہے آگئی ہے)

لوئمکس۔ مجھے تو معلوم تھا کہ جب اُسے یہ خبر ملے گی تو وہ ایسا ہی کرے گی۔

نواب۔ مگر ہمیں اُسے شور و غل کا موقع نہیں دینا چاہیئے۔ جب تک ہمارا وہ کام کاغذ کے اعتبار کی طرف دیکھ کر جسپر کہ تم ایسی محنت سے لگے ہو پورا نہ ہو جائے۔ اُسکی قدرتی حسد اب کم ہو گئی ہے۔ جب اُسے یہ یقین دلایا گیا کہ اِسکا نتیجہ اُسکے واسطے نواب کی بیگم بنانے کا ہے۔ اب وہ خاموش ہے مگر جسطرح بھی ہو آج رات مِس باسٹ کو قلعہ سے نکال لینا چاہیئے۔ تاکہ اُسکو یقین آجائے۔ میں نے ایک جہاز کا انتظام کر لیا ہے جو اسکو لیکر فوراً ہو جائیگا۔ لیکن جہاز پرسوں سے اوّل تیار نہیں ہو سکتا۔

لوئمکس۔ تو کیا آپ کا یہ مطلب ہے کہ میں جا کر میڈیم کرالی کو تسلی دوں؟ لیکن مجھسے ایسا کام نہیں ہو سکتا۔

نواب۔ ہنسکر۔ مسٹر لوئمکس تم اس لائق ہو بھی نہیں۔ اور دوسرے

ہیں کوئی اور تجویز کرنی چاہیئے۔ جو میں نے سوچ لی ہے۔ مگر ہماری باتیں تو وہ نہ سُن سکے گی؟ یہ کہکر نواب تپائی کے ایک کونے پر بیٹھ گیا۔

لُومکس۔ اوپر دیکھ کر۔ نہیں۔ جب تک کہ ہم نہ چلائیں۔

نواب۔ آہستہ سے۔ تو لو سنو۔ آخر اسٹورٹ صاحب ہمارے قابو میں آ گئے۔ اور جیسے میں کا ٹیٹس لین میں دوست اسحاق یہودی کے رحم پر چھوڑ آیا تھا اور اُسے تاکید کر آیا تھا۔ کہ زہریلی ہوا پھیلانے والی مشین کو خوب زور دیکر چلائے کہ بس چٹ پٹ ہی اُسکا کام تمام ہو جائے۔ سو ابھی اسحاق کا تار آیا ہے کہ اُس نے اپنا کام کر دیا۔ اور اب ہمیشہ کے واسطے اسٹورٹ ہمارے راستہ سے ہٹ گیا۔ مگر اب یہاں سے جلد جانے کی کئی اور وجہ ہو گئی ہیں۔

لُومکس۔ نواب صاحب کیا آپ اُس پیاری صورت کو اپنی سازش میں شامل کئے بغیر نہیں رہ سکتے؟

نواب۔ کے چہرہ پر سیاہی دوڑ گئی۔ مگر اس طرح اپنے پُرفریب لہجہ میں کہا۔ پیارے لُومکس تم فرانسیسی کی طبیعت کو نہیں سمجھ سکتے۔ مجھے اِس خاموش انگریزی گاؤں میں جو کچھ پیش آیا ہے۔ عمر بھر تک یاد رہیگا جسکی وجہ سے بعض وقت مجھے اُلجھن اور تکلیف ہونے لگتی ہے اور اب میں نے ارادہ کر لیا ہے کہ جسوقت ہم نے اپنا اشرفیوں والا کام پورا کر لیا میں توبہ کر لونگا۔ اور اپنا فرانس کا ملک جسکے نپولین کے خطاب

ہوں۔ اور میں تمھیں یقین دلاتا ہوں کہ جس وقت وہ بوڑھا جان ہیکسٹ چھوٹ کر آیا تو یہ نوجوان لڑکی خود اپنی مرضی سے اُسکو لکھے گی کہ وہ اپنی تقدیر کسی حالت میں بدلنا نہیں چاہتی۔ اور اس طرح تم لڑکی کو نقصان پہنچانے کے الزام سے بچ جاؤگے۔

ٹومکس۔ ہاں یہ بہ نسبت اُس بات کے اچھا ہے۔ کہ جیک خواہ مخواہ میری جان کا دشمن بن جاتے۔ مگر اس بات کو ابھی کئی سال ہیں میں کچھ پرواہ نہیں کرتا۔ نواب صاحب آپ لڑکی کو لیجائیں۔

نواب۔ اچھا تو اب تم بالاخانہ کو عمدگی سے سجاؤ۔ اور دیکھو کہ نوجوان لڑکی خادمہ کا عمدہ لباس پہنے۔ کیڑے میں قلعہ میں پہنچتے ہی بھیجدونگا میں نے انتظام کرلیا ہے۔ ذوبلین کونٹ اور دو تین آدمی اور آدھی رات گئے سحر ہونے کے قریب جبکہ تمام گاؤں خواب غفلت میں سوتا ہوگا۔ مس ہاسٹ کو شکرم میں بٹھا کر یہاں ہمارے پاس لے آوینگے۔ اور ساتھ ہی یہ بھی احتیاط کرلی ہے کہ کانسٹبل لارنس کو خوب شراب پلائی جائے کیونکہ اکثر رات کو ہمیں اُسی کا ڈر رہتا ہے۔

ٹومکس۔ علاوہ نواب ڈی۔ گورن کے اعلیٰ محافظ شکارگاہ کے اس جملہ پر دونوں خوب ہنسے اور پھر مختلف باتیں کرنے لگے جن میں اکثر یہ جملے سُنائی دیتے تھے۔ رقم کی تعداد۔ حامل رقعہ کو دیدو۔ اشرفیوں کے ہُنڈیاں۔ اور میونسپل اسٹاک وغیرہ۔ بلکہ دوران گفتگو میں ٹومکس نے تپائی پر سے چند کاغذ اٹھا کر نواب کو دکھلائے۔ جن کو وہ دیکھ کر

جیسا کہ تم خیال کر رہے ہو وہ نہیں۔ میں تو صرف تم سے کہنے آیا ہوں
کہ چند راتوں کے واسطے مس باسٹ کی یہاں خبرداری کرو۔ جب تک
میں اُسکو سمندر کے کنارے لے جاؤں۔

لومکس۔ بیشک وہ یہاں اوپر کے کمرہ میں تشریف لا سکتی ہیں مگر
میں اُنکی خاطر مدارات نہیں کر سکتا۔ صرف خبرداری کرنے کے لایق
ہوں کہ وہ کہیں ہل نہ سکے۔

نواب۔ واہ رے میرے لومکس کیا کہنے۔ شاباش۔ لیکن ہمیں اب
چارلی کو زنانی پوشاک جو اُس کا اصلی لباس ہے پہنانی چاہتے۔ میں تمھیں
کپڑے بھیجدونگا۔ جو یہ پہنکر مس باسٹ کی خدمت کے واسطے تیار
ہو جائے۔ دوسرے چونکہ واقعات نے اُنھیں اوّل ہی ایک دوسرے
سے واقف کر دیا ہے۔ اس حالت میں یہ دونوں مل کر ضرور بھاگنے کی
کوشش کرینگی اور آخر ان کو کرنی بھی چاہئے۔ اور جو اس طریقہ پر ہوگی
کہ یہ سیدھی جہاز پر پہونچا دی جاویں گی جبکہ اُنھیں خبر تک نہ ہوگی۔
اور ہم اُس محنت سے بچ جاویں گے جو ہمیں اُن کے لے جانے
میں صرف کرنی پڑتی۔

لومکس۔ اور وہ نوجوان لڑکی چارلی ہیکنسٹ بھی جہاز پر
لے جائی جائے گی؟

نواب۔ ہاں وہ نوجوان لڑکی بھی اپنی مالک کے ساتھ جہاز پر اُس
نامعلوم زمین میں جاویگی جہاں میں خوشی کی نئی بادشاہی بسانا چاہتا

لومکس۔ دروازہ بند کرتے ہوئے۔ لیکن میبل ہرسٹ کے جھگڑوں کا مجھ پر الزام نہیں آسکتا جسکو سُن کر نواب ہنسا اور بانی جُوتے ہوئے درختوں میں سے ہوتا ہوا قلعہ لانکلور کی سمت چلا گیا۔

اکتیسواں باب

نواب اپنی پُرفریب چالاکی استعمال کرتا ہے

جلا کر خاک کر ڈالیگی دو عالم کو اک دم میں
کوئی آہِ تپاں گر سینۂ بسمل سے نکلیگی

نواب نے گو جسفر لومکس کی باتوں کا کچھ خیال نہیں کیا۔ مگر راستہ میں جاتے ہوئے وہ اُس پُراسرار بٹن کا خیال کرتا گیا۔ کہ گو ظاہرا اب کوئی خطرہ نہیں۔ لیکن پھر بھی اگر کہیں ہمارے جلنے سے پیشتر اُسکا کوئی ذکر چل پڑا اور تفتیش شروع ہوئی تو میرا سب بنا بنایا کھیل بگڑ جاوے گا۔ کیونکہ اُسے ان سُراغ رسانوں کی کارروائیوں پر پورا اعتماد تھا۔ کیا تعجب ہے کہ اُس سراغرساں نے جسکا اسٹورٹ نے ذکر کیا تھا اپنی کارروائی شروع کردی ہو۔ اور عین آخری وقت میں قلعہ لانکلور کے سربستہ اسرار کھولدے۔ گو نواب ایسا ڈرنے والا نہ تھا۔ مگر پھر بھی ہوشیاری چاہئے۔ اُسکو بیحد تسلّی ہو جاوے اگر اُس کو وہ بٹن ملجائے جو اسٹورٹ نے گرجا سے اٹھایا تھا اور جسے اگر کوئی لانگمڈن ٹریسنگھم کی دوسری

بہت خوش ہوا۔ لوکمس کی پیٹھ ٹھونکی اور شاباش دی۔ تعجب بیشک تعجب۔ میرے دوست۔ میری زندگی کے اکثر یہ خواب تھے کہ کوئی عمدہ سبیل جیسی کہ یہ نکالی ہے کی جائے۔ جس کا ہر ایک ممبر اپنی جگہ ہوشیار ہو۔ اور جو کافی روپیہ اور عمدہ عملہ ہونے کے بغیر نہ نکالی جا سکتی تھی۔

لوکمس۔ مگر اب تو آپ کے خواب کامیابی کی راہ پر ہیں۔ میں ایک اٹھوارے کے اندر ہی یہ تمام کاغذات تیار کر دوں گا۔

نواب۔ خوش ہو کر۔ جب تو لیڈی کرائی "برلین" "پیرس" اور "ویانا" کے دورہ پر جا سکتی ہے۔ دو لاکھ اسٹرلنگ (اسٹرلنگ ہندوستان کے پندرہ روپیہ کے برابر ہوتا ہے) صرف منافع جبکہ کلہم ایک لاکھ اشرفیاں یہاں شروع میں خرچ کرنی پڑی تھیں۔ بخدا ہم نے بڑی محنت اور چالاکی سے کام کیا ہے۔ اور دیکھو وہ بے وقوف اسٹورٹ ہماری راہ میں آنا چاہتا تھا۔ یہ کہکر اُس نے اپنی برساتی اوڑھ لی اور اس تنگ دروازہ کی راہ باہر چلا آیا۔ مگر قبل اسکے کہ جیفر لوکمس دروازہ بند کر لے نواب ٹھہر گیا اور یہ کہنے لگا۔ وہ کمبخت سیپ کا بٹن اب تک ہمارے ہاتھ نہیں آیا۔ گو ہم نے اسٹورٹ کو ہمیشہ کے واسطے اور مس باسٹ کو اپنے قبضہ میں کر لیا ہے۔ مگر تاہم آخر تک احتیاط لازم ہے۔ اور ہم کو چاہئے کہ جس قدر جلد ممکن ہو میلپل ہرسٹ اور اسکی واردات کے جھگڑوں کو پیچھے چھوڑ کر نکل جائیں۔

نواب۔ اپنے ساتھی کی طرف توجہ نہ دے کر۔ آہ کیسا تکلیف دہ طوفان ہے۔ اور پھر فوراً ہی مڑکر اس بھورے رنگ کے خوبصورت چوغے اور نرس کی نفیس سِلی ہوئی جاکٹ کی طرف دیکھکر ظاہرا تعجب ظاہر کیا۔ اور کہا اوہو تو شاید آپ نرس ریڈ فرن ہیں۔ جو اسٹورٹ زائیرٹے کی تیمارداری میں باسٹ ہال میں ملازم ہیں؟"

نرس۔ آہستہ سے جی صاحب میں وہی ہوں۔

نواب۔ بڑی مہربانی کے لہجہ میں ظاہرا خوش ہوا اور بولا آج مسٹر اسٹورٹ کا کیا حال ہے۔؟"

نرس۔ جناب وہ تقریباً بالکل ویسے ہی ہیں۔ گو رات بھر انھیں بڑی سخت تکلیف رہی۔ پر خیر اب خطرناک حالت نہیں۔

اس جواب نے نواب کو ذرا پیچھے ہٹ تعجب سے اپنے لانبے قد پر کھڑے ہونیکو مجبور کیا۔ لیکن وہ اپنی اس حیرانی پر جلد غالب آگیا۔ کیونکہ نرس کے لفظوں میں کوئی خاص بات پوشیدہ نہ تھی۔ اور وہ تو یہ سمجھ ہی گیا تھا کہ نرس اُسے جھوٹ کہہ رہی ہے۔ اس لئے وہ ذرا ناخوشی کی ہنسی ہنسا۔

نواب۔ نرس تمہیں معلوم ہے کہ تم سراسر جھوٹ کہہ رہی ہو اور جس کی پاداش میں مجھے خیال نہیں پڑتا کہ میں کیا کہوں۔

نرس۔ درست ہے۔ مگر یہ آپ کو میری ہتک کرنے کا کیا

پیشی پر پیش کر دے۔ تو قبل اسکے کہ ہمارا ٹٹو آگے بڑھے وہ رہا ہو جاویگا۔
پس جسطرح بھی ہو مجھے اُس بٹن پر قبضہ کرنا چاہئے۔ وہ سوچنے لگا کہ بٹن
جب اسٹورٹ کے پاس نہ تھا۔ تو ضرور ہے کہ اُس نے اس کمرہ ہی میں
جسمیں کہ وہ بحالت بیماری تھا کسی محفوظ جگہ پر رکھا ہوگا۔ کیونکہ نواب کے
گروہ میں ایک دو بڑے ہوشیار سیندھ لگانیوالے بھی تھے۔ اور جنھیں
اب نواب کا منشا اسٹورٹ کے کمرہ میں آزمانے کا تھا۔ نواب نے
اپنی اس اُدھیڑ بُن میں کچھ خیال نہ کیا کہ اُسکی ٹانگیں اُسے کہاں لے جا
رہی ہیں۔ اور جب وہ ذرا چونکا تو اس نے دیکھا کہ وہ جنگلی راستہ چھوڑ کر
اُس بڑی پختہ سڑک پر آگیا ہے جو باسٹ ہال کے پاس سے ہوکر گذریگی
وہ تھوڑی ہی دور گیا تھا کہ اُسے باسٹ ہال کا بڑا پھاٹک بارش اور
ہوا کا خاموشی سے مقابلہ کرتا نظر پڑا۔ پانچ منٹ ہوئے زور کی بارش
شروع ہوئی تھی اور جو لکایک بڑے بڑے اولوں میں بدل گئی۔ ایک غیر
آباد زمین کے ٹکڑے پر قدرتے دُور اُسے کسی کا باڑہ یعنی کسان کا گاڑی
خانہ دکھائی دیا۔ جسمیں پناہ لینے کے واسطے وہ دوڑا مگر جونہی اُس نے
اندر قدم رکھا۔ اُس نے وہ سیندھ لگانے والوں کا ارادہ بدل دیا۔ کیونکہ
خوش قسمتی سے واقعات نے اُسکو ایک ایسی چیز کے سامنے کر دیا۔ جو
اُس کے پُر دغا اور فریبی دل کو بہت آسان معلوم ہوئی۔ جبکہ اُس نے
جھٹ ٹوپی اُتار اپنے مقابل کو سلام کیا۔ جو نرس ریڈ فرن تھی۔ اور جو
طوفان سے پناہ لینے اُس میں کھڑی تھی۔

نے مجھے پھسلا لیا۔ اس نے اس طریقہ اور پیرائے میں مجھے
کہا کہ میں انکار نہ کر سکی۔ میرا خیال ہے کہ وہ اپنی چچیری بہن کا عاشق
تھا جسے اس نے بغیر کسی کو اطلاع کئے ہوئے ڈھونڈھنا
چاہا۔ اور اس میں یہاں تک احتیاط کی گئی کہ مسٹر باسٹ یا
راڈی تک سے نہ کہا گیا۔
نواب۔ اور شاید یہ سب کچھ ہی تھا جو اس نے مجھ سے کہا تھا۔
مگر نرس تم اس جرم سے نہیں بچ سکتی ہو۔ کہ تم نے اپنے
پیشہ کے برخلاف ایک طرح ایمانداری اور وفاداری کو توڑا
یہاں اس نے اپنا مطلب نکالنا چاہا۔ اور یوں کہنا شروع کیا
لیکن شاید میں اس دھوکہ دہی کے الزام سے بری سمجھا
جاؤں گا۔ جو میں اپنے دوست مسٹر باسٹ سے کرنیوالا ہوں
اور ساتھ ہی تم جانتی ہو گی کہ میں کون ہوں۔؟"
نرس۔ ہاں صاحب میں قیاساً کہہ سکتی ہوں کہ آپ نواب ڈی
گورن ہیں۔
نواب۔ قلعہ لانکلور میں رہنے والا خیراتک میں نے تم کو بہت ڈرایا
مگر اب تمہاری دھوکہ دہی کو مانتے ہوئے کہتا ہوں کہ مجھے
اسٹورٹ نے تمہارے واسطے ایک پیغام دیا ہے۔ جو
میں تم سے کہنے باسٹ ہال جا رہا تھا۔ کہ آندھوں کے طوفان
نے مجھے تمہاری طرح یہاں اس گارڈی خانہ میں پناہ لینے

نتی حاصل ہے۔؟"
نواب۔ ہشت میری لڑکی اونچے گھوڑے پر مت سوار ہو کیونکہ میں اس تمام حقیقت سے واقف ہوں۔ جو تمہارے د میرے دوست اسٹورٹ کے درمیان واس کے خاندان میں بھی کل بہت رات گئے اتفاقیہ میری اسٹورٹ سے ملاقات ہوگئی۔ اس لئے تمہارا انکار کرنا لاحاصل ہے۔ کیونکہ اس نے مجھسے خود کہا ہے۔ کہ اس کا پیل ہرسٹ واپس آنے کا ابھی خیال نہیں۔
نرس۔ ہکا بکا ہو پیچھے ہٹ گئی۔ اور مایوسی ظاہر کرتے ہوئے اپنا ہاتھ اٹھایا۔ گویا اس جملہ نے اس پر بہت اثر کیا ہے۔ اور کھلے ہوئے منہ سے کہا آپ نے انہیں کہاں دیکھا۔؟"
نواب کو اپنے خیال پر اعتبار ہو کر۔ ذرا سختی سے وہ جگہ تمہارے کہنے کے لائق نہیں۔ بلکہ بالکل علیحدہ ہے۔ خیر لو سنو اسٹورٹ رات مجھے "واٹرلو" اسٹیشن پر ریل سے اترتے وقت ملا۔ جبکہ میں وہاں پر باسنگ اسٹوک "آنے والی ریل) کے انتظار میں کھڑا تھا۔
نرس گاڑیوں کی طرف دیکھکر جو اندر کھڑی تھیں جس سے اُسے احتمال ہوا کہ کوئی سنتا نہ ہو۔ اس کے بعد اُس نے اپنے مقابل سے غمگین صورت بنا کر یوں کہنا شروع کیا۔ آہ اسٹورٹ

یاد نہیں۔ مگر اُس نے مجھے یقین دلایا تھا کہ اگر تم اُس کے کپڑوں وچیزوں میں عمدگی سے دیکھوگی تو ضرور ملجائیگا۔

نرس۔ حیرت ہے کہ ایسی بھاری کام کی چیز کا اُسے خیال نہیں کہ اُس نے کہاں رکھی۔ نواب یہ سن کر ڈر گیا۔ کہ کہیں نرس بے اعتبار نہ ہوجائے۔

نواب۔ نرس صاحبہ تم کو معلوم ہے کہ حادثہ نے بھی تو آخر اس پر کچھ اثر کیا ہے۔ گو اس کی بیہوشی مصنوعی بیہوشی تھی کیوں؟

نرس۔ نہیں جناب بالکل ایسا نہیں۔ مگر تاہم موٹر کار نے اُسے سخت صدمہ پہنچایا تھا۔ علاوہ اس کے میں نہیں سمجھ سکتی۔ کہ ایک معمولی سیپ کے بٹن کی بابت کیوں اتنی پریشانی اٹھائی جارہی ہے

نواب پھر گھبرایا کہ نرس اب بھی کہیں صاف جواب نہ دیدے

نرس صاحبہ میں اس بارہ میں تمھاری تسلی کرسکتا ہوں۔ بے شک مسٹر اسٹورٹ کو اس بٹن کی ضرورت ہے۔ تم ابھی کہہ چکی ہو کہ اسٹورٹ کو وینی فرڈ باسٹ کی تلاش منظور تھی۔ تو پھر شاید یہ بٹن اس کی تلاش سے کچھ تعلق رکھتا ہو۔ گو اس نے مجھ سے سب کچھ مفصل نہیں کہا۔ مگر اتنا بیشک کہا ہے کہ جہاں تم نے اس پر اتنے احسان کئے ہیں وہاں ایک یہ بھی احسان کرو۔ اور جس کا شکریہ وہ اپنی تلاش ختم کرکے خود

پر مجبور کیا۔
نرس۔ میں خیال نہیں کر سکتی کہ اسٹورٹ نے مجھے کیا پیغام بھیجا ہوگا۔ کیونکہ اس نے مجھے ایسا رازدار نہ بنایا تھا مجھ تک اس کا صرف یہی راز تھا کہ ان کی خفیہ تلاش کو چھپائے رکھوں۔؟"
ان باتوں سے نواب سمجھ گیا کہ یہ سچ کہہ رہی ہے۔ اور جب یہ اسٹورٹ کی رازدار نہ تھی تو پھر اسے میری عیاریوں ہندوستانی پولیس افسر کے ان شبہات کا جو اس کو میری بابت تھے۔ کچھ خبر نہ ہوگی۔ دوسرے ایسا چالاک اور ہوشیار سراغ رساں بھلا کب ایسی عورت کو اپنا رازدار بنا سکتا ہے۔ چنانچہ اس نے کہا ہاں مسٹر اسٹورٹ نے تمہیں ایک پیغام بھیجا ہے۔ اور وہ ایک سیپ کے بٹن کی بابت ہے۔ جو اسٹورٹ وہیں سونے کے کمرہ میں چھوڑ گیا ہے۔ اور جس کی بابت اس نے مجھے کہا ہے کہ تم سے کہ آج رات کو جب لندن واپس جاؤں تو جاکر اس کو دیدوں۔
نرس۔ تعجب ہے مگر اسٹورٹ نے آپ کو یہ بتلایا ہے کہ بٹن کمرہ میں کہاں اور کس جگہ رکھا ملیگا۔؟"
نواب افسوسناک صورت بنا کر اور نرس کے قبول کرتے ہوئے جواب سے خوش ہوکر۔ آہ یہ ہی تو بدقسمتی ہے کہ میں اسے اچھی طرح

نرس۔ تو پھر میں ہال کے ملازم لڑکے کے ہاتھ جس پر میں اعتبار کر سکتی ہوں آپ کو وہ بٹن قلعہ لالکلور میں بھیجدوں گی اچھا۔ اب مجھے جانے دیجئے۔ دیر ہو رہی ہے۔ مجھے اس خط کو قبل اس کے کہ اسٹورٹ کی غیر حاضری معلوم ہو۔ مسز باسٹ کو دیدینا چاہیئے۔ ورنہ مفت میں میری بدنامی ہو گی۔

نواب نے اپنی صبح کی کارروائی سے خوش ہو کر اُسے ایک طرف نکل جانے دیا۔ اور جس کے پیارے سروقد کو وہ ہال کے پھاٹک میں غائب ہوتا دیکھکر جی میں کہنے لگا کیا ہی خوبصورت ہے۔ مگر اچھا دماغ نہ ہونے کی وجہ سے نکمی ہے۔ اور میرے خوبصورت عورتوں کے ذخیرہ کے بڑھانے والی یہ ایک ایسی چمکیلی تصویر نہیں شاید میں ..... اتنا کہہ کر رک گیا۔ آہ میں بھول رہا ہوں میرا یہ چڑیا خانہ اب ٹوٹنے والا ہے۔ اور میں ان کا سردار اس میں سوائے نقصان کے کچھ فائدہ نہ دیکھکر" ایک پرہیزگار زندگی گذارنے والا ہوں۔ یہ کہکر وہ اپنی برساتی کو درست کر کے گاڑی خانہ سے نکل خوشی خوشی قلعہ کی طرف جانے لگا۔

مگر وہ ابھی سو گز بھی نہ گیا تھا کہ اُسے اپنے پیچھے سڑک پر ایک عجیب آواز آتی معلوم ہوئی۔ جس پر وہ گھوما۔ اور رکھڑکر اس آنے والے کا جسکو کہ اُس نے دیکھا تھا انتظار کرنے لگا۔ یہ آنے والا شخص وہی لکڑی کی ٹانگوں والا لنگڑا اسحاق یہودی

آکر ادا کرے گا۔

نرس۔ اپنے چہرہ سے حیرانی و شک کے آثار دور کرتے ہوئے اگر یہ معاملہ ہے تو میں واپس جاتے ہی فوراً اُس کی تلاش شروع کرتی ہوں۔ اور اب مجھے جانا ہی چاہئے۔ اور یہہ کہہ کر اپنی گھڑی کو دیکھنے لگی۔ مسٹر اسٹورٹ ایک خط لکھکر رکھ گئے تھے۔ کہ مسٹر باسٹ کو بارہ بجے دینا۔ سو چونکہ اب بارہ بجنے کو ہیں۔ میں جاتی ہوں۔ نرس جونہی جانے لگی تو نواب نے اُسے پھر ٹھیرالیا اور اس کے کندھے پر ہاتھ رکھکر کہا تم از راہ مہربانی اس بٹن کی تلاش کرنا۔ اور اگر وہ تم کو ملگیا تو اس کے لینے کے واسطے میں تمسے کہاں ملوں؟"

نرس۔ لیکن بٹن جس وقت ملا میں خود لے کر آپ کی خدمت میں قلعہ آجاؤں گی۔ مگر نواب تو بڑا ہوشیار تھا وہ نہ چاہتا تھا کہ باسٹ ہال کی نرس سے اُسے کوئی بات چیت کرتے دیکھ لے۔ اس لئے اُس نے جواب دیا

نواب۔ میرے خیال میں ہمارا پھر آپس میں ملنا جبکہ ہم دونوں مسٹر باسٹ کے برخلاف سازش میں ہیں دوسرے تمہارا ایک معزز پیشہ ہے۔ میں مناسب خیال نہیں کرتا بہتر ہو جو اس بٹن کے سوال کو ان باتوں سے بالکل علیحدہ ہی مخفی رکھا جائے؟"

اب تم فوراً لندن واپس چلے جاؤ۔

یہودی۔ حضور میں نے تو بھلا سمجھکر ایسا کیا تھا۔ کچھ ناراضگی کے واسطے نہیں۔ اور یہ کہہ کر وہ لکڑی کی ٹانگیں پھر کھٹ کھٹاتی ہوئی جدھر سے آئی تھیں ادھر ہی واپس چلیں۔ لیکن ریلوے اسٹیشن کی راہ نہیں۔ جن پر کہ ان کو جانا لازم تھا۔

نواب اب وہ وقت آ گیا ہے کہ اسکول کو توڑ دیا جائے اس کا کیا فائدہ جب میرے شاگرد خود اپنی ہی مرضی بلا پوچھے کارروائی کرنے لگیں۔ اور یہ کہکر وہ لنگڑے یہودی کو دیکھنے لگا۔ اسحاق یہودی بدمعاشوں کا گرو گھنٹال ہے۔ مگر آہ صرف چند ہفتوں کی اور کسر ہے۔ جب میرا کام ہو گیا اور میں نے اپنی انگریزی دلہن کو پا لیا تو پھر ایسی مجلس والے لوگوں کی مجلس کو سلام ہے۔

تیسواں باب

(چارلی ہیکسٹ کی امید)

اے مری امید میری جاں نواز — اے مری دلسوز میری کارساز
میری سپر اور میرے دل کی پناہ — درد و مصیبت میں مری تکیہ گاہ

وینی فرڈ باسٹ جس کی آنکھوں میں حلقے پڑے ہوئے

کائیٹس لین کی سوٹھی محلی کی دوکان کا مالک تھا۔ جس کا بھدّ بدن اور لوہے کی ان شاموں کی آواز تھی جو نیچے کی طرف اُس کی لکڑی کی ٹانگوں میں لگی ہوئی تھیں۔ اور جو کیچڑ سے بھری سڑک پر اپنا کام ایک بڑے عجیب اور نرالے انداز سے کر رہی تھیں۔ نواب نے آنیوالے کا بڑے شوق سے استقبال کیا بھی صرف ایک لفظ "اچھا"

یہودی۔ اپنی بھاری آواز میں۔ حضور میں لاش کی بابت دریافت کرنے آیا ہوں۔ یہ ایسا معاملہ نہ تھا کہ آپکو تار دیتے یا خط لکھنے کی جرأت کر سکتا۔ میں خود ہی آنا مناسب خیال کیا کیونکہ آپ مجھے اس بارہ میں کچھ ہدایت کر کے نہیں آئے تھے۔

نواب۔ اس کا قطع کلام کرتے ہوئے غصّہ سے۔ تم بالکل بیوقوف ہو۔ تمہیں ایک ذرا سے معاملہ کی خاطر اپنی جگہ چھوڑنی نہ چاہیے تھی۔ تمہیں خبر نہیں کہ میں کوئی کام اس کا انجام سوچے بغیر نہیں کرتا۔ میں نے تمہیں اس لئے ہدایت نہیں کی کہ وہاں کوئی ہدایت کی ضرورت ہی نہ تھی۔ لاش کو جہاں وہ ہے وہیں رہنے دو۔ مکان نمبر ۳۷ کائیٹس لین والے کی تمہیں اب پھر کبھی ضرورت نہ ہوگی۔ اور ابھی اقرار نامہ کے بموجب مجھے اس مکان پر گیارہ سال اور قبضہ ہے۔ گلی سڑی ہڈیاں جن کو تم لاش کہتے ہو گیارہ سال سے اول کوئی آ کر نہ دیکھے گا۔ سو

وہ سمجھ گئی کہ اُسنے اپنے آپ کو خود جال میں پھنسایا۔ جس میں آپ سوائے حوصلہ کے کچھ کام نہ آویگا۔ مگر اُس نے اپنی عزت بچانے کی ہر طرح کوشش جارکھی۔ بلکہ جب نواب نے بڑی عاجزی سے اس پر اپنا عشق جتایا اور وعدۂ شادی پر چھوڑ دینا چاہا۔ تو یہ چپ چاپ سنتی رہی۔ وہ اول اس کو دیوانہ سمجھی۔ اور جب بعد میں قلعہ لانکلور کے ملازمین کا حال دیکھا تو سمجھ گئی کہ سب حرامزادے اور لچے ہیں۔ اُس نے ایک چیخ تک نہ ماری۔ گو اُس نے اپنے ارد گرد گودام کے بالاخانہ کی پتھر کی سادہ دیواروں کو دیکھا۔ مگر اُس نے قلعہ کے پُر عشرت قید کے ہجرہ (کمرہ) سے اس کو ہر طرح ترجیح دی۔ گو وہاں خوبصورت عورتیں اور مرد اس کی خدمت کرنے کو حاضر تھے۔ لیکن سب بڑے ہوشیار اور چالاک جو اس کی ہر ایک حرکت کو تاڑتے رہتے تھے۔ جس کی وجہ سے یہ ڈر گئی تھی۔ اور اُسے آرام نہ تھا۔ اور یہاں یہ بغیر دری کا فرش۔ بغیر سجاوٹ کی کھڑکی اور بغیر فرنیچر کا کمرہ اُسے پسند تھا کیونکہ یہاں بیش قیمت آرام اُسے آزادی تھی۔ اور ان سب باتوں پر اعلیٰ بات یہ تھی کہ یہاں وہ فرانسیسی نواب نہ تھا۔ جو اپنی نوابی کے سبز باغ دکھا کر اس کا دماغ پریشان کیا کرتا تھا۔ اور نہ یہاں اس فرانسیسی عورت کی پُر غضب آواز تھی جسنے اُسے بہت خوف زدہ کر دیا تھا۔

تھے۔ (جو بدخوابی یا کافی نیند نہ ملنے کا سبب ظاہر کر رہے تھے)
اپنی تازہ خوبصورتی میں استقلال سے ہارسٹ لاک جنگل میں
غلّہ کے گودام کے بالاخانہ پر عین وسط میں کھڑی ہوئی توجہ کے
ساتھ کسی چیز کی طرف کان لگائے ہوئے تھی۔ دراصل وہ جیفر
و مکس اور ذد بیلین کونٹ کے قدموں کی آواز سن رہی تھی۔ جو
وسے اس کے نئے قید خانہ میں چھوڑ واپس جا رہے تھے آخرکار
جس وقت قدموں کی آواز آنا بند ہوئی جس کے کہ ساتھ باہر کا
بھاری دروازہ بھی بند ہو گیا تو وہ اپنے اس نئے اور پوشیدہ قید
خانہ کو (جس میں وہ یوں آدھی رات گئے لائی گئی تھی) دیکھنے
بھالنے لگی۔ جب وقت اُسے قلعہ سے لانے لگے تو اس نے
کوئی حیل وحجت نہ کی۔ نہ کچھ شور مچایا۔ نہ روئی اور نہ چلائی۔ کہ
اگر کچھ کیا بھی تو رات کے اس سنسان وقت میں اس کی مدد کو
کون آسکے گا۔

دوسرے ایسا کرنا اپنے آرام میں اور خلل ڈالتا ہے۔ کیونکہ
جب انہیں میرا ایسا ارادہ معلوم ہو گیا تو یا میرے منہ میں کپڑا
ٹھونس دیں گے۔ یا کوئی اور آفت لائیں گے۔ علاوہ اس کے
وہ اپنے ہمراہی نگہبانوں کی لال لال آنکھوں کی روشنی دیکھ کر اپنے
رہے سہے اوسان بھی کھو بیٹھی تھی کیونکہ اول ہی روز جو نہی اس
نے قلعہ لانکلوریں نواب ڈی گورن سے مدد کی خاطر قدم رکھا

ہوگا۔ اور بھول سے لفظ مس باسٹ کہہ بیٹھا تھا۔ جس سے وہ سمجھ گئی کہ آنے والی خاتون مسٹر رابڈرک کی جس کا وہ اکثر خیال کیا کرتی تھی بہن ہے۔

وینی۔ میں یہاں زیادہ دن نہ ٹھیروں اگر میں جو تم سے کہوں وہ کرو تو۔ اور سوچنے لگی۔ کہ آیا چارلی کا شرمانا قدرتی شرمانا ہے یا اس میں بھی کوئی بناوٹ ہے۔ اور وہ کام یہ ہے کہ تم مجھے میرے والد کے گھر باسٹ ہال تک پہنچنے میں مدد دو۔

چارلی۔ سرد آہ کھینچکر۔ اگر میں اس قابل ہوتی کہ آپ کو جانے دیسکتی تو کیا خود نہ چلی جاتی۔ مجھے تو جسفر لوکس نے ہمیشہ دن رات مقفل ہی رکھا ہے۔

وینی۔ جوش سے۔ ہیں مقفل! تو کیا تمہارا یہ منشا ہے کہ تم یہاں کچھ عرصہ سے ہو۔ اور تم کو بھی میری طرح خلاف تمہاری مرضی کے یہاں رکھا گیا ہے؟!

چارلی۔ آہستہ سے آہ۔ بیگم میں یہاں اس جگہ اپنی مرضی سے آئی۔ مگر وہ کام جیسا کہ وہ چاہتا تھا میں نے نہیں کیا۔ تو مجھے مقفل کر دیا۔ اگر میرے اختیار میں ہوتا تو اس وقت ہم دونوں اس جنگل سے کئی میل دور ہوتے۔

وینی نے اس عجیب ہیت لڑکی کو بغور دیکھا۔ مگر اس بات کا کم خیال کیا کہ وہ بھی میری طرح بدقسمتی کے چکر میں آ گئی

آہ بیشک اتنے دنوں کی برابر بے آرامی اور تکلیف کے بعد اسے یہ کمرہ نعمت تھا۔ اس کمرہ میں اسے راحت معلوم ہوئی جہاں تنہا اپنی قسمت پر رویگی۔ اور اپنی رہائی کے خیالی گھوڑے دوڑائے گی۔

لیکن آہ یہ کوئی شرماتا ہوا بالاخانہ کے اس کونے سے نکل کر آ رہا ہے۔ اور میرے پیاری تنہائی میں مخل ہونا چاہتا ہے۔ اوّل نگاہ پر اس کے سیاہ لباس سے دینی نے خیال کیا کہ قلعہ کی بیہودہ خادموں میں سے کوئی خادمہ ہے۔ مگر دوسری نگاہ نے اس کا یہ شک مٹا دیا۔ کیونکہ یہ ایک خوبصورت لڑکی تھی جس کے سر کے بال لڑکوں کی طرح کٹے ہوئے تھے۔ اگر یہ لڑکی بھی نواب کے گروہ میں سے ہے تو بالکل مختلف ہے شاید یہ کوئی نئی نوکر ہے۔ جو کسی خاص مطلب کے واسطے رکھی گئی ہے چارلی۔ بڑی آہستہ آواز میں۔ میں یہاں بطور خادمہ جو کچھ کہ آپ فرمائیں وہ کرنے کو تیار ہوں۔ گو اس وقت ندامت سے اس کا چہرہ سرخ ہو گیا۔ یہ پہلی ہی دفعہ تھی کہ اس بیچاری نے عورتوں کا لباس پہنا تھا۔ مگر بال لڑکوں کی طرح کٹے ہوئے جانکر وہ شرما گئی۔ جبکہ وہ راڈرک کی بہن کے سامنے کھڑی تھی۔ کیونکہ نومکس اسے حکم دیتے وقت کہ اس کو آنے والی خاتون کی اس طرح خدمت کرنی ہو گی اور یہ کہنا ہو گا وہ کتنا

اَب آپ کو اس یادگار اتوار کی سب مفصل کیفیت سناتی ہوں
میرا باپ اگر سنے تو مجھ سے کبھی خوش نہ ہوگا۔ کیونکہ وہ کہا کرتا
تھا کہ انسان کی زندگی بڑی مقدس چیز ہے۔ ذرا دم لیکر
چارلی نے اپنی بیگناہی کا حال اور اپنی تھوڑی مگر پر درد گذشت
یوں بیان کرنا شروع کی۔

کہ کس طرح اس کے والد نے جو ابھی قید میں ہے اُسے
تکلیف سے بچانے کے واسطے لڑکے کا لباس پہنایا تھا۔ اور کس طرح
اس کو قید کا حکم ملنے کے دن جیفر لوکس نے چالاکی اور فریب
سے اس کی والدہ کو پھسلا کر راضی کیا اور اسے لبطور مددگار
محافظ نوکر رکھکر یہاں لے آیا۔ اور کس طرح اس کے آنے
کے تھوڑے دن بعد مسٹر نیڈیل کلاں پادری لوکس کے
جھونپڑے میں آئے۔ اور کس طرح لوکس کے کہنے پر کہ یہاں نہ آیا
کرو۔ وہ سخت غصہ ہوکر کہنے لگے تیرا چہرہ ہی قیدیوں کا ہے۔ شہدا
لچا کہیں کا۔ میں نے تیری تصویر بھی اپنے بھائی کی تصویروں
کی کتاب میں " وارم وڈ اسکریس کے " جیل خانہ میں بھیجی ہے۔
اور اگر آپ کے لندن گیا تو ذرا غور سے اس تصویر کو دیکھو نگا۔
ان سب باتوں کے جواب میں لوکس خاموش رہا۔ اپنا جرم تو
قبول نہ کیا صرف یہ کہا کہ میں نوکر ہوں مجھے اپنے مالک کا حکم
بجالانا ضروری ہے۔

ہوتے دیکھا تھا۔ اور وہ وہی آدمی ہے جس نے بیچارے پادری کو اس خاموش اتوار کے دن قتل کیا۔

وینی کے ان پُرجوش کلموں نے چارلی پر عجیب اثر کیا۔ وہ اپنے اُن بھدے کپڑوں میں آگے بڑھی۔ اس کی آنکھوں سے خون اور تعجب ٹپکتا تھا۔ اور وہ اس قدر کانپ رہی تھی کہ قریب تھا کہ گر پڑے۔

چارلی۔ گریہ وزاری کرتے ہوئے۔ پادری کو اندرونی کمرہ میں قتل ہوئے چھ ہفتے ہو گئے۔ اور خدا تو اپنی خدائی کے صدقے مجھ پر رحم کر یہ پہلی ہی دفعہ ہے جو میں نے اس بارہ میں سنا ہی گو کہ میں جانتی......

وینی۔ بات کاٹ کر کیا جانتی۔

چارلی۔ اپنی ہچکیوں کے درمیان زور سے روتی ہوئی۔ اور کانپتی ہوئی۔ ندامت بھری آواز میں۔ کہ میں نے اُسے مارا ہے مگر اپنے ہاتھوں سے نہیں۔ اور وینی کی آنکھوں میں غصہ و حیرانی دیکھ کر ڈر گئی۔ آہ آہ نہیں مس بالکل نہیں مجھے ذرہ بھر خبر نہ تھی کہ اس میں کسی کو نقصان پہنچنے والا تھا۔ لیکن جس وقت مجھے لوکس کا فریب معلوم ہوا اُس وقت بات ہاتھ سے نکل چکی تھی افسوس مجھے مدد دینی پڑی۔ اور اُن لوگوں نے اپنے جرم میں مجھے کھلونا بنا کر میری مدد لی

کپڑے پہنے ہوئے تھا۔ جو میں نے کبھی نہ دیکھے تھے۔ یہ جواب سن کر وینی کا دل بلیوں اچھلنے لگا۔ اور وہ خوش ہوئی کہ اسٹورٹ واس کی تلاش درست تھی۔ پھر چارلی نے کہا کہ کس طرح اس اتوار کے بعد وہ جنگل سے باہر نہ نکل سکا۔ اور یہی وجہ تھی کہ اُس نے باوری کے قتل کی بابت نہ سُنا تھا۔ بلکہ دوسرے ہی روز جیفر لوکس کو جعلی نوٹ اور ہنڈیاں بنانے میں مدد دینے کے انکار پر اُسے اس جگہ قید کر دیا گیا۔ اور فاقہ کشی سے مجبور ہو کر اور داغ دینے کی دھمکی سے ڈر کر آخر اُسے مدد دینی پڑی۔ پھر ذرا فخر سے کہ کس طرح اُس نے راڈرک کو بلڈاک کتوں کے حملہ سے بچایا۔ اور کس طرح اس کے بدلہ میں اُس نے اس کے والد کو لکھا ہوا خط جس میں اُس نے لوکس کی بدسلوکی کا ذکر کیا تھا۔ ڈاک میں ڈالنے کا وعدہ کیا۔ اور جس کی بابت مس صاحبہ مجھے اُمید ہے کہ انہوں نے ڈاک میں ڈال دیا ہوگا اور چارلی نے اپنے جرموں کے اقبال (جو اُس کے نہ تھے) کی کہانی ختم کی۔ شاید کسی اور موقع پر رئیس باسٹ کی لڑکی اپنے بھائی کے ایک مجرم قیدی کی لڑکی سے واقفیت کا ہونا پسند نہ کرتی۔ مگر یہاں معاملہ ہی اور تھا۔ آخر اُس نے پوچھا۔

وینی۔ بے پرواہی سے ہاں وہ خط جو تم نے اپنے والد کو

اس کے بعد چارلی پھر اُس یادگار اتوار کے قصّہ پر پہونچا۔ کہ کس طرح لوکس نے یہ سمجھ کر کہ وہ لڑکا ہے اُسے عبادت شروع ہونے سے ایک گھنٹہ پہلے گرجا لیگیا۔ اور اس سے کہا کہ میں صرف نواب کے حکم سے بڑے پادری کے ساتھ اپنی اس ہتک کے بدلہ میں ایک مذاق کرنا چاہتا ہوں۔ جو اُس نے چند روز ہوئے کی تھی۔ چارلی کا صرف یہ کام تھا کہ مہندی کے درختوں کے پیچھے قبروں کے پاس کھڑا ہو کر بڑے یا چھوٹے پادری کو آتا دیکھکر ایک تبلایا ہوا اشارہ اندرونی کمرہ کی کھڑکی کی طرف کردے۔ اور اس کے بعد سیدھا جنگل میں جھونپڑے کو واپس چلا جائے۔ لوکس خود گرجا میں داخل ہوگیا۔ جو عبادت کے واسطے پہلے ہی سے کھولدیا گیا تھا۔ اور چارلی اپنا کام کرکے واپس چلا آیا۔ اور پھر اُس نے لوکس کو نہ اُس تمام دن اور نہ رات بھر دیکھا۔ بلکہ جب دوسرے دن صبح کو آیا تو ہاتھ میں ایک تھیلا نما ایک گٹھری لئے ہوئے تھا۔ جس کو اُس نے آتے ہی باورچی خانہ میں جلادیا۔

ونی۔ بات کاٹ کر۔ کیا اتوار کی صبح کو لوکس نے سیپ کے بٹنوں والی واسکٹ پہنی ہوئی تھی؟"

چارلی۔ جی ہاں۔ وہ سیپ کے بٹنوں والی واسکٹ پہنے ہوئے تھا۔ لیکن جب وہ واپس آیا اس وقت نہ تھی۔ بلکہ نئے

یہاں سے بھاگیں تو آگے جا کر اُس سے زیادہ تکلیف دہ جال میں پھنسیں یعنی ایک جہاز پر چڑھا کر غیر ملک کو بھیجے جائیں

وینی۔ کانپ کر آہ مجھے اُس جہاز کا حال بتایا گیا ہے۔ مگر اَب ہمیں اپنی عقل اور ہمت کو جمع کر کے اُن پر یہ ظاہر کرنا چاہئے کہ ہم جس راستہ پر وہ چلائیں چلنے کو تیار ہیں۔ جب تک دیکھو خدا کوئی رہائی کی صورت کر دے۔ اچھا اَب ہمکو گھنٹہ دو گھنٹہ سونا چاہئے۔ صبح کو اُٹھکر صلاح کریں گے۔

چارلی۔ مگر مس صاحبہ آپ کو میرے والد پر اعتبار کرنا چاہئے قیدخانہ ہو یا نہ ہو۔ اور یہ کہہ کر وہ نا واقف طور پر خادمہ کا فرض نہایت ادب اور محبت سے بجالانے لگی۔ کیونکہ جس کی وہ خدمت کر رہی تھی وہ اس خوبصورت معزز نوجوان ۔اڈرک۔ کی بہن تھی۔ وینی تو اُس معمولی لوہے کے پلنگ پر لیٹ گئی۔ جو محافظ کے جھونپڑے سے لایا گیا تھا۔ اور بڑے آرام اور تسلی کی نیند لینے لگی۔ کیونکہ قلعہ میں اُس نے سب راتیں عزت کے خوف کی وجہ جاگ کر گذاریں تھیں۔ ساتھ ہی اس نے چارلی کی موہوم اُمید میں کہ اس کا باپ آئیگا۔ کچھ حصّہ نہ لیا۔ بھاگ جانے کا موقع ہر گھڑی دور ہوتا نظر آتا تھا۔ جبکہ اُسی وقت اُس لکڑی کے جالوں سے بھرے ہوئے کمرہ کی ہوا اُسے جو قلعہ مصفا اور عالیشان کمرہ سے کئی درجہ بہتر تھی۔ اُسے

لکھا ہے۔ تمہیں کیا فائدہ پہونچا سکتا ہے۔ وہ ہماری مدد کو کس طرح آ سکتا ہے۔ جب وہ تمہارے کہنے کے بموجب بیس سال قید کے دن پورے کر رہا ہے۔

چارلی۔ نہیں تقریباً سات سال کچھ مدت وضع کر دی گئی تھی ہے۔ خیر بہر صورت میں ہر منٹ اپنے والد کے یہاں پہونچنے کا یا خبر آنے کا انتظار کر رہی ہوں۔ اس کے اس جملہ نے وینی کو حیران کر دیا۔ میرے والد کو مجھسے بڑی محبت ہے۔ جیسا کہ خط میں نے لکھا ہے اگر اس کو ملجائے تو وہ خواہ کیسا قید خانہ بھی ہو ضرور توڑ کر میری مدد کو آئیگا۔ مگر وینی نے ان جملوں پر فقط اپنا سر ہلا دیا۔ کیونکہ وہ جانتی تھی کہ قید خانہ کی دیواریں ایسی کچی نہیں جو ایک مشتاق باپ جس کو کچھ خانگی تکلیف پیش ہو توڑ کر نکل سکے۔ بجائے ان بعید از عقل باتوں کے اس نے یہ بہتر سمجھا کہ ہم کسی طرح قانونی امداد سے اپنے مدد کرنے والوں کے ساتھ نکل جائیں۔ تو اچھا لیکن چارلی نے ان سب من گھڑت باتوں کا یہ کہہ کر فیصلہ کر دیا۔

چارلی۔ نواب ولوکس نے ہمارے لئے یہ تجویز کر رکھی ہے کہ میں نے ان کو نشش کے سوراخ میں سے نیچے کمرہ کمرہ میں باتیں کرتے سنا ہے۔ ان کا ارادہ ہے کہ میں جب وہ مجھے بھاگنے کا موقع دیں تمہاری مدد کروں۔ اور جب ہم

(چمنی) سے دھواں نکلتا ہوا نظر آتا تھا۔ یا کبھی لوکس جیو بڑے میں آتا جاتا دکھائی دیتا تھا۔ کیونکہ نچلے کمرہ کو مقفل کر کے وہ بڑی دیر سے جیو نبرٹے کی طرف گیا ہوا تھا۔ وینی اپنے محدود کمرہ کی چار دیواری میں اِدھر سے اُدھر بے چین ہو کر ٹہلتی رہی اور جوں جوں وقت گذرتا جاتا اور رہائی کی کوئی صورت نظر نہ آتی تو وہ بد حواس ہو جاتی تھی۔ اُسے نواب کی جانب سے کوئی ڈر نہ تھا۔ جس نے اُسے یہاں بھیجتے وقت بڑی عاجزی سے معافی مانگی تھی۔ کہ بوجہ ایک ضروری پرخاش اُسے اس معمولی جگہ پر پہونچنے کو مجبور ہوا ہے۔ اور وہ وجہ بھی اُس نے اُسے بتادی۔ کہ وہ میڈیم کرالی کا بیحد حسد ہے۔ دوسرے مس نے اُسے یہ بھی کہدیا تھا کہ جنگل میں اُسے صرف دو رات ٹھیرنا ہوگا۔ جب جہاز تیار ہو گیا وہ فوراً اُسے وہاں سے لیجاکر جہاز پر جو مقرر جگہ منتظر کھڑا ہوگا سوار کرا دیوئیگا۔ اور یوں سب جھگڑوں اور فسادوں سے چھوٹ جاویں گے۔

وینی اگر باہمت اور کچھ سمجھتی نہ ہوتی تو نواب کی یہ باتیں سن کر روتی۔ اور واویلا کرتی۔ مگر اُس نے اپنے دل پر قابو رکھا۔ اور صرف ہنس دی۔ کیونکہ "بندہ لاکھ کرے کیا ہوتا ہے وُہی ہوتا ہے جو منظور خدا ہوتا ہے"۔ مگر وہ جہاز کی مقررہ جگہ پر منتظر کھڑا ہونا اسے بعض وقت ڈر کر نیچو صلہ کردیتا کیونکہ

تھپک تھپک کر سلانا شروع کیا۔ اور وہ حسن کی دیوی ذرا سی دیر میں دنیا و مافیہا سے بےخبر ہو گئی ؎

ارے ظالم ترے پہلو میں یہ پتھر ہوگا
ہل نہ جاتا مرے نالوں سے اگر دل ہوتا

تینتیسواں باب

(جسفر لوکس کنجی کھو دیتا ہے)

"نہ تھی وہ کہاں پرواز بالا وہ کہاں" جب سے اوصیا و ظالم ترے پالے پڑ گئے

دوسرے دن تمام صبح جسفر لوکس سیپنچے کے کمرہ میں ان قیمتی کاغذوں کو بناتا رہا۔ جن کی بابت نواب نے تاکید کی تھی۔ اور جو قریب الاختتام پہنچ چکے تھے۔ اور جس میں اُسے اب مددگار کی ضرورت نہ تھی وہ اکیلا ہی ان کو بنا رہا تھا اس کے سر پر اوپر کے کمرہ میں دونوں لڑکیوں نے آپس میں بہت ہی کم گفتگو کی۔ انہیں ڈر تھا کہ ان کی آواز لوکس نہ سن لے۔ جب کہ وہ دونوں وہاں سے بھاگ جانے کی تلاش میں تھیں۔ چارلی اپنے دیوار والی سوراخ سے گھڑی گھڑی جاکر باہر دیکھتی۔ لیکن اُسے میدان میں دور تک کوئی آتا ہوا نظر نہ آیا۔ صرف جھونپڑے میں باورچی خانہ کے دو دکش

لومکس۔ تب تک میں ذرا منھ ہاتھ دھو آؤں۔ یہ کہکر کنجی کو باورچی خانہ کی میز پر رکھکر چلا گیا۔ ظاہرا تبلاتے ہوئے کہ جس وقت وہ واپس آئے تو اُسے اُس کے اُٹھانے میں آسانی ہو۔

چارلی۔ اچھا تو اُنھوں نے ہمارے بھاگ جانے کا یہ راستہ نکالا۔ کہ مجھے کنجی اُٹھانے کا موقع دیا۔ کہ میں کنجی اُٹھاکر چھپالوں اور پھر مناسب وقت دیکھکر بھاگ نکلیں۔ اُس نے ذرا تیسی باورچی کی طرف دیکھا۔ جو ظاہرا بالکل اپنے کام میں لگا ہوا تھا جب کہ متصل کے غسل خانہ سے پانی کے اُڑنے کی آواز آرہی تھی کہ لومکس اُدھر منہ دھونے میں مشغول ہے۔ خیر بہرصورت چارلی نے کنجی کا لے ہی لینا مناسب سمجھا۔ خواہ وہ کسی کام آوے یا نا آوے۔ اس لیے اُس نے باورچی کی نگاہ بچاکر کنجی اُٹھاکر جاکٹ کی جیب میں رکھ لی۔ اتنے میں غسل خانہ سے پانی کے اُڑنے کی آواز ختم ہوئی۔ اور لومکس آگیا۔ جسے دیکھ کر چارلی کی روح کانپ گئی۔ کہ اُس نے آکر چابی کا گم ہوجانا معلوم کیا اور تلاش کرنے پر مجھ سے پائی بس پھر مجھے جان ہی سے مارڈالے گا۔ ایسے سنگ دل نے جس نے خدا ترس پادری تک کے خون سے اپنے ہاتھ رنگے وہ بھلا مجھ غریب کا ماردینا کیا شے سمجھتا ہے۔ مگر لومکس میز کے پاس سے

نواب کے ارادہ کے پورا ہونے میں صرف چند گھنٹے رہ گئے تھے اور اب تک بیچارا کوئی رہائی کی صورت نہ تھی۔ غم کی گھٹا دیسے ہی چھائی ہوئی تھی۔ کہ سہ پہر کو نیچے سیڑھیوں پر کھڑے ہو کر لوکس نے جارلی کو آواز دی۔ میرے ساتھ جھونپڑے تک آؤ۔ اور خاتون کا دن کا کھانا لے کر جاؤ۔ جوں جارلی جانے لگی تو وینی نے اس کے کان میں کہا۔ ذرا خبردار رہنا جس نے جواب میں صرف سر ہلا دیا۔ اور سیڑھیوں سے نیچے اتر گئی۔ جہاں دروازہ کے پاس لوکس کھڑا ہوا تھا۔ جیسے ہی یہ دروازہ سے باہر ہوئی لوکس نے پھر قفل لگا دیا۔ اور کنجی بجائے جیب کے رکھنے کے ہاتھ میں رکھی۔

جب وہ جھونپڑے کے احاطہ میں سے گذر کر باورچی خانہ میں پہنچی تو وہاں اس نے ایک بری شکل والے بوڑھے فرانسیسی کو اعلیٰ قسم کے کھانے رکابیوں میں رکھتے ہوئے دیکھا۔

لوکس۔ نواب نے اپنے معزز مہمان کے واسطے خاص اپنا باورچی بھیجا ہے۔

باورچی۔ کھانا تقریباً سب تیار ہے۔ مگر صرف چند منٹ کی دیر ہے۔ کہ "فرنچ پڈنگ"، یعنی کھیر ابھی تیار نہیں ہوئی۔

کنجی کہیں نہیں ملتی۔ لومکس کے منہ سے گالی نکلی۔ اور وہ
جارلی کو گھورنے لگا۔ جس کو دیکھ یہ بیچاری سہم گئی۔ کہ اب
بلا آئی۔ مگر وہاں تو بات ہی اور تھی۔

لومکس۔ غصہ سے تجھے خدا کی مار۔ تو مجھے کیوں بلی کی طرح
گھور رہی ہے۔ تو سمجھتی ہوگی کہ اب میں خوب بیوقوف بنا کہ
جب کنجی کھوئی گئی ہے تو ضرور دروازہ کو توڑنا پڑیگا۔ اور یوں
تم لوگوں کو بھاگ جانیکا موقع ملجائیگا۔ لیکن میں ایسا پاگل
نہیں جیسا کہ تم خیال کرتی ہو میرے پاس اس قفل کی دوسری
کنجی ہے۔ جو میں ابھی جا کر لے آتا ہوں۔ یہ کہکر وہ جھونپڑے
کی طرف ٹہلتا ٹہلتا جانے لگا۔ اب جارلی بڑی حیران پریشان
کھڑی تھی کہ آخر اب وہ کیا کرے۔ تو کیا کرے۔ کبھی وہ سوچتی
کہ سینی رکھ پیشتر اس کے کہ لومکس آئے بھاگ کر نکلجائے۔
وہ پیچھا بھی کرے تب تک میں بڑی دور پہونچ جاؤں گی۔
اور سیدھی باسٹ ہال میں جا بوڑھے رئیس کو سارا ماجرا
بیان کر دوں گی لیکن ساتھ ہی اُسے خیال آگیا کہ جن بدمعاشوں
نے یہ چال چلی ہے۔ تو کیا اس کا کچھ انتظام نہ کیا ہوگا۔ پھر وہ
خیال کرنے لگی کہ دوڑ کر جھاڑیوں میں چھپ رہوں اور رات
کو اندھیرے میں آکر (اُس کنجی کے ذریعہ جو اُس نے چھپائی
تھی) کہ ونی کو چھوڑا لیجاؤں۔ مگر ایسا کرنے پر بھی اُسے

بغیر کچھ خیال کئے گذر کر بوڑھے فرانسینسی کے پاس پہونچ گیا جس نے اپنی آخری بنائی ہوئی چیز سینی میں رکھتے ہوئے کندھوں کے ایک قسم کے اشارہ سے ظاہر کر دیا کہ مطلوبہ کام ہو گیا ہے۔ پھر لوکمس نے چارلی سے کہا کہ سینی اُٹھا لو اور میرے پیچھے پیچھے چلے آؤ۔ جب احاطہ سے باہر نکلے اور چارلی نے دروازہ دیکھا اُس کی ٹانگیں لرز گئیں۔ قریب تھا کہ سینی گر جائے وہ سنبھل گئی۔ اور سوچنے لگی کہ اسے کیا معلوم کنجی میرے پاس ہے۔ اور اب خدا معلوم وہ مجھسے کیا سلوک کرے۔

لوکمس جب غلہ کے گودام کے دروازہ کے پاس پہونچا تو اپنی جیب میں ہاتھ ڈال کر کنجی نکالنے لگا۔ مگر جھٹ کھینچ لیا۔ اور غصہ سے کہا۔ آہ شاید میں کنجی جھونپڑے میں بھول آیا ہوں۔ اور یہ کہہ کر اس نے ہونٹوں پر انگلیاں رکھ زور سے سیٹی بجائی۔ جس کے جواب میں بوڑھا باورچی جھونپڑے کے پچھلے دروازہ پر آموجود ہوا۔

لوکمس۔ جلا کر باورچی خانہ دغسل خانہ میں ڈھونڈو میں ایک کنجی وہاں بھول آیا ہوں۔ وہ بدمعاش بوڑھا اندر چلا گیا۔ اور لوکمس جس کے چہرہ پر سیاہی دوڑ گئی تھی غصہ میں بھرا غلہ کے گودام کے دروازہ پر کھڑا رہا۔

بڑی دیر کے بعد بوڑھا باورچی پھر دروازہ پر آیا اور کہا کہ

کبھی کہا کہ کنجی تانبی کی ہے۔ جس کے صرف لانے کے واسطے اس نے تقریباً پندرہ منٹ لگائے۔

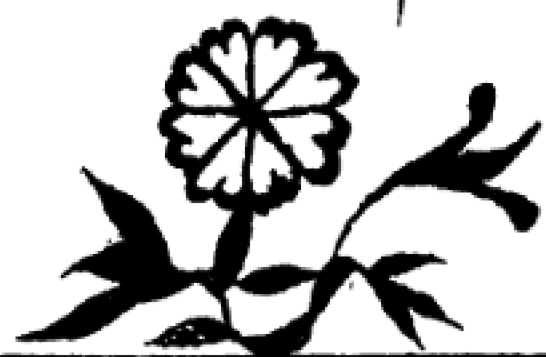
وینی۔ تو تمہارا خیال ہے۔ کہ اس نے تمہیں وقت دیا کہ اس کنجی کا جو تمہارے پاس تھی تم کچھ استعمال کرو۔

چارلی۔ بیشک اس لئے کہ یا تو میں جنگل جا کر چھپ رہوں اور آپ کو پیچھے آکر لیجاؤں۔ یا آپ کو نیچے بلا کر بھاگ جانے کو کہوں۔

وینی سمجھ گئی کہ لوکس نے ارادتاً یہ کارروائی کی ہے اور پھر چارلی سے کہا۔

وینی۔ تم نے اچھا کیا جو جلد بازی نہیں کی۔ لیکن آخر ہم دوسری رات کس طرح گذاریں گے۔ گو کنجی ہمارے قبضہ میں ہے۔ مگر ظاہرا اس کا کوئی فائدہ نظر نہیں آتا۔ جب کہ دشمن بخوبی ہماری تاک میں لگے ہوئے ہیں۔

چارلی۔ شاید رات ہونے سے پہلے میرا باپ آجائے جو یقین ہے کہ ہمیں یہاں سے نکلنے کا آسان راستہ بتاویگا سچ ہے "دنیا بامید قائم"۔



کامیابی نہ نظر آئی۔ اور آخر اس نے یہ نتیجہ نکالا کہ لومکس کو اچھی طرح معلوم ہے۔ کنجی میرے پاس ہے۔ سو اب صبر کر کے دیکھنا چاہیے۔ کہ اونٹ کس کروٹ بیٹھتا ہے۔ یہ سوچ وہ وہیں کھڑی رہی۔ اور تقریباً دس منٹ کے وقفہ کے بعد لومکس دوسری کنجی لئے آتا نظر پڑا۔ جو اسے وہاں کھڑا دیکھکر بکنے جھکنے لگا۔ جس سے وہ سمجھ گئی کہ ساری خفگی اس بات کی ہے کہ میرے پاس کنجی موجود ہے۔ میں کیوں نہ بھاگ گئی۔ لومکس نے کنجی تالے میں لگا کر دروازہ کھولا۔ اور چارلی سے کہا اندر چلی جاؤ۔ جس کے اندر جاتے ہی دروازہ زور سے بند ہوگیا۔ اس سے جس طرح بھی ہو سکا سیلی نے سیڑھیوں پر چڑھ بالا خانہ پہ پہنچی۔ جہاں پہونچتے ہی اُسے اپنا بوجھ رکھ دوڑ کر دیوار کے سوراخ کے پاس گئی اور دیکھنے لگی تو اُس نے لومکس کو جو جھونپڑے کے قریب پہنچ گیا تھا گردن جھکائے بڑے سوچ میں دیکھا اور جونہی وہ اپنے جھونپڑے میں گھسا چارلی نے ایک لمبا تسلی کا سانس بھرا۔ اور اپنے ہمراہی کی طرف دیکھنے لگی۔

چارلی۔ مس صاحبہ اُس نے ہمارے بھاگنے کی یہ ترکیب کی تھی کہ اس نے دروازہ کی کنجی میرے اٹھا لینے کو رکھدی جو میں نے ہمت کر کے اٹھا لی۔ مگر آخر کار کچھ کرتے دھرتے بن نہ آئی۔ پھر اُس نے دینی کو کنجی کا مفصل حال سنایا۔ اور یہ

نواب - آہ میری پیاری حسن کی دیوی کہو خیر تو ہے - کیا خبر لائی ہو؟"

کرالی - صرف یہ کہ دربان نے باتیں کرنے کی نلکی سے ابھی خبر دی ہے - کہ ایک لڑکا پھاٹک سے گذر کر اب پختہ سڑک پر قلعہ کی طرف آ رہا ہے - ہنیری نواب کی طرف اشارہ ہے) تمہارا یہ فصیل پر پہرہ دار کھڑا کرنا اور دربان کے جھونپڑے میں خفیہ آدمی رکھنا دور اندیشی اور فائدہ سے خالی نہیں -

نواب اس کے بازو کو جو اُس کی بغل میں تھا سہلاتے ہوئے اپنی جادو بھری آواز میں - پیاری تم لوگوں میں - میں بطور حضرت موسیٰ کے ہوں - جو اپنے تمام بچوں کو ایک ترقی اور آرام کی سرزمین میں لئے جا رہا ہے اور یہ تم سب کے لئے ایک نعمت ہے - کہ تمہارے پاس ایسے دماغ والا آدمی پتوار پر ہے جو اپنے کام میں کبھی نہیں چوکتا - اور یہ میں فخراً کہتا ہوں کہ قلعہ کے برج پر پہرہ دار کا کھڑا کرنا بہت مفید ثابت ہوا جس کی وجہ سے میں اس دن انگریزی مس کی چالوں پر جلد فتح پا گیا - جبکہ مجھے اُمید ہے کہ میرے دل کی مالک نے اپنے دل سے وہ حسد بھرا خیال نکالدیا ہوگا -

کرالی - جلدی سے آہ بیشک وہ ایک ہوا کے بگولے کی طرح اُڑ گیا ہے - مگر اس نے کن آنکھوں سے نواب کی طرف دیکھا

چونتیسواں باب

نواب کی صفائی

اب کسی کے چہرۂ گلرنگ کی خواہش نہیں
آپ دل داغوں سے رنگ بوستاں ہونیکو ہے

نواب ڈی گورن اپنے پہنچنے کے پورے دو گھنٹے کے بعد قلعہ کی چھت پر ادھر سے اُدھر ٹہل رہا تھا۔ اور بار بار ہارسٹ لاک جنگل کے راستہ کی طرف دیکھتا تھا جس سے ظاہر ہوگیا کہ وہ وہاں سے کسی آنے والے کا انتظار کررہا ہے۔ مگر وہ کسی جنگل (جو شکارگاہ تھا اور جس میں در پردہ جعلی نوٹ اور ہنڈیاں بنانے کا کارخانہ تھا) کی اُدھیڑ بن میں تھا۔ کہ یکایک اُسے اپنے پیچھے کسی کی آنے کی آہٹ معلوم ہوئی۔ مڑکر جو دیکھا تو وہ میڈیم کرالی تھی۔ جو اپنے سرو قداور ایشیائی لباس میں ملبوس خراماں خراماں نواب کے پاس آئی۔

یہ وہی میڈیم کرالی تھی جس نے چند راتیں گذریں آسے جان سے مارڈالنے کی کوشش کی تھی۔ مگر وہ اس واقعہ کو جب مس باسٹ چلی گئی تو بھول گئی۔

دیہاتی لڑکا سڑک سے گذر سیڑھیوں پر چڑھنے لگا تو جیب سے ایک پوٹلی نکالی۔ اور قریب ہو کر کہا:۔ حضور یہ مجھے باسٹ ہال سے مِس ریڈ فرن نے دی ہے۔ اور تاکید کی ہے کہ اس کو میں حضور ہی کے ہاتھ میں دوں۔ اور کسی کو نہ دوں۔

اور یہ کہہ لاکھ کی مہر لگی ہوئی پوٹلی دیدی۔ جسے نواب نے لے کر لڑکے کی طرف ایک روپیہ پھینکا۔ اور کہا جاؤ۔ اس کا کچھ کھاؤ پیو۔ جب لڑکا دور نکل گیا تو نواب نے اس پوٹلی کو کھولا جس میں سیپ کا بٹن تھا۔ اور ساتھ ہی یہ مختصر رقعہ بھی تھا۔

پیارے صاحب۔

مجھے اس کے ڈھونڈھنے میں ذرا دقت پیش آئی۔ اس لئے جناب کی خدمت میں بدیر سے بھیجتی ہوں۔ مجھے امید ہے کہ جیسا کہ آپ نے ارشاد فرمایا تھا کہ یہ بٹن مس باسٹ کی خلاصی کا باعث ہوگا۔ ویسا ہی ظہور میں آویگا۔ آپ میری خدمت کو نہ بھولیں۔

(راقمہ آپکی صادقہ۔ ایلائیس۔ بڈ فرن)

نواب۔ جوش سے دیکھا میری پیاری آخر وہ بٹن میرے ہاتھ میں آگیا۔ اب تمہارے حسد کو بالکل نزدیک نہ آنا چاہیے

اور یہ دیکھ کر متعجب ہوئی کہ نواب اس کی باتوں پر توجہ دئے بغیر
جنگل کی طرف ٹکٹکی لگائے دیکھ رہا ہے۔ اور نہ ہی اسے اس
لڑکے کا خیال ہے۔ جو ابھی یہاں پہنچ جاویگا۔

کرالی۔ نواب کی آستین سے کھینچتے ہوئے ہینری مجھے بتاؤ
کیا وہ لڑکی جو ہماری تجویزوں میں مخل ہوئی تھی اب تک
ہارسٹ لاک جنگل میں ہے۔

نواب۔ کرالی کا ہاتھ محبت سے دبا کر۔ ہاں وہ بیوقوف ابھی تک
ہمارے لوکس کے ہوشیار ہاتھوں میں ہے۔ اب صرف اس بٹن
کا خدشہ رہگیا ہے۔ یا تو اس بڑے سبز درخت کے نیچے اس کی
لاش دبی رہی یا اپنے والد کے پاس باسٹ ہال چلی گئی۔ کہ مجھے
نواب کے اعلیٰ محافظ نے بیجا حبس میں رکھا۔ اور جب مجھے
خبر ملی اور میں نے وجہ دریافت کی تو اس وقت حسبفر لوکس
فرار ہو گیا۔

کرالی۔ اس چھوٹے تتمّہ کو سن کر۔ میں اب حاسدہ نہیں جو کچھ ہونا
تھا وہ ہو گیا۔ اور ہاں جب تک یہ نہ دیکھ لوں کہ سب طرح
درست ہے اور کوئی خطرہ نہیں میں حسبفر لوکس کی بنائی ہوئی
چیزوں سے کر سفر نہ کروں گی۔

نواب۔ اس میں کوئی خطرہ کی جا نہیں کام بہت صفائی اور عمدگی
سے کیا گیا ہے۔ اور لو دیکھو وہ پیغام بر بھی آ گیا۔ ایک خوبصورت

نے کنجی تو اُٹھا لی مگر اور کچھ نہیں کیا۔

نواب۔ ذرا ہنس کر میرے پیارے لوکمس تمہارا مزاج اس وقت بہت خفگی پر ہے اس لئے میں تمہیں خوشی کی بات سناتا ہوں۔ کہ آخر کار وہ سیپ کا بٹن ہمارے قبضہ میں آگیا ہے۔

اس کے ساتھ ہی وہ مہمان خانہ میں چلے گئے جو نیلے رنگ کے کمرہ کے متصل تھا۔

لوکمس۔ اشتیاق سے اُدہر دیکھوں تو۔ اس بٹن کو ہاتھ میں لیکر اور دیکھ کر۔ نواب صاحب بیشک آپ غضب کے ہوشیار اور چالاک ہیں۔ میں آیندہ کبھی آپ کی طاقت میں شک نہ کرونگا

نواب۔ گویا کلاں پادری اور اسٹورٹ پیدا ہی نہوئے تھے خیر میں تمہیں ایک اور خوشی کی بات سناتا ہوں وہ کنجی لے کر جو اس لڑکی نے کوئی کارروائی نہیں کی تو اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ بالاخانہ پر کسی طرح میری اور تمہاری باتیں سنتی رہی ہے۔ کنجی ان کو دینے سے میری یہ مراد تھی کہ وہ بھاگنے کا خیال کریں۔ میں صرف یہ دیکھنا چاہتا تھا کہ انہیں ہمارے ارادہ کی خبر ہے۔ یا نہیں۔ سو اب صاف معلوم ہو گیا کہ انہیں خبر ہے بیں آج رات تم اپنے آپ کو گرفتار کرانے کے لئے تیار ہو جاؤ

لوکمس۔ گھبرا کر اس سے آپ کا کیا مطلب ہے۔ خلاصہ کہیں میں نہیں سمجھا۔

تو تم خود خط پڑھو۔ راقمہ کہتی ہے یا نہیں کہ اس کے بدلہ میں مس باسٹ کو چھوڑ دو۔

کرالی۔ نے رقعہ نے کر اُس کی طرف ایک نگاہ سے دیکھا اور مطمئن ہو کر پھر واپس کر دیا۔ ہنری مجھے تمہارے کہنے میں شک تھا۔ لیکن اب تو تم مس باسٹ کو ابھی ہال پہنچا دوگے؟

نواب۔ آہ۔ بیشک ابھی وہ دیکھو حضرت لوکس بھی آ گئے یہ انہی کا کام ہے۔ میں اُس سے ابھی کہے دیتا ہوں کہ اس کے چھوڑ دینے میں جلدی کرے۔ خوش قسمتی سے وہ عین وقت پر آ گیا ہے۔

کرالی۔ آہستہ سے خوش قسمتی ہمیشہ میرے پیارے ہنری کے پیرو ہوتی ہے۔ اور ہاں اب تم لوکس سے تنہا گفتگو کرنا چاہتے ہو۔ وہ شخص ایک دلال ہے۔ اور خاتونوں سے باتیں کرنے کے لایق نہیں۔ اس لیئے میں جاتی ہوں۔ اور اپنا جواہرات سے بھرا ہاتھ ہلا کر وہ اس نیلے رنگ کے کمرہ میں چلی گئی۔ جس میں وہ اکیلی بیٹھی دن بھر زندگی کی گھڑیاں گذرا کرتی تھی۔ اور دروازہ بند کر لیا اور ادھر کرالی ہٹی۔ ادھر لوکس صاحب آ گئے جس کے چہرہ پر خفگی کے آثار تھے جنہوں نے چارلی کو ڈریا تھا۔ اور جو اب زیادہ گہرے ہو گئے تھے جبکہ اُس نے خفگی سے کہا۔

لوکس۔ ہمیں اپنی تجویز میں کامیابی نہیں ہوئی اُس کمبخت

موٹر کار کے ہمراہی کا میرے ساتھ ہونا ضروری ہے۔ کیونکہ میں تو پنے بچانے والے مسافروں کی خاطر و خبرداری میں رہوں گا۔ میں بھلا خود کس طرح موٹر کار چلا سکتا ہوں۔

نوکس سر ہلا کر اور ریشمی پردوں والی کھڑکی کی طرف دیکھکر "آپ کی بہتر تو آپس میں کوئی تکرار تو نہیں ہوئی۔ اب بیگم صاحبہ کا مزاج کیسا ہے؟"

نواب - آہ بالکل اچھا۔ اور شہد کی طرح میٹھا۔ وہ بیچاری بی بی اس خیال میں ہے کہ چونکہ بٹن ہلکو ہا گیا ہے۔ ہم اب مسٹر باسٹ کو آزاد کر دیں گے۔ اور اس کو اسی خیال میں رہنے دینا چاہئے تم خود ہی کی نگاہ سے مت دیکھو۔ وہ اوپر بالا خانہ پر ہے۔ یا تو مٹھائی کھا رہی ہوگی یا ناول پڑھتی ہوگی۔ وہ ان باتوں کا کچھ خیال نہیں کرتی ہے

ہزار شکر کے جن کیلئے تھا دل بیتاب ۔ وہ اترے وسلے کچھ ایسے کہ ابخیال نہ تھا

پینتیسواں باب

(مردہ زندہ ہوتا ہے)

قادر القدرت تو داری ہر چہ خواہی آنکنی ۔ مردہ را زندہ کنی زندہ را بیجاں کنی

اسٹورٹ رائیٹرے کو ہنسنے اُس موت کے کمرہ میں جو نسکان

نواب۔ گرفتاری کی کارروائی ہمارے اپنے آدمیوں کے ہاتھوں میں ہوگی۔ وردیاں وغیرہ سب تیار ہیں۔ بوڑھا گلنبٹیر تو انسپکٹر کا بھیس کریگا۔ باقی اس کے مددگار ہمارے چند چیدہ جوان ہوں گے۔ جو پولیس کی وردیوں میں ہوں گے۔ وہ لوگ ان دونوں لڑکیوں کو قید سے چھڑا کر ظاہرا گانوں کو لیجاتے معلوم ہوں گے۔ لیکن وہ چکردار جھاڑیوں والے راستہ سے ان کو میرے پاس لے آویں گے۔ جہاں میں پولیس کے اعلیٰ افسر کی وردی میں اپنی تیز موٹر کار لئے کھڑا ہوں گا۔ جہاں ذرا سی ترغیب اور چند چکنی چپڑی باتیں انہیں موٹر کار میں بیٹھنے پر مجبور کریں گی۔ جبکہ موٹر کار قانون کی بیڑی کو فلاں راستہ سے روانہ ہو جاویگی۔ جہاں "لینکس" جہاز آبنائے میں "جزیرہ" سے "لننگ" کے نزدیک ہمارا منتظر کھڑا ہوگا۔

لومکس کو سیب کے بٹن کے ملنے کی اس قدر خوشی تھی کہ اس کو وہ کام جس کے لئے یہ دونوں اکٹھے ہوئے تھے بھول گیا اور وہ بول اٹھا۔ پچاس میل کا فاصلہ ہے تا اور اس کو آپ اپنی چالیس گھوڑوں کی طاقت کی موٹر کار میں صرف دو گھنٹے میں طے کرنا چاہتے ہیں۔ اس کے لئے تو سڑک پختہ اور صاف ہونی چاہیئے۔ اور کیا آپ اس کو خود چلاویں گے؟"

نواب۔ کچھ سوچ کر نہیں۔ میں گاسٹن کو لیجاؤنگا۔ میرے اس

اُس پر چڑھ کر لمپ کے گرانے کو ہاتھ اُٹھایا ہی تھا کہ اُسے چکر آیا۔ اور وہ وہیں لڑکھڑا کر سر کے بل گر پڑا چونکہ اسٹوڈ کی قسمت میں مکان نمبر ۳ کا ٹیس لین میں مرنا نہ لکھا تھا اسلئے جس وقت اُسے ہوش آیا تو بہ نسبت اس کی آنکھوں کے اُس کی ناک نے جلد بتلا دیا کہ وہ کہاں ہے۔ اور پھر اس نے چھوٹے اندھیارے کمرہ کی میلی چھت گیری اور لوہے کے تنگ پلنگ جس پر وہ پڑا ہوا تھا نظر کی تو اُسے یقین ہو گیا کہ وہ اسحاق یہودی کے کمرہ میں ہے۔ اُس نے اُٹھنا چاہا مگر بے بس ہو کر پھر گر پڑا۔ کیونکہ کمرہ کی زہریلی ہوا نے اس پر اپنا خوب اثر کیا ہوا تھا۔ اسلئے وہ پھر لیٹ گیا۔ اور سوچنے لگا کہ یہ اُس بد معاش یہودی نے جو اس کے مارنے پر تلا ہوا تھا اُسے کیوں پناہ دی۔ ابھی تک دن نہ چڑھا تھا سو اس سے ظاہر ہوا۔ کہ مکان نمبر ۳ کی واردات بہت جلد شروع بھی ہوئی اور ختم بھی ہو گئی۔ اور کسی تیسرے شخص تک کو معلوم نہ ہوا وہ انہی خیالوں میں تھا کہ اسحاق یہودی اسٹورٹ کو جاگتا دیکھکر اپنی فربہ بھری صورت سے لکڑی کی ٹانگوں سے کھٹ کھٹ کرتا کمرہ میں آ گیا۔ جو اپنے میلے کچیلے ہاتھوں میں نرس ریڈ فرن کی تصویر کو لئے ہوئے تھا۔ اور تصویر کو غور سے دیکھتا جاتا تھا۔

نمبر ۱۲ کاٹنیس لین میں تھا، زہریلی ہوا، کی وجہ جو مشین کے
ذریعہ نامعلوم راستہ سے اندر آتی تھی بیہوش ہوتے چھوڑا
تھا۔ جس نے اپنے کو مردہ تصور کر لیا تھا۔ کیونکہ وہ جانتا تھا
کہ دو منٹ کی اور دیر ہے۔ اگر رہائی کی کوئی اور تجویز نہ ہوئی
تو اس کا دم گھٹ جائیگا۔ اور وہ بیہوش ہو ہمیشہ کی نیند سو جائیگا
لیکن سچ ہے۔ جب تک سانس تب تک آس۔ اسٹورٹ نے
یکایک اپنے قاتل پر غالب آنے کی ایک آخری ترکیب سوچی
بمشکل ٹیلیفون کے پاس پہونچا۔ اور گھنٹی بجائی۔ جس کا جواب
ہاں میں آیا۔

اسٹورٹ۔ آلہ کو منہ کے پاس پکڑ کر تم اپنی ہی مرضی سے سب
کام نہ کر سکوگے۔ مجھپر جو واقعہ گذرا ہے میں اس کو لکھ رہا ہوں
جس کو میں لکھکر دروازہ کے نیچے سے باہر کر دونگا۔ اور پھر
آسانی سے کمرہ کے تیل کے لمپ کو گرا کر کمرہ میں آگ لگا دونگا
جو اس موت سے جس سے کہ میں مر رہا ہوں کئی درجہ بہتر ہوگی
یہ کہکر وہ ریسیور کو رکھکر چلا آیا۔ اور نرس ریڈ فرن کی تصویر
اُٹھا کر اسکے گتے کی پچھلی طرف جلدی جلدی جو کچھ گذرا تھا لکھ کر
تصویر کو آخری دفعہ چوم کر دروازہ تک گیا۔ اور بمشکل تمام
تصویر کو باہر ڈھکیل وہ اب لمپ کی جستجو میں لگا۔ مگر ہر گھڑی
اس کو اپنی طاقت گھٹتی معلوم ہوتی تھی۔ تاہم اس نے کرسی رکھ

اور یہ کہ پانچ برس کا عرصہ گذرا۔ جب وہ ایک حادثہ پیش آنے کی وجہ ٹانگوں اور قریب جان سے معذور۔ "میڈلیکس" ہسپتال میں لایا گیا۔ جہاں ایلائیس ریڈ فرن نرس نے اسکی بڑی کوشش اور دل دہی سے خدمت کی کہ وہ اب زندہ یہاں کھڑا ہوا ہے۔ اسٹورٹ پہچان گیا کہ وہ بانی حال چھپانا چاہتا ہے۔ ورنہ شاید اصل حقیقت یہ تھی کہ حضرت نے کہیں سیندھ لگائی اور شور جو ہوا تو کھڑکی سے کود پڑے۔ جہاں انہیں اپنی ٹانگیں کھونی پڑیں۔ اور جب اچھے ہوئے تو قید کھکتی۔ اس کے بعد یہودی پھر یوں کہنے لگا جس وقت اسٹورٹ نے کمرہ کو آگ لگانے کی دھمکی دی تو بوڑھا یہودی جس قدر جلد کہ اس کی ٹانگیں اسے لیجا سکیں سڑک پر سے گذر مکان نمبر ۳ میں پہنچا کہ قبل اس کے کہ شعلے بلند ہوں۔ اور پولیس پہنچے وہ اسٹورٹ کا لکھا ہوا جال ایک طرف کر دے۔ جب لوہے کے دروازہ کے پاس پہنچا تو اسے ایک تصویر پڑی ہوئی ملی۔ جسے اس نے دیکھا تو وہ اس کی محسنہ کی تھی۔ اور اس کے دبانے کو وہ نواب کے حکم سے جان سے مار رہا تھا۔ پس جھٹ پاس کی کنجی سے دروازہ کھول تمکو باہر کھینچ لیا۔ اور جس طرح بنا تم کو گرتا پڑتا یہاں لے کر آیا۔

یہودی ۔ جناب کیا نرس ریڈ فرن آپ کی دوست ہے؟ اور یہ کہہ کر اسٹورٹ کو اپنی موٹی موٹی آنکھوں سے جنہیں بھاری سفید بھوؤں نے چھپایا ہوا تھا دیکھنے لگا۔

اسٹورٹ ہاں میری دوست اور ایسی دوست کہ اگر میں زندہ رہا تو اس کو اپنی زندگی کی خوشی بناؤنگا۔ خدا کرے وہ اس وقت یہاں آجائے کہ میرا گلا اور چھاتی تمہاری قاتل موت سے صاف کر دے۔

یہودی ۔ جناب، اگر وہ آپ کی دوست ہے تو میں خوش ہوں کہ میں نے آپ کو بچایا۔ میری زندگی کچھ ایسی خوشی کی زندگی نہیں کہ مجھے اس کا رنج ہوگا۔ کیونکہ ایسے کام کا اگر معلوم ہوگیا تو انجام موت ہے۔ لیکن میں اس بات کی پرواہ نہیں کرتا۔ نواب کامیں نے ردبیہ کی خاطر کام کیا جو مجھے کسی طرح زندہ نہ چھوڑے گا۔ مگر میں خوش ہوں کہ میں نے اس فرشتہ خصلت نرس کا بدلہ اتار دیا۔

اسٹورٹ ۔ آہستہ سے مجھے اس کی مفصل کیفیت کہو۔ کیونکہ اب اسے معلوم ہوگیا کہ وہ کس طرح اور کس کی وجہ سے موت کے منہ سے بچا ہے۔ اس کے دماغ میں بہ نسبت بدن کے زیادہ قوت تھی۔ اس نے یہ قصّہ ہی سن کر وقت گذرانا مناسب سمجھا۔ مگر یہودی اسحاق کا قصّہ بہت ہی مختصر تھا

کو تکلیف کا سامنا ہے تو وہ جانے پر راضی ہو گیا اور اسٹورٹ
کا پیغام لیگیا جس میں نرس ریڈ فرن سے بمنت التجا کی گئی
تھی کہ وہ اس سیپ کے بٹن کی حفاظت کرے۔ اور اگر نواب
اُسے حاصل بھی کرنا چاہے تو اس کو تلاش کرنے کی ٹال مٹال
میں رکھے۔ جس سے نواب کو یقین ہو جائے کہ وہ اپنی اس
کوشش پر بھی کامیاب نہ ہوگا۔ چنانچہ اسحاق ایک یہودی
کے لڑکے کو دوکان پر کھڑا کر خود میل ہرسٹ روانہ ہو گیا
اور دل میں عذر بنا لیا کہ قلعہ لانکلور جاکر اسٹورٹ کی لاش
کی بابت دریافت کرونگا۔ یوں کام بھی بنجادیگا اور بات
بھی بنی رہیگی۔ بوڑھا یہودی اپنا کام کر عصر کو پھر واپس
لیمبتھ چلا گیا تھا۔ جہاں اُس نے اسٹورٹ کو سارا قصہ
کہہ سنایا کہ "دائٹر لو" اسٹیشن سے تار دینے پر ریڈ فرن
اس کو باسنگ اسٹوک کی سڑک پر ملی۔ جسے اُس نے
اسٹورٹ کا پیغام دیا۔ اور کہا کہ وہ ہر طرح بخیریت ہے ع
"رسیدہ بود بلائے دلے بخیر گذشت"

یہ باتیں کرتے آ رہے تھے کہ طوفان نے آ لیا اور یہ اُس گاڑی
خانہ میں گھس گئے جس میں کہ بعدہٗ نواب بھی داخل ہوا جس
کے آنے سے پہلے یہودی ایک گاڑی کے پیچھے چھپ گیا
اور محفوظ سب باتیں سنتا رہا۔ اور پھر آخر میں پیچھے سے نواب

اسٹورٹ۔ واللہ تم بھی عجیب آدمی ہو۔ اچھا اب تم اپنی رحمدلی اور فیاضی پر قائم رہنا چاہتے ہو یا نواب کی شرکت پر؟"

یہودی۔ جناب نواب کا حکم میں نے روپیوں کے لالچ سے کیا تھا۔ مگر اس فرشتہ کی خدمت صرف محبت کے طور پر کروں گا۔ میں آپکا تابعدار رہوں۔ گو ایک بوڑھا۔ لنگڑا لکڑی کی ٹانگوں والا ہوں۔ پھر بھی جو حکم ہو بجا لانے کو تیار ہوں

اس گفتگو کا یہ انجام ہوا کہ اسٹورٹ نے یہودی سے کہا کہ تھوڑی دیر کو مجھے تنہا چھوڑ دو۔ کہ میں ذرا معاملات کو سوچ لوں۔ اس کا ارادہ ہوا کہ جلد اٹھکر اور قانونی یعنی پولیس کی مدد لے کر فوراً نواب کو گرفتار کرا دے۔ مگر ابھی زہریلی ہوا کا اثر اسے معذور کئے ہوئے تھا۔ جبکہ اس کے تجربہ نے یہ بھی کہا کہ ابھی جال پورا تیار نہیں ہوا۔ مس باسٹ کو تلاش کرنا اور النگڈن کو آزاد کرانا اور خاص قاتل کو قانون کے شکنجہ میں دینا آسان کام نہ تھا۔ وہ اپنے اس طرح وقت کے رائیگاں جانے پر بڑا چڑچڑا رہا تھا مگر جب دوبارہ بوڑھا یہودی کمرہ میں آیا تو اسے خیال آگیا کہ بہرصورت سیپ کے بٹن اور نرس ریڈ فرن کو نواب کے ہتکنڈوں سے محفوظ رکھا جائے۔ اور اس نے یہودی سے کچھ کام لینا چاہا۔ اور جبھی نے جب سنا کہ اس کی محسنہ

یہودی - خدا کرے مگر آپ دیکھیں گے کہ نواب بڑا خراب چلتا ہے۔ آپ کو اس کے پکڑنے میں بڑی دقت پیش آوے گی اور یہ کہکر بوڑھا اپنی اسی بودار دوکان میں ہو رہا جہاں کہ وہ نواب کی مشین کا ایک چھوٹا پرزا رہا تھا۔ اسٹورٹ نے کانیٹس لین سے نکل ایک گاڑی کرایہ کی۔ اور کوچوان کو سیدھا "دارم وڈ اسکریں" چلنا نہ جانے کو کہا۔ جہاں کہ وہ ایک گھنٹہ کے بعد پادری کا دروازہ کھٹ کھٹا رہا تھا جب کہ پادری جوزف نیڈیبل نے اُسے تعجب اور خوشی سے استقبال کر لا بٹھایا۔

پادری - میرے پیارے اسٹورٹ میں سمجھا تھا کہ شاید تم ابھی خواب غفلت میں پڑے ہو۔ تم اس وقت یہاں کہاں جبکہ قصبہ نیل ہرسٹ کے پیچ در پیچ وارداتیں ہمیں تعجب اور پریشانی میں ڈال رہی ہیں۔

اسٹورٹ - یہاں جو واقع پیش آیا ہے مجھے یقین نہیں کہ میرے کیس کے قتل سے تعلق رکھتا ہو۔ یہاں کا تو صرف یہ حال ہے کہ ایک مجرم کو اس کے لڑکے نے جو نواب ڈی گورن کا مددگار۔ محافظ شکار گاہ تھا ایک خط بھیجا ہے جس میں اس نے محافظ کے جھونپڑے میں جعلی نوٹ اور ہنڈیاں بنانے کا کارخانہ ہونا بتلایا ہے۔ جہاں اس سے زبردستی بد دلی جاری

کو اسٹورٹ کی لاش کی بابت پوچھا۔ جبکہ نواب اس پر بہت
خفا ہوا۔ اور وہ جلد یہاں واپس چلا آیا۔ اسٹورٹ اپنے
اس کام کے نتیجہ پر خوش ہوا۔ اُسنے اپنے اس بدبودار کمرہ
میں لیٹے رہنے پر خیال آیا ہی تھا کہ اُسے یکایک اپنا معجزہ
سے بچنا یاد آ گیا۔ ورنہ وہ اس کمرہ میں مردہ پڑا ہوتا۔ اور جب
کی گیارہ سال بعد ہڈیاں بھی نہ ملتیں۔ اس لئے اس نے
اپنے خدا کا شکریہ ادا کیا۔ اور پھر جگہ کا گلہ نہ کیا۔ اور آرام سے
سو گیا۔ جب اُٹھا تو اس نے حساب لگایا کہ نواب کے کہنے
کے بموجب کہ وینی اڑتالیس۴۸ گھنٹہ بعد انگلینڈ سے کوسوں
دور چلی جائیگی۔ اس میں سے ۲۴ گھنٹہ تو گذر گئے تھے اب صرف
ایک دن اور ایک رات باقی تھی جسمیں ساری زلیخا ختم کرنی تھی
خیر دوسرے دن دس۱۰ بجے اسٹورٹ اپنے میں کافی طاقت
پاکر اس مچھلی فروش کی دوکان سے نکلا۔ اور اُسے پرجوش
الوداع کہی۔ اور کہا میں اس بات کا خیال رکھوں گا کہ جسوقت
معاملہ پولیس کے حوالہ ہو تو تم پر کوئی آنچ نہ آوے۔
یہودی۔ ہنس کر آہ میں پولیس سے نہیں ڈرتا۔ اس
بات کا نواب خیال رکھے گا کہ میں دوکر اتوار تک مردہ ہونگا
اسٹورٹ۔ اس سے پیشتر نواب اور اس کا گروہ جیلخانہ
کی ہوا کھاتے ہوں گے۔

جان ہکیسٹ ہارسٹ لاک جنگل کی حدود سے گذر جھونپڑے کے نزدیک ٹھیر گیا۔ کہ ذرا دم لیلے اور دیکھے کہ ادھر اُدھر کوئی ہے تو نہیں۔ کیونکہ اُسے یقین تھا کہ اس کا لوئمس سے ضرور مقابلہ ہوگا۔ جس کو یہ اچھی طرح جانتا تھا اس کے لمبے قد اور چھوٹی چھاتی کو وہ اپنی چوڑی چھاتی اور گٹھیلے بدن کے آگے کچھ نہ سمجھتا تھا۔ خواہ اس نے لوئمس کو جان سے مار دیا یا ادھ مرا کر دیا۔ یہ سب اس بات کے ثبوت پر تھا کہ آیا واقعی اس نے چارلی کو دھمکی دے کر اور برے الفاظ کہہ کر اپنی مدد پر مجبور کیا۔ چاندنی رات تھی اور وہ دور سے بیٹھا صاف جھونپڑے و اس کے پاس والی جگہ غلہ کے گودام کو جس کا چارلی نے ذکر کیا تھا۔ دیکھ رہا تھا۔ جھونپڑے کے ایک کمرہ میں روشنی تھی۔ مگر غلہ کے گودام میں نہ ہوادار کھڑکی تھی اور نہ روشنی۔ بالکل اندھیرا تھا۔ اور پتھر کی پرانی دیواریں دیکھکر بوڑھے جان کا دل اچھلنے لگا۔ کہ یہی وہ کمبخت جگہ ہے جہاں اس کے لخت جگر نے رو رو کر دن اور راتیں گذاری ہونگی اس کا اپنا قید خانہ ایسا بھیانک اور ڈراؤنا نہ تھا اس میں ہوادان تھا۔ اس میں روشنی تھی۔ اگر اس میں ہوادان (کھڑکی) نہ ہوتی تو وہ نکل کر آہی نہ سکتا تھا مگر اس تنگ و تاریک جگہ میں اس کی بھولی بھالی لڑکی کو تازہ ہوا لینے

کا لباس تبدیل کیا۔ اور ضروری خرچ کے واسطے ایک اشرفی بھی لی۔ اگر وہ چاہتا تو دس لے سکتا تھا۔ مگر اس نے زیادہ لینا قبول نہ کیا۔ اور صرف ایک ہی اشرفی راستہ کے اخراجات کے واسطے لی ہے

دوست آں باشد کہ گیرد دست دوست
در پریشاں حالی و درماندگی

کیونکہ اس کو "ہمشایر" میں کچھ راستہ ریل میں بھی طے کرنا تھا۔ اور دن رات کا کھانا بھی کھانا تھا اُسے امید تھی کہ دوسرا دن نکلنے کے اول ہی اس کی پولکس سے مٹھ بھیڑ ہو جاویگی اور اس کے لئے ایک اشرفی کافی ہے۔

اس کا روپوش ہونیکا قطعی منشا نہ تھا۔ کیونکہ وہ جانتا تھا کہ اس کا نتیجہ اچھا نہ ہوگا۔ وہ تو اپنی لڑکی کو چھوڑانے آیا تھا جس کے بعد وہ بخوشی قید خانہ میں جانے کو راضی تھا۔ خواہ اس کی سزا اور کیوں نہ بڑھا دی جائے۔

اب رات کے گیارہ بجے تھے اور یہ منزل مقصود پر پہنچ گیا تھا۔ چارلی کے خط سے اُسے خطرہ کی بندوق کا حال معلوم ہو چکا تھا۔ لیکن اُسے اپنی دھن میں ان باتوں کا بہت کم خیال تھا وہ بلڈاگ کتے باندھ دیے گئے تھے کہ وہ کہیں اپنے ہی آدمیوں پر جو تبدیل لباس میں ہوں گے جھپٹ نہ پڑیں

غلہ کے گودام کے نزدیک اینٹوں اور چونے کے ڈھیر کے پیچھے چھپ گیا۔ کہ ذرا سب حال نزدیک سے دیکھے۔ اس کو بہت دیر تک انتظار نہ کرنا پڑا۔ بمشکل دو منٹ لگے ہوں گے کہ پولیس والے جسپفر لوکس کو اپنے درمیان ہتکڑی لگا کر باہر لے آئے۔ جیسے دیکھتے ہی جان ہیکسٹ کی نبض تیز چلنے لگی۔ وے سب پھر غلہ کے گودام کی طرف آئے جہاں انسپکٹر نے جو شاید کوئی بارسوخ آدمی ہو گا۔ ورنہ اس قدر بوڑھا تھا کہ نوکری کے لایق نہ تھا، جیب سے کنجی نکال کر غلہ کے گودام کا قفل کھولا۔ اور اندر چلا گیا۔ جب چھپے ہوئے جان نے انسپکٹر کو یہ کہتے ہوئے سنا مس باسٹ صاحبہ اور وہ جوان لڑکی بھی اب دونوں نیچے آجائیں۔

میں پولیس کا افسر ہوں۔ اور مدد لیکر تم لوگوں کی رہائی کے واسطے آیا ہوں۔ اس جملہ نے بوڑھے جان پر بڑا اثر کیا اور وہ خوشی کے مارے اچھل گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس منتظر گروہ میں دو لڑکیاں آملیں اور اب یہ سب لوگ غلہ کے گودام سے باہر میدان کی طرف آگئے۔ چارلی کو تو خادمہ کے لباس میں بھی جان ہیکسٹ نے شناخت کر لیا مگر دوسری لڑکی کو نہ پہچانا۔ اور پھر ان کے پیچھے سپاہیوں کے درمیان بچتا جھکتا لوکس تھا۔

کی بھی اجازت نہیں۔ یہاں اُسے پھر لوکس پر غصہ آیا لیکا یک
جب وہ جنگل کے اُس چھوٹے میدان کے مکانات وغیرہ دیکھ
رہا تھا اس کی توجہ اس کشادہ سڑک پر جا پڑی جو گاڑی کے
آنے جانے کی تھی۔ اور جو سیدھی محافظ کے جھونپڑے کو
جاتی تھی یہاں آڑ ہونے کی وجہ سے اُسے آدمی تو نظر نہ
آئے مگر اس کے تیز سننے والے کانوں نے اُسے بتلا دیا کہ
چند آدمی کھلے میدان کی طرف جا رہے ہیں۔ جن کی گفتگو اس
کی سمجھ میں نہ آسکی۔ مگر اسی اثنا میں اس کے منہ سے ایک
ہلکی چیخ نکلی۔ کہ اس کے بدلہ لینے میں دخل دیا گیا ہے۔ کیونکہ
آنے والے چاند کی دھندلی روشنی میں پولیس والے معلوم
ہوئے۔ ایک انسپکٹر اور تین سپاہی تھے۔ جنہوں نے باقاعدہ
وردی اور ٹوپیاں پہنی ہوئی تھیں۔ سیدھے بڑی احتیاط سے
محافظ کے جھونپڑے کی طرف گئے۔

وہ سمجھ گیا کہ پولیس چارلی کا خط ملنے پر آئی ہے۔ مگر میں
نہیں کہہ سکتا۔ کہ وہ مجھے پکڑنے آئی ہے یا لوکس کو یا ہم
دونوں کو۔

خیر بہر صورت اس کی پیاری لڑکی رہا ہو جائیگی اور
یہ اس کی رہائی کا گواہ ہو گا جونہی افسر و پولیس جھونپڑے کے
دروازہ پر کھٹکھٹانے لگے تو جان ہیکسٹ موقع پا دوڑ کر

جونہی گھر پہنچی آپ کو دے سکتی ہوں۔
انسپکٹر ہم کو سب کچھ صاف ظاہر ہو گیا ہے۔ تاہم آپ کی گواہی قائم سند ہے۔ لیکن اب ہمکو جلدی چلنا چاہیئے۔ کہ نواب ڈی گورن نہ کہیں نکل جائے۔

اچھا سمسن تم قیدی سے خبردار رہنا۔ تمہاری اس محنت کا نتیجہ تمہاری ترقی کا باعث ہوگا۔ اس کے بعد سب سڑک کی طرف روانہ ہو گئے۔

صرف لوکس اور اس کا ہمراہی رہگئے۔ جو آہستہ آہستہ جھونپڑے کی طرف جانے لگے۔ لیکن جونہی وہ جان کے پاس سے گذرے تو اس کو یہ دیکھکر بڑی حیرت ہوئی کہ سپاہی نے مجرم کے کندھے سے ہاتھ اُٹھا لیا تھا۔ اگر ہتکڑیاں نہ لگی ہوتیں تو یہی شک پڑتا کہ وہ دوست ہیں جو ساتھ ساتھ باتیں کرتے جا رہے ہیں۔ لیکن یہ ابھی تھوڑی ہی دور گئے تھے کہ کچھ سن کر جان ہیکسٹ اس خاموشی میں جھٹ حیران کھڑا ہو گیا۔ ہیں یہ کیا بات ہے؟ کیا لوکس نے سپاہی کو رشوت دینے کو کہا ہے یا یہ دونوں دوست ہیں۔ جو بڑے دنوں بعد آپس میں یہاں ملے ہیں۔

جان ہیکسٹ خاموشی سے ان کے پیچھے پیچھے آیا۔ جب وہ سامنے کے کمرہ میں چلے گئے تو یہ نزدیک کی کھڑکی کے

جان ہیکسٹ یہ راز بالکل نہ سمجھ سکا کہ وہ دوسری لڑکی کون ہے اور چارلی نے عورتوں کا لباس کیوں پہنا ہے۔ خیر جو کچھ بھی ہو اس کی لڑکی تندرست ہے اور آزاد ہے اور یہ بھی غنیمت ہے کہ قید میں اس کے ساتھ لڑکی ہی کتنی تھوڑی دیر بعد انسپکٹر نے یہ حکم سنایا۔

انسپکٹر۔ کانسٹبل سمسن تم قیدی کے ساتھ یہاں ہی ٹھیرو جب تک کہ ہم لوگ مس باسٹ اور اس نوجوان لڑکی کو جنگل سے باہر محفوظ مقام تک پہنچا آئیں۔ اور آدھی ہنستی اور آدھی روتی لڑکی کی طرف مڑکر ادب سے بیگم صاحبہ مجھے بڑا افسوس ہے کہ آپ کو تنا راستہ پیدل طے کرنا پڑیگا ہم بدمعاشوں کے ہوشیار ہونے کے ڈر سے گاڑی نہیں لائے۔ مگر تاہم بھی صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس سڑک پر اپنی موٹر لئے کھڑے ہیں آپ کو ذرا دیر میں باسٹ ہال پہنچا دیں گے۔

اس کے بعد ہمنے قلعہ لانگلو رجاکر نواب ڈی گورن اور اس کے ساتھیوں سے نبٹنا ہے۔

ونی۔ انسپکٹر صاحب آپ بہت اچھے آدمی ہیں۔ لیکن پادری لانگڈن تو اب قید سے آزاد ہو جائیں گے۔ کیونکہ اگر آپ کے پاس شہادت نہیں کہ اس بدمعاش نے جسکو آپ نے گرفتار کیا ہے پادری کو قتل کیا ہے تو میرے پاس اس کا ثبوت ہے۔ جو میں

مجھے آزاد کرو۔ لیکن جان ہکیسٹ نے اُنہیں اور زیادہ وقت ہی نہ دیا۔ جبکہ ذو بیلین کونٹ ابھی کچھ کہنے کے لئے ہچکچا ہی رہا تھا کہ جان نے اس کی کنپٹی پر اس زور سے ایک گھونسہ مارا کہ وہ بیہوش ہوکر بیل کی طرح نیچے گر پڑا۔ اور پھر لومکس کی طرف لپکا جس کو اس نے گلے سے پکڑ زمین پر دے مارا اور اُس کی گردن پر پاؤں رکھکر کھڑا ہوگیا۔

جب لومکس کی لال آنکھیں باہر نکل آئیں اور پانچ سیکنڈ تک اس کی جان امید وبیم میں رہی یکایک جان اپنے اس ارادہ سے باز آیا۔ اور کہنے لگا۔ میں تجھے مار کر خواہ مخواہ کیوں پھانسی پر چڑھوں۔ تو تو خود ہی پھانسی کے واسطے تیار ہے۔ خیر میں تم دونوں کو باندھ کر نزدیک ہی کے پولیس چوکی پر لیجاؤں گا۔ یہ کہہ کر اس نے سامنے پڑی ہوئی رسی اٹھائی۔ اور لومکس کی ہتکڑی میں ذو بیلین کونٹ کو بھی باندھ دیا۔ جب دونوں کو خوب مضبوط باندھ چکا تو رسی کا ایک سرا خود پکڑا اور پھر ایک زور کی لات مار کر ان کو باہر کیا۔ مگر بصورت دگر اُن کو اسٹورٹ رائیٹرے اور ایک دستہ اصلی پولیس کے ہاتھوں لاڈالا وہ جونہی انہیں لے کر باہر نکلا پولیس نے انہیں گھیر لیا۔ جان ہکیسٹ یہ دیکھکر کہ زبردستی فضول ہے کہنے لگا۔

میں مغلوب ہوتا ہوں مجھے گرفتار کرلیں کیونکہ شاید تم لوگ

پاس کھڑا ہو کر ان کی باتیں سُننے لگا۔ یہ ابھی وہاں کھڑا ہی تھا کہ اُسے یہ آواز آئی۔

چونکہ اب ہماری تمام کارروائی پر پردہ گر گیا ہے اور جو کام کرنا تھا کر چکے ہیں۔ اس لئے لاؤ۔ میں تمہاری ہتکڑیاں کھولدوں۔ مگر وہ دونوں چڑیاں (لڑکیاں) جب نواب کی موٹر کار میں بیٹھکر چالیس میل فی گھنٹہ کی رفتار سے جائینگی تو کیا کہیں گی۔ اور جب اس جہاز پر جو نواب کے حکم سے "ایمزورتھا" (Aemswortha) میں کھڑا ہے تو خدا خبر کتنا واویلا کریں گی۔ جان ہیکسٹ کو زیادہ سُننے کی ضرورت نہ تھی۔ وہ سمجھ گیا کہ بدمعاشوں نے کوئی فریب کھیلا ہے اور یہ آزادی جو جارلی وہ اس کی بیگم کو دی گئی ہے اصلی آزادی نہیں۔ بلکہ سراسر دغا ہے۔ وہ سیدھا اپنی جگہ سے چل کر اس کمرہ میں گھس گیا۔ جہاں لومکس ویسے ہی بیٹھے ہوئے تھا۔ اور سپاہی ہاتھ میں کنجی لئے کھڑا تھا۔ لیکن ابھی ہتکڑیاں نہ کھولی تھیں۔ کہ جان ہیکسٹ دروازہ میں آ کھڑا ہوا اور جسے دیکھکر لومکس ڈر کے مارے زرد ہو گیا۔

تمہارے واسطے میں غیر کو تنہا نہ چھوڑونگا سمجھ لینا کہ دو مردے گر ینگے ایک مدفن میں لومکس۔ ذیب جلدی کرو یہ جان ہیکسٹ ہے۔ اس لڑکی کا باپ۔ تم دیکھتے نہیں کہ وہ کیسا خوفناک آدمی ہے۔ سو جلدی

بڑی دقت پیش آئے گی۔

سینتیسواں باب

(ایک سخت تعقب)

جفا پیشگاں را بدہ سر بباد ستم بر ستم پیشہ عدلست وداد

اسسٹنٹ کمشنر جسکا نام "میک ٹیگرٹ" اسکاچ قوم کا ایک شریف زادہ تھا۔ اور بڑا لائق ملنسار اور بارسوخ شخص تھا۔ اس نے جلدی اپنے دستے کے آدمیوں کو یوں تقسیم کیا۔ کہ چند آدمیوں کو جھونپڑے پر چھوڑا اور انہیں غلہ کے گودام کی بھی تلاشی لینے کو کہا اور باقی ماندہ آدمیوں کے ساتھ وہ لندن کے اس بھاری پولیس کے دستہ میں شامل ہونے چلا گیا جو جنگل کے باہر چھپا کھڑا تھا۔ کہ قلعہ لانکاور کا بھی ساتھ ہی محاصرہ کیا جاوے۔ ان کے ہمراہ تینوں ملزم بھی تھے۔

لوکس و ذویب اس طرح بندھے ہوئے تھے جس طرح جان ہکیسٹ نے باندھے تھے اور وہ خود اسٹورٹ اور کمشنر کے درمیان جا رہا تھا۔ اور ان سے جو کچھ کہ اس نے غلہ کے گودام کا واقعہ دیکھا تھا بیان کر رہا تھا۔

جان ہکیسٹ۔ جناب عالی۔ سب کچھ یہی ہے جو میں نے

اس فراری مجرم کی تلاش میں آئے ہو جو رات قید خانہ توڑ بھاگ آیا ہے۔ لیکن میں بھی تمہیں جیفر لوکس اور دوسرے بدمعاش کو جو جعلی نوٹ بناتے ہیں تمہارے حوالہ کرتا ہوں۔ دوسرے مجھے ایک خاتون کی زبانی جو بھی انہی بدمعاش لوگوں کے گروہ کے ساتھ یہاں سے لیجائی گئی ہے معلوم ہوا ہے کہ لوکس قاتل ہے۔

اسٹورٹ۔ غصہ سے کیا تم اس خاتون کو جانیسے روک نہ سکتے تھے؟

جان ہکسٹ۔ جناب میں تو بلا مبالغہ ان کے بچاؤ میں اپنی جان دیدیتا۔ بشرطیکہ مجھے اول معلوم ہو جاتا۔ کیونکہ اس خاتون کے ساتھ میری لڑکی بھی تھی۔ مگر وہ بدمعاش تو بالکل پولیس کے بھیس میں آئے جیسے کہ یہ ایک حرامزادہ کھڑا ہے میں صرف ان دونوں کی گفتگو سے راز سمجھا۔ ورنہ انہوں نے اس خوبی سے جال پھیلایا کہ اچھا عقلمند اس کے بھید کو نہ سمجھ سکتا تھا۔ اور پھر اس نے ان کا موٹر کار "ٹرائیمز و رتھ" جانے اور جہاز پر چڑھنے کا ذکر کیا۔

اسسٹنٹ پولیس کمشنر۔ اسٹورٹ کا کندھا تھپ تھپا کر اب یہاں ٹھیرنے کا وقت نہیں۔ ان حرامزادوں کو ہمسے اول جانیکا اچھا خاصہ وقت ملچکا ہے۔ اور جن کو اب پکڑنے میں ہمیں

منتظر کھڑا تھا۔ اور جو زیر کمانڈ کمشنر "ونگ ٹیگرٹ" مشہور اور
نامی ڈاکوؤں کے گروہ کو پکڑنے آیا تھا۔ سارے افسر سادہ
کپڑوں میں تھے۔ اور شبہہ نہ پیدا ہونے کی خاطر سب لوگ
موٹر کاروں میں مختلف راستوں سے قصبہ بیل ہرسٹ
آئے تھے۔ جنہیں ایک حصہ رات گئے سے پہلے جائے مقررہ
پر پہنچنے کا حکم تھا۔

اس وقت انسپکٹروں اور سارجنٹوں کی پوری ایک کمپنی
تھی۔ اس کے بعد کمشنر نے اپنے مددگار افسر کو مخاطب کر کے
کہا کہ نواب ڈی۔ گورن کا ہمیں سمندر کے کنارہ تک تعقب کرنا ہے
بیس آدمیوں کو قلعہ لانکلور کا محاصرہ کرنے بھیجو جہاں
انہوں نے ہر ایک آدمی کو عورت و بچے کو گرفتار کرنا ضروری
ہے۔ چھ آدمی یہاں ان موٹر گاڑیوں کی حفاظت کریں۔ اور ان
قیدیوں کی خبرداری کریں۔ جبکہ ہم خود مع اسٹورٹ اور چند
انسپکٹروں کے دو خوب تیز موٹر کاروں میں نواب کا تعقب
کریں گے۔

کمشنر۔ لارڈ تمہاری کونسی اعلیٰ اور تیز موٹر کار تھیں کیونکہ ڈی گورن
کی موٹر چالیس گھوڑوں کی طاقت کی ہے۔

انسپکٹر غمگین ہو کر۔ جناب افسوس ہمارے پاس تو اس طاقت
کی کوئی موٹر کار نہیں۔ تیز سے تیز ہمارے پاس ایک چوبیس

عرض کیا ہے اس میں کئی باتیں ایسی ہیں کہ میں خود ان کا
سر پیر نہیں جانتا۔ سوائے اس کے کہ میں نے ان دونوں
کی گفتگو سنی۔ اور شبہ پیدا ہوا۔ ورنہ کیا میں اپنی اس لڑکی
کو جس کے واسطے میں جیلخانہ توڑ کر آیا تھا چھوڑ آتا۔ آپ خیال
نہ کریں کہ میں فرار ہو جاؤنگا۔ جبکہ میں نے خود بخود دو مجرم
پکڑ کر دیے۔ نہیں ہرگز نہیں۔ صرف للہ میری میری لڑکی
بچائیے۔ بس میری یہی درخواست ہے۔ جبکہ میں بخوشی
تجز سے صرف اس بچی کی خاطر جتنی قید بھی ہو کاٹنے کو تیار ہوں
کمشنر۔ میں اپنی حد سے باہر وعدہ نہیں کر سکتا۔ مگر اتنا کہہ
سکتا ہوں کہ اس معاملہ میں تم پر اتنی سختی نہیں کی جاویگی
اور جہانے کی بابت تمہارا کہنا درست ہے۔ کیونکہ مسٹر اسٹورٹ
بھی اس بات کی تصدیق کرتے ہیں۔

یہ سب ایک دیہاتی کی رہنمائی میں جس کو انہوں نے
کانسٹبل لارنس کے موجود ہونے پر گاؤں سے ساتھ لیلیا
تھا۔ کانسٹبل لارنس جو بعد تلاش کرنے پر قلعہ لانکلور کے
باورچی خانہ میں مدہوش ملا۔ اگر ابھی انہوں نے جب تک
ادھر نہ فیصلہ ہو جائے قلعہ کے نزدیک جانا مناسب نہ سمجھا۔
آخر یہ جنگل سے باہر ایک گنجان پوشیدہ جگہ اپنے
تیس آدمیوں کے دستہ سے جا ملے۔ جو وہاں ان کے حکم کا

کیا چیز نظر آ رہی ہے۔ کیونکہ گھنٹہ بھر سے جان کی نگاہ دونوں
کے کندھوں کے درمیان ہو سامنے سڑک کی طرف لگی ہوئی تھی
اسٹورٹ کی عادی آنکھوں نے جان کی بتلائی ہوئی چیز
کو جلد دیکھ لیا۔ جو چاند کی دھندلی روشنی میں سفید سڑک
پر سیاہ انبار سا معلوم ہوتا تھا۔ بیشک ہیکسٹ ٹھیک کہتا
ہے۔ میرے خیال میں ہمسے آگے نواب کی موٹر کار ٹوٹی
پڑی ہے۔ اب آپ براہ خدا ذرا جلدی کریں مگر وہ آگے
ہی اپنی پوری تیزی سے جا رہی تھی۔ کمشنر سوائے اس
کے اور کچھ نہ کر سکتا تھا کہ اپنے شکار پر جھپٹ پڑنے کی
تاک میں بیٹھا رہے۔ وہ بے حرکت موٹر کار قریباً ایکسو
گز دور ہوگی کہ اس میں سے کسی عورت کی چیخ کی آواز
سنائی دی۔ جسکا فوراً ایک پُر جوش زور کی آواز میں
جان ہیکسٹ نے جواب دیا جب کہ یکایک اس بےحرکت
سیاہ ڈھیر نے ایک جھٹکے کے ساتھ حرکت کی اور تیزی کے
ساتھ اپنا مشکل اور خوفناک سفر طے کرنے لگا۔

کمشنر۔ اوہو یہ تو میرے چچیرے بھائی کے دروازہ پر
ٹوٹی پڑی تھی۔ پر خیر اب ہمیں امید ہے کہ پیشتر اس کے کہ وہ اپنے مسافر
کشتی پر چڑھائیں ہم انہیں جا پکڑیں گے۔ کمشنر کے منہ
سے ابھی یہ الفاظ نکلے ہی تھے کہ ان کی موٹر کار ایک پہاڑی

جس کو دیکھکر مسٹر ٹیگرت گھبرا گئے۔ کیونکہ نواب کی موٹر کار اعلیٰ اور بھاری تھی۔ جو ان جھٹکوں پر سے بخیر گذر سکتی تھی لیکن اپنی موٹر کار دیکھ انہیں اب یقین ہوئے لگا کہ وہ نواب کو نہ پکڑ سکیں گے "الکسن برن" کی تو اترائی اتر کر سیدھے "پورٹ اسمتھ" کی سڑک پر ہو لئے۔ اور تیزی سے چلنے لگے۔ گو دور جنوبی طرف کے کھڑے نے ان پر ظاہر کر دیا کہ اگر دن ہوتا تو وہ سمندر کو دیکھ سکتے تھے۔

کمشنر۔ ہمیں امید کرنی چاہیئے کہ ایک وجہ سے ہم نواب کو پکڑ سکیں گے۔ وہ یہ کہ جہاز ضرور دور سمندر میں کھڑا ہوگا جبکہ ان کو اتنا فاصلہ کشتی پر طے کرنا پڑیگا۔

اسٹورٹ۔ جو تمام راستہ نہ بولا تھا۔ آپ کو کیا امید ہو سکتی ہے جب آپ ان تھرتھرائے والے کھلونوں سے کھیل رہے ہیں۔ مجھے خطرہ ہے کہ نواب یا ہم نالے ہی میں نہ رہیں۔

کمشنر۔ خدا کرے کہ نواب صاحب کی موٹر کار کو کوئی صدمہ پہنچے اگر ایسا ہوا تو ہمیں اور وقت ملجاویگا۔ اور ہماری کمی پوری ہو جاویگی۔ گو نواب بڑا ہوشیار ہے اور اس نے ان سب باتوں کا ضرور پہلے ہی خیال کر رکھا ہوگا۔

جان ہیلسٹ۔ زور سے جناب ہم سے وہ پانچ میل آگے

دوڑ اسے لئے جا رہا تھا۔

اس موٹر کار کے حادثہ نے ہمیں اور جوش پیدا کر دیا تھا اور گھوڑے پر سوار ہوتے ہی ایکدفعہ پھر کامیابی کی امید اُس کی آنکھوں میں جھلکی کیونکہ وہ خود مختار اور شریف النسل جانور پر جس پر اس کی طبیعت کو قدرتی اعتبار تھا۔ سوار تھا۔ اور وہ اس موٹر کار کے کھلونے کو جو ذرا سے صدمہ سے بیکار ہوگیا بددعائیں دیتا آگے بڑھا چلا گیا۔

مگر جب وہ میل پر میل طے کرتا چلا گیا اور اُسے وہ موٹر کار جس کے تعقب میں وہ آ رہا تھا نظر نہ آئی تو گھبرا گیا کہ کہیں کسی دوسری سڑک پر نہ آگیا ہو۔ وہ کئی موڑیں مڑا تو اسے خیال ہونے لگا کہ شاید نواب آگے کسی موڑ کی آڑ میں ہوگا ورنہ سمندر کا راستہ تو یہی ہے۔ اب ذرا چاندنا بھی ہوتا جاتا تھا۔ پو پھٹنے لگی تھی۔ جب ایک موڑ پر اسٹورٹ نے گھوڑا روک اپنے اردگرد دیکھا تو اُسے سامنے دھندلی روشنی میں سمندر نظر آیا۔ اور ٹیلوں کی آڑ میں چار میل دور سمندر میں ایک جہاز کے مستول نظر پڑے۔ اور ساتھ ہی یہ بھی دیکھا کہ ایک کشتی جہاز سے آبنائے میں ہو کر کنارہ کی طرف خاموشی سے آ رہی ہے جو شاید اُس صاف ریتلی جگہ پر آ کے ٹھیرے۔ وہ جگہ جہاں وہ کھڑا تھا دو میل دور تھی جو بالکل تنہائی میں تھی۔ اور جس کے

نالے میں جاتی ہوئی معلوم ہوئی۔ جہاں اُس کو ایک سخت جھٹکا لگا۔ اور وہ کوشش کر آگے بڑھ گئی۔ مگر ساتھ ہی اس کے وہ آہستہ ہو کر اُس نئے مرمت شدہ پل کے پاس جاکر رُک گئی۔ جو نواب کی موٹر کار کو صدمہ پہنچانے کا باعث ہوا تھا۔

انسپکٹر و جان ہیکسٹ چلا اُٹھے۔ اور کمشنر غصہ میں لال ہو گیا۔ کہ عین وقت پر موٹر کار نے دھوکہ دیا۔ ادھر اسٹورٹ موٹر کار سے کود سڑک پر ہو گیا۔ اور اپنے کو اچھی صحت و طاقت میں پایا۔ اور ساتھ ہی اُسے کسی کے گھوڑوں کا اصطبل نظر پڑا تو اس نے کمشنر سے کہا۔

اسٹورٹ۔ آپ نے کہا تھا کہ آپ یہاں کسی کو جانتے ہیں تو پھر جلدی سے میری مدد کیجیئے۔ اور مجھے ایک گھوڑا دلا دیجیئے سو ایک سوئے ہوئے سائیس کو بمشکل جگانے کے بعد مسٹر ٹیگرٹ نے اسٹورٹ کو ایک عمدہ نسل گھوڑے پر چڑھایا اور جنوب کی طرف اس کو سرپٹ دوڑاتے دیکھا۔ جو اس کی رفتار سے سمجھ گئے کہ وہ ایک گھنٹہ میں نواب کی موٹر کار تک پہونچ جاویگا۔ اور وہ خود افسوس میں ٹہلنے لگے کہ ان کی پچھلی سست چلنے والی موٹر کار آپہنچی۔ ادھر اسٹورٹ اپنے مضبوط گھوڑے کو سڑک پر سرپٹ

ہوگیا۔ ایڑ اِس زور کی بھتی کہ اگر کانٹے چڑھے ہوتے تو گھوڑے کا پیٹ زخمی کرنے میں کوئی کسر نہ رہتی۔

باب اڑتیسواں

(شیطان ہنستا ہے)

کرومت آجکل حضرت برائی کو ابھی چھوڑو
نہیں جو کام اچھا وہ نہ آج اچھا نہ کل اچھا

نواب ڈی گورن اپنی کامیابی کی خوشی میں پورے بھروسہ پر بالکل بے غم چلا آرہا تھا۔ اور اُسے یہ ذرا بھی خیال نہ تھا کہ اس کی رات کی اس عیاری کا کوئی پیچھا بھی کر رہا ہے جو یکایک پہاڑی نالے میں موٹر کار کے حادثہ سے جہاں کہ پولیس عین سر پر پہنچ چکی تھی۔ نواب پر ظاہر کر دیا کہ اس کا تعقب ہو رہا ہے۔ اور جان ہیکسٹ کی پُرجوش آواز نے کہ جارلی ہم آرہے ہیں" نواب کو اور ہوشیار کر دیا۔ گو ایک منٹ کے بعد ہی اس کے تعقب کرنیوالے مصیبت میں پھنس گئے۔

نواب (دل میں) یہ تعقب میری اپنی ہی کسی غلطی کیوجہ سے کیا گیا ہے۔ جس کا مجھے خواب وخیال تک نہ تھا۔ اس حالت میں وہ اب قلعہ لانکلوریا اپنا دہ جعلی نوٹوں کا کام جو لوکس نے شروع کیا

نزدیک کوئی آبادی نہ تھی۔ اس لئے نواب نے اپنی دغا و فریب کی تکمیل کے لئے اس جگہ کو پسند کیا۔

گھوڑے کی سواری سے نے اسٹورٹ کو زور اور چست کر دیا اور وہ کچھ خیال کر کے گھوڑے سے نیچے کودا۔ اور سڑک پر موٹر کار کے نشانات دیکھنے لگا۔ موٹر کار بھاری تھی۔ ربڑ کے پہیوں کے نشانات صاف ظاہر تھے جو ایک موڑ کے بعد بڑی سڑک چھوڑ دو سرے راستہ پر ہو چلے گئے تھے

اسٹورٹ ایک تسلی کی خوشی کے ساتھ پھر گھوڑے پر چڑھا اور پھر اس دوسرے راستہ پر جتنا تیز کہ اسے گھوڑا لیجا سکا جانے لگا۔ جہاں آگے بڑھکر گنجان جھاڑیوں نے سامنے کے منظر کو حائل کر دیا۔ جو تقریباً پانچ منٹ کے گذرنے کے بعد صاف ہو گیا اب وہ اپنے سامنے آبنائے کو دیکھ سکتا تھا۔ جس کے ڈھلوان کنارے پر سوار کی مشتاق آنکھوں کو ایک عجیب نظارہ دکھائی دیا جسکے ... کو بالکل نہ سمجھا۔ جب کہ ایک پستول دغا جس کی آواز صبح تڑکے نسیم سحری کی آواز میں جا ملی اور جس نے اس پر گو تمام تو نہیں مگر کچھ حال ظاہر کر دیا۔ اور ایک طرف وہ بڑی موٹر کار کھڑی تھی۔ جس میں عجیب قسم کے لوگ کھڑے تھے اور ان سے پچاس گز دور کنارہ پر جہاز سے آئی ہوئی کشتی اپنے ملاحوں کے ساتھ منتظر کھڑی تھی۔

اسٹورٹ نے اپنے گھوڑے کو ایڑ لگائی۔ اور آگے روانہ

وہ ایسے سخت وقت میں ساتھ نہ دے تو وہ ضرور اُس کے ساتھ فساد کرنے پر تل جاویں گے۔ اس لیئے اس نے یہ بہتر جانا کہ ان کو فی الحال ساتھ لیجائے اور پھر کسی حکمت سے اُن سے پیچھا چھوڑائے۔

نواب۔ گاسٹن ذرا موٹر کار آہستہ کرو۔ اور آپ کی موڑ پر بائیں ہاتھ کو مڑ جانا۔ جس پر جیسے ہی یہ مرٹے اسٹورٹ کا گھوڑا آکر روکا۔ مگر جھاڑیوں کی آڑ تھی اسٹورٹ ان کو نہ دیکھ سکا۔ موٹر کار بائیں ہاتھ کے چھوٹے راستہ پر ہولی۔ جس کے دو رویہ جھاڑیاں تھیں۔ اور سڑک پر نئے پتھر ڈالے گئے تھے۔ لیکن کٹائی ابھی نہیں ہوئی تھی۔ اس لئے ربڑ میں چھید ہو جانے کے ڈر سے گاسٹن نے چال دھیمی کر دی۔

نواب۔ مت دھیمی کرو۔ کچھ پرواہ نہیں ہم اپنے سفر کے ختم ہونے کے قریب منزل مقصود پر پہنچ گئے ہیں۔

گاسٹن۔ بھاری آواز میں بیشک اختتام کے بالکل قریب۔

اس جملہ نے نواب کو ذرا چونکا کر دیا کیونکہ اس میں مذاقیہ لہجہ پایا جاتا تھا۔ جس کے سننے کا نواب عادی نہ تھا۔ مگر چونکہ موٹر کار حسب منشا خاموشی سے چلی جا رہی تھی۔ نواب نے اس وقت جھگڑا کرنا مناسب نہ سمجھا۔

اتنے میں چھوٹی سڑک ختم ہوگئی اور بڑی چوڑی لمبی سڑک

تھا پورا کیے واپس نہیں جا سکتا۔ اور جنہیں میڈیم کرالی چلاتے
کی خاطر یورپ کا دورہ کرنے والی تھی۔ اور اب اس میں سے
اگر کوئی بھی کارروائی ظاہر ہوگئی تو وہ سیدھا جیل خانہ بھیجا جاویگا
اسوجہ سے اُسے اب اپنا پروگرام بدلنا چاہیئے جب اُسکی موٹر کار دوبارہ
چل پڑی اور اُس نے اپنے تعقب کرنے والوں کو حادثہ میں مبتلا
دیکھا تو پھر یقین ہو گیا کہ اگر چند میل اور بخیریت طے کر لیے تو
وہ کپتان کو جیسا کہ اس کا خیال تھا صرف تبدیلی نہ دیویگا۔ بلکہ
خود بھی ان کے ساتھ جہاز پر چلا جاویگا۔ اور اپنے تجویز کئے
ہوئے سفر پر روانہ ہو جاویگا۔ جہاں وہ اپنی انگریزی دلہن کے
ساتھ آرام سے زندگی بسر کرے گا۔

اس کے پاس اس وقت لوکس کے بنائے ہوئے پانچ لاکھ اشرفیوں
کے جعلی نوٹ تھے۔ جن کو کہ جب وہ منزل مقصود پر پہونچ گیا تو
کوئی اور چڑیا ڈھونڈھ ان کے چلانے کا انتظام کریگا۔ کرالی
نہیں تو کرالی کی بہن سہی۔ اُسے اس بات کا ذرا بھی خیال نہ آیا
کہ وہ میڈیم کرالی کو اور اپنے قلعہ لانکلور کے بدمعاش گروہ کو
قانون کے ہاتھوں چھوڑے جاتا ہے۔ بلکہ خوش ہوا کہ بغیر کچھ
لئے دیئے اس کا ان سے پیچھا چھوٹ گیا۔ صرف اگر اُسکو افسوس
تھا تو اس بات کا کہ اُس کو دو بدمعاش مصنوعی سپاہیوں کو اور
گاسٹن موٹر کار چلانے والے کو اپنے ساتھ لیجانا پڑیگا۔ اور جن کو اگر

سے کہنا شروع کیا جبکہ میں نیلے کمرہ میں کھڑکی کے پردوں کے پیچھے چھپی کھڑی تمہاری سب باتیں سن رہی تھی۔

نواب نے امید دیاس کی نگاہ سے اُن دو آدمیوں کی طرف دیکھا جو دینا وجاری کی خبرداری کر رہے تھے۔ مگر وہ خود ہی منہ کھولے خوف کے مارے بات تک نہ کر سکتے تھے۔

نواب۔ ذرا ہمت سے کرالی تم کیا چاہتی ہو بیشک یہ میری غلطی ہوئی کہ تم پر اعتبار نہ کیا اور تمسے سارا حال نہ کہا۔ ورنہ تمہاری اور میری سلامتی کے واسطے اِس انگریزی لڑکی کا ملک بدر کرنا ضروری تھا۔ اور میں تو خود۔

میڈیم کرالی۔ بات کاٹ کر سب جھوٹ بالکل فریب میں نے تمہاری تمام تجویزیں سن لی ہیں جو مجھے حرف بحرف یاد ہیں۔ تم پوچھتے ہو کہ میں کیا چاہتی ہوں تو ذرا کان کھول کر سنو میں تمہاری جان چاہتی ہوں کہ خلق خدا کو تمہاری عیاریوں اور بدافعالیوں سے نجات ملے تمنے مجھے بیگم بنانے کے جھوٹے وعدہ دیکر دھوکہ میں رکھا یہ صرف تمہاری جان لینے کی خاطر میں نے گاسٹن کو ایک بڑی بھاری رشوت دیکر ملایا کہ وہ مجھے موٹر کار چلانے دے۔ جبکہ میں نے موٹر کار چلائی اور تم کو تمہاری موت کی جگہ لے آئی اس کے بعد پستول چلا۔ اور مہری ڈی۔ گورن فرانس کا نواب زمانہ کا چالاک فریبی دغاباز سمندر کے کنارہ زمین انگلشیہ پر دن چڑھتے ہوئے

نظر آتی جو ذرا اونچی تھی۔ نواب نے جونہی کشتی کنارہ کی طرف آتی دیکھی اس نے تسلی کا سانس بھرا۔ سمندر کا کنارہ وہاں سے بمشکل بچاس گز دور تھا۔ نواب نے کہا گاسٹن روک لو۔ اس کو ہم اترنے کی جگہ بناتے ہیں۔

گاسٹن۔ موٹر کار کو ٹھیراکر۔ ہاں اترنے کی جگہ اچھی ہے ایکی دفعہ پھر اس کی آواز مذاق سے بھری ہوئی تھی مگر نواب کو اتنا وقت نہ تھا کہ ایک ادنی ملازم کی باتوں پر توجہ دیتا جسکو شاید اتنی تیزی سے آنے کی وجہ سے چکر آ گیا تھا۔

موٹر کار سے اتر کر نواب نے اپنی موٹر کی سواری کی ٹوپی اور عینکیں اتار دیں۔ اور دونوں لڑکیوں کیطرف بڑھا جو سکڑی ہوئی موٹر کار کی پچھلی گدی پر بیٹھی تھیں مگر عین اسیوقت گاسٹن کے بے تحاشہ قہقہ نے اسے پیچھے مڑکر دیکھنے پر مجبور کیا گاسٹن بھی کار سے نیچے اتر آیا اور نقاب و عینکیں اتار چکا تھا۔ نواب نے جوں مڑکر دیکھا تو وہ گاسٹن نہ تھا۔ بلکہ میڈیم کرالی کھڑی تھی جسے دیکھکر نواب کا رنگ فق ہو گیا کیونکہ اسکے ہاتھ میں پستول تھا اور وہ اسکو حدنشانہ بنائے ہوئے تھی

میڈیم کرالی۔ اچھا میرے ہنری اب کہو تمہارا سفر ختم ہو گیا ٹھیک ختم ہو گیا۔ اور وہ بھی تمہارے جہاز کی چڑھنے کی جگہ پر۔

آہ تمنے مجھے بیوقوف بنانا چاہا تھا کہ تمنے اس خوبصورت چڑیا کو چھوڑ دیا ہے۔ اور پھر تم جیسے چالاک اور فریبی نے فوراً ہی سب حال تونکس

"انجام"

ایک ماہ بعد گرمی کے دن عصر کے وقت باسٹ ہال کے باغیچہ کے سبز مخملی میدان میں ایک بڑی خوش خرم پارٹی جمع تھی۔ اس مجمع میں پادری لانگڈن بھی تھا (جو ذرا سیلا اور دبلا ہوگیا تھا) وینی کے ساتھ کوچ پر بیٹھا ہوا باتیں کرتا جاتا تھا۔ وہاں اسٹورٹ رائیٹرے بھی تھا۔ جو چیرٹ پر چیرٹ پی رہا تھا۔ اور نرس ایلا ئیس ریڈ فرن۔ سے ہنس ہنس کے باتیں کر رہا تھا۔ کہ جس کے ساتھ اب اس کی منگنی ہوگئی تھی اور ریڈ فرن اب وہ نرسوں والا لباس نہ پہنے ہوئے تھی سہ

دولہا دلہن سے پوچھئے جاکر
یہ کلید در محبت ہے

انہی میں مرحوم پادری کا بھائی جوزف نیڈ بیل بھی تھا جو چند یوم کی رخصت لے "دارم وڈ اسکریبس" سے آیا تھا۔ جو بوڑھے رئیس باسٹ سے باتوں میں مشغول تھا۔ اور خادمہ جو ہنستی ہوئی چاندی کی سینی میں چاء لا رہی تھی چارلی ہیکسٹ تھی۔ جس کو وینی باسٹ نے ہمیشہ کے واسطے اپنی خدمت میں رکھ لیا تھا۔ کہ جب تک وینی اپنے والد کے گھر باسٹ ہال میں رہی وہاں رہے۔ اور پھر جب وہ ایک ماہ کے بعد گرجا میں

تڑپ تڑپ کر نئی انار دسفر ہوا ؂

پھر ذرا دم لے کے اس نے آہ کی اور کچھ نہ تھا
اک بھیانک چیخ کی آواز تھی اور کچھ نہ تھا

افسوس اس کی دغابازیاں فریبیاں اور بد افعالیاں کس کام آئیں۔ کیسا چالاک تھا مگر ؂

اگر بہ ہر سر مویت ہنر دو صد باشد
ہنر بکار نہ نیاید چو بخت بد باشد

آخر ایک بد کردار عورت کے ہاتھوں اپنی جان گنوائی ؂

جو کیا تھا اس کا پھل اس کو ملا
آہ وہ کس سے کرے اس کا گلہ

سچ ہے نتیجہ کار بد کا کار بد ہی ہوتا ہے۔

شیڈیم گرالی۔ نواب کے اوپر آتے ہوئے چہرے کو دیکھکر دیکھو شیطان ہنستا ہے۔ اچھا اب میں دوسروں سے بیٹوں یہ کہکر وہ موٹر کار کے پیچھے جانا ہی چاہتی تھی کہ اتنے میں سامنے سے اسٹورٹ گھوڑا سرپٹ دوڑاتا نمودار ہوا جس کو دیکھ جھٹ گرالی نے وہ بھرا ہوا پستول اپنے سر میں داغ لیا اور خود بھی نواب کی عیاریوں میں جا ملی ؂

خاک میں پیمان الفت مل گئے
اٹھ گئی دنیا سے یاری واہ رے

اب رہا باقی جارلی کی بابت سو اُس نے بوڑھے اسمتھ ملازم گرجا کے رتبے کو پسند کیا ہے۔ کیونکہ میں نے ان دونوں کو بھی چپکے چپکے باتیں کرتے اور ہنستے دیکھا ہے۔ بیشک گرمی کے دن تک اس عمر کو کوئی بات ایسی نہ رہی تھی کہ جس کا فکر ہو پیبل ہرسٹ گاؤں پر ایک دفعہ پھر خوشی کی جھلک آگئی تھی نواب کا تو اس طرح خاتمہ ہوا اور اس کے سارے چیلے جیلخانہ میں مختلف سزائیں بھگت رہے تھے۔ اور ٹومکس تو بعد تحقیق پادری کے قتل میں پھانسی دیگئی۔

کیونکہ اسٹورٹ کی شہادت نے جو اس نے اپنی جان خطرہ میں ڈالکر حاصل کی تھی۔ کچھ کسر نہ کی تھی اور آخر اس اتوار کے پُر اسرار قتل کا عقدہ حل ہو گیا۔ ٹومکس کو ڈر تھا کہ اگر پادری سوئیل نیڈ ہیکل کے پاس ایڈورڈ واسکر بنس جیل میں گیا وہ ضرور مجرموں کی تصویروں کی کتاب میں اس کی تصویر دیکھے گا اس وجہ وہ اتوار کی صبح آکر گرجا کے اندرونی کمرہ میں ہو رہا۔ اور جارلی کا اشارہ پاتے ہی کتابیں رکھنے کے بڑے خانہ میں چھپ گیا۔ اور جب لانگمڈن چھپتے ہوئے راستہ سے زندہ ہو گیا تو اُس نے پیچھے سے پادری کی پیٹھ میں ایسا کاری زخم لگایا کہ اس سے اف تک نہ کی۔ اور وہ خود پھر احاطہ میں کھلنے والے دروازہ سے بھاگ گیا۔ اور پھر جس کو موقع پاکر نواب نے جالاکی سے بند

بڑے پادری کے مکان میں رہنے جائیں تو وینی کے ساتھ رہے جب کہ بیل ہرسٹ گرجا کے ایک دفعہ پھر خوشی اور شادمانی کے گھنٹے بجتے ہوں گے۔ اب باقی صرف راڈرک وجان ہکیسٹ رہ گئے۔

راڈرک تو پھر پڑھنے کالج چلا گیا اور جان ہکیسٹ باقی قید کے چند ماہ کاٹنے جیل خانہ واپس بھیج دیا گیا۔ پھر اس کی باقی سب سزا کمشنر کی سفارش اور جج کی رحمدلی سے معاف ہو گئی تھی۔ اور ساتھ ہی اس نے قاتل لومکس کو بھی گرفتار کرایا تھا۔ اپنی چند ماہ قید بھگتنے بعد بوڑھے جان نے گرجا میں مالی کی نوکری کر لی تھی۔ اور وہ یہ سن کر بہت خوش ہوا کہ اس کی جان کی عذاب شرابی عورت اچھا ہوا مر گئی اور اب وہ قلیل تنخواہ پر ہمیشہ کے لئے اپنی پیاری لڑکی کے ساتھ بقیہ عمر گذار سکتا تھا۔

جو ہو جائے خطا کوئی کہ آخر آدمی ہو تم
تو جتنی جلد ممکن ہو کرو اسکا بدل اچھا

وینی۔ اور دوبارہ راڈی۔

لانگڈن۔ صرف ایک لڑکی اور لڑکے کے جھگڑے میں راڈی کو بھی کچھ ملگیا راڈی اب بچہ نہیں بڑا عقلمند ہے۔ میں نے اس کو مس بیٹ من سے راز و نیاز کی باتیں کرتے دیکھا ہے

کہہ کر اس کی تکلیف کی تلافی کر دی۔

بوڑھا ہیرس۔ میرے پیارے بیٹے ڈو میں شیطان کے کہنے لگ کر یہ خیال کرنے لگا کہ میں اپنی پیاری بیٹی کے لئے امیر شوہر ڈھونڈوں۔ اور تم جانتے ہو کہ انسان کو اپنے فائدہ کا جلد خیال ہوتا ہے۔ اور شاید تم اس بات سے انکار نہیں کرسکتے کہ اس وقت معاملہ بہت پچیدہ تھا۔ مگر تاہم میرا یہ قصور قابل معافی نہیں ہے۔

لانگڈن۔ تو پھر آپ کے واسطے سبقے کیا کرنا ہے۔ یہی کہ میں نے جناب کو تہ دل سے معاف کیا اور اپنی صداقت کا پھل پایا۔

ناظرین گو یہ کتاب ایک معمولی کتاب ہے۔ مگر اس سے اچھا سبق ملتا ہے۔ کردن خویش آمدن پیش دیکھئے جان ہکسٹ نے جبلی سکہ بنایا سزا پائی۔ بچاری جارلی نے اپنے والد کے حکم کو جان کے ساتھ نبھایا استقلال کو قائم رکھا خدا نے اس کی عین موقع پر مدد کی۔ محبت ہو تو ایسی ہو نیک باپ کو اپنی بیٹی کے ساتھ کیسی محبت تھی۔ جیل توڑ کر اور وقت پر اپنی لڑکی کے آڑے آنا کارداردہ۔

راڈرک کی نیک نفسی و شرافت کا مکالمہ گفتگو راڈی و جارلی سے ناظرین نے ملاحظہ فرمایا ہوگا سنجیدگی اس کو کہتے

کر دیا۔ تاکہ مددگار پادری پر قتل عمد کا شبہہ ہو۔ اتفاق کی بات بھاگا دوڑی میں لوکس کی واسکٹ سے ایک سیپ کا بٹن گر گیا اس نے چاہا کہ اسے ڈھونڈھے۔ مگر پکڑے جانے کے خوف سے نہ ٹھیرا۔

اور بعد میں جسکو خود نواب بھی ڈھونڈھنے میں ناکامیاب رہا مگر اس بٹن کا بھی آخری عجیب واقعہ رہگیا۔ کہ سیپ کا بٹن جو نرس ریڈفرن نے نواب کو بھیجا تھا وہ اصلی سیپ کا بٹن نہ تھا۔ بلکہ نرس نے اس جلے ہوئے بٹن ثانی کو جو راڈرک لایا تھا خوب عمدگی سے صاف کرکے نواب کو بھیجدیا یوں اپنی بات بھی نباہے رکھی۔ اور نواب کو بھی بیوقوف بنایا کیونکہ اس جلے ہوئے بٹن کا ہاتھ سے جاتے کا اتنا افسوس نہ تھا کہ وقت ضرورت پولیس ویسے ہی کئی بٹن اس راکھ وکوڑے کے ڈھیر میں سے چن سکتی تھی۔ اور آخر تک اس نے اس بٹن کو جس نے لوکس کو پھانسی چڑھایا اپنے سے جدا نہ کیا۔

آخرکار اس فرانسیسی نواب کی حکایت تمام ہوئی جس نے اپنی چالاکی اور فریب کی وجہ ایک غریب انگریزی پادری کو بلا میں ڈالا تھا۔ جونہی پادری لانگڈن عدالت سے باعزت بری ہوا فوراً بوڑھے رئیس مسٹر باسٹیلے مفصل ذیل کلمہ

زبانِ خلق

مجدد السنہ مشرقیہ جناب سیّد احمد حسن صاحب شوکت میرٹھی تحریر فرماتے ہیں

"الماس"

بے ستوں معدن الماس خجالت گردید ۔ شبنم گل نہ تراشید دم تیشۂ ما
یہ فصیح و بلیغ شعر عرفی تبریزی کا ہے ۔ مگر بہت رقیق اور نازک ہے
مجدد نہ سمجھائے اور حل نہ کرے کوئی نہیں سمجھ سکتا ۔ کیونکہ فارسی زبان
سے ہندوستان کو مناسبت ہی نہ رہی ۔ کورسوں میں جو نامی گرامی
شعراء فارس کی تصانیف داخل کی جاتی ہیں ۔ تو اُن کو کا لجیٹ بلکہ
اسکالر طوطوں کی طرح رٹتے ہیں ۔ نہ معلم سمجھتے ہیں ۔ نہ متعلم اور اس
کا بارہا تجربہ ہو چکا ہے ۔ اور اَب بھی ہو سکتا ہے ۔ اس شعر کا مطلب
یہ ہے کہ کوہ بے ستون جسے کھود کر فرہاد نے جوئے شیر نکالی تھی ۔
جب ہمارے تیشہ کی دھار میں اتنی بھی تیزی نہ ہوئی کہ شبنم گل تراش

ہیں۔ بردباری ایسی ہوتی ہے وعدہ ایسا ہی ہوتا ہے کہ راڈی نے چارلی کا راز اپنی ہمشیرہ تک سے نہ کہا۔ آپ نے دیکھا بیگناہ پادری کا قتل آخر رنگ لاکر ہی رہا۔ لومکس پھانسی لٹکایا گیا۔ نواب اپنے کیفر کردار کو پہنچا۔ میڈیم کرالی نے نواب کی گھاتوں میں آکر اپنی عزیز جان اس بری طرح سے دی بلکہ سارا گروہ شدید مصائب میں گرفتار ہوا۔

لانگڈن نے اور وینی کو بھی محبت کا پھل ملگیا۔ اس کتاب میں اپنی اپنی جگہ سب ہیرو ہو رہے ہیں۔ مگر مؤلف سے پوچھے تو اصل ہیرو مسٹر اسٹورٹ کو کہنا چاہئے۔ کہاں تو وہ وینی کا شیدا تھا۔ اور کہاں اس کو وینی کی خاطر اپنے رقیب کے واسطے کیسی کیسی تکلیفوں کا مقابلہ رہا شاباش شاباش شریف النفس ایسے ہی ہوتے ہیں قول کو جان کیساتھ نبھانا اس کو کہتے ہیں ہم خوش ہیں کہ اسٹورٹ کی بھی تمنا بر آئی۔ وہ آج بہت خوش ہے کہ اس کو ایک نیت پاک باطن فرشتہ خصلت اور ہوشیار بیوی ریڈفرن ملی۔ چارلی کی بھی شادی ہوگئی اور جان ہیکسٹ نے اپنے ستم پیشہ سے توبہ کرلی۔ اور اسی طرح دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہوکر قصہ کا اختتام ہوتا ہے۔ والسلام

پھر ملیں گے اگر خدا لایا

بڑے بڑے کیکڑے تھے۔ الٰہی توبہ! اور ایک اژدہا ایسا تھا کہ جب سانس لیتا تھا تو ہزاروں کوس سے انسان وحیوان چرند و پرند اس کی قوت جاذبہ سے کھنچے چلے آتے تھے۔ اور یہ ظالم اژدہا سب کو غڑاپ سے ہڑاپ کر کے دھڑ میں اتار لیتا تھا۔ خدا کی پناہ۔ یہ بادرہوا اور لغو فسانے آرام طلب اور بےفکرے رؤسا اور امراء کو کان تھپک تھپک کر سُلاتے۔ اور دوا ئے بیہوشی کا کام دیتے تھے اور جب جنوں والا نیند میں غین ہو جاتے تھے۔ تو داستان گو بھی دال۔ فے۔ عین ہو کر بک بک کرنے سے چین پاتے تھے۔ اب تو ایسی کتابوں کا زمانہ ہے جو خوابِ غفلت میں خراٹے لینے والوں کو جگا دیں۔ اور عبرت کے نفخِ صُور سے غافلوں کے کانوں کے پردے پھاڑ دیں۔ مردہ دلوں کو زندہ کر دیں ؎

شبِ فراق میں مجھکو جگانے آیا تھا   جگایا میں نے جو افسانہ گو کو خواب آیا

ہندوستان کی خوش اقبالی کا یہ ایک نیک شگون ہے کہ مغربی تعلیم کی بدولت ہزاروں ایسے ناولسٹ پیدا ہوئے ہیں جنکو سو خلف کہنا یا اخلاقی رفارمروں کے نام سے پکارنا بجا ہے۔ یہ اپنے قابلِ قدر ناولوں سے ملک کو اور قوم کے کریکٹر پر اثر ڈال رہے ہیں۔ اور اپنی تصنیف وتالیف اور انسانوں سے ملک پر اصلاح کا افسوں دم

سکے۔ تو بے ستون الماس خجالت کی معدن بن گیا۔ یعنی خجالت کے الماس ہمارے دل میں چبھوئے۔ کہ آپ تیشے ہیں تو شبنم گل کے تراشنے کا بھی بوتا نہیں۔ بیستون کو کیونکر تراشے گا۔ مطلب یہ ہے۔ کہ ہم کو طعنے دے رہا ہے۔ اور شرمندہ کر رہا ہے۔ کہ تمہاری کارروائی اور کاوش بے اثر ہے ؛

یہ شعر ہمارے پرانے زمانہ کے قصّہ گویوں اور فسانہ نویسوں پر صادق آتا ہے۔ جنہوں نے بیسو دسوئی کا بھالا اور تنکا شہتیر بنا دیا اور خلافِ عقل اور خلاف فطرت طوفان کھڑا کر دیا۔ کسی قسم کا اخلاقی اور عبرت خیز نتیجہ نہ نکلا ؎

سوختند دسوزشِ شاں درخور تحسیں نشد　　چو چراغانِ شبِ مہتاب بیجا سوختند

اَب مغربی شائستگی کا زمانہ ہے۔ دُنیا قانونِ فطرت پر عمل پیرا ہے اَب بھوت پریت۔ پرییدیو۔ کالے دیو۔ لال پری۔ سبز پری۔ جنات کے طلسمات کھڑا کرنے کا زمانہ کہ ہوا میں آگ کا ایک پہاڑ معلق ہو گیا یا ایک آتشیں سمندر موجیں مارنے لگا۔ اور ایک غضبناک جنگل سے سابقہ پڑا جس میں کوسوں ہرنوں اور پاڑھوں سے بڑے بڑے بچھوا ور نیل گاؤں اور گینڈوں سے بڑے بڑے بسکھپرے۔ اور اژدہاؤں سے بڑے بڑے کنکھجورے اور کنسلائیاں اور اونٹوں سے

مگر یہ یاد رکھنے کی بات ہے کہ کوئی شخص کتنا ہی لکھ پتی اور کروڑ پتی ہو۔ مگر تمام افراد ملک و قوم کو یکساں متمتع و مستفید نہیں کر سکتا جب تک خود افرادِ قوم قانونِ سلف پر عمل نہ کریں۔ انجیل مقدس کا مقولہ ہے۔ کہ خدا بھی انہیں کی مدد کرتا ہے۔ جو آپ اپنی مدد کرتے ہیں۔ اسلامی رؤسا اور والیانِ ملک اور متمول امیروں۔ اور سیٹھوں کا فرض ہے کہ اِس خالص کام میں خان صاحب ممدوح کی ہمت بڑھائیں۔ ان کا ہاتھ بٹائیں۔ اور دین و دنیا میں اجر پائیں ؎

کچھ وہاں کے لئے بھی لئے یا سب یہیں کے واسطے

کتاب "الماس" کی لٹریچر اور طرز بیان اور سیاق و سباق شگفتہ اور سادہ اور دلکش ہے۔ پڑھنا شروع کیجئے گا تو ختم ہی کرنے کو جی چاہے گا۔ اور طبیعت اِس کے مطالعہ میں ایسی پھنس جائے گی جیسی شہد میں مکھی ؎

دیدار سے یوں میری طبیعت نہیں بھرتی تسقی کی جوں آب سے نیت نہیں بھرتی

"الماس" کا ہیرو ڈلپ اینسن ہے۔ جو نہایت غریب و مفلس ماں باپ کا بیٹا تھا۔ جو اس کے عہد لڑکپن میں قضا کر گئے تھے۔ مگر چونکہ خوش قسمت ہونہار صاحب اقبال تھا۔ لہذا اُس کے شکستہ اور بوسیدہ بلکہ ویرانے پر شہاب ثاقب ٹوٹا۔ گویا آسمان سے کروڑوں

کر رہے ہیں۔ اگرچہ موجودہ زمانہ میں مفت کوئی شی تیار نہیں ہوتی اور ہر کام اور خدمت کا معاوضہ خود قانونِ فطرت نے مقرر کر دیا ہے۔ اور شرع میں پڑھو آیت قرآنی مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا (ترجمہ) جو شخص ایک نیکی کرتا ہے۔ اس کے لئے ویسی ہی دس نیکیاں ہیں۔

اِس سے ثابت ہے کہ خدا بھی جب تک ایک نیکی نہیں لیتا۔ اپنے کسی بندے کو دس نیکیاں مفت نہیں دیتا۔ مگر ہمارے ایک قومی فیاض اور خالص عزیز حاجی غلام محمد حسن صاحب زاد اللہ عمرہٗ و وجہہٗ ہیں جن کا ایثار نفس اور حب قوم کا ایک قابل تقلید نظیر ہے کہ علاوہ تصنیف کی محنت و جانکاہی کے اپنی جیب خاص سے یہ کتاب جس کا نام "الماس" ہے اور جو واقعی اسم بامسمی ہے ملک و قوم کی انجمنوں۔ سکولوں۔ لائبریوں کو اخلاقی فائدہ پہنچانے کے لئے چھپوا کر مشتہر فرمایا۔ اور اس کی واجبی قیمت سے جو کچھ آمدنی ہوگی وہ ایسی ہی دوسرے کار خیر میں صرف ہوگی۔ آپ نے اخلاقی کتابوں کے تیار کرنے کا ایک سلسلہ جاری کر دیا ہے۔ خدائے تعالیٰ آپ کے دماغ اور جان و مال زیادہ سے زیادہ ترقی دے۔ اور ہمت اور ایثار میں زیادہ سے زیادہ وسعت عطا فرماوے۔ آمین

خوبیاں پائیں۔

اوّل دلگدازی۔ دوم ہمدردی۔ سوم مصائب میں مستقل مزاجی چہارم دُنیا کا نشیب و فراز۔ پنجم عالی ہمتی۔ ششم دُور اندیشی۔ ہفتم فیاض طبعی۔ ہشتم مافوق العادت۔ عفو تقصیر و رحمدلی۔ جیسے حضرت سعدی علیہ الرحمۃ کے اِس قول کا کامل مصداق سمجھنا چاہئے۔ ؎

بدی را بدی سہل باشد جزا اگر مردی احسن الیٰ من اسا

یہ کتاب ایسی نہیں کہ سرسری نظر سے دیکھکر تقویم پارینہ کی طرح پارہ پارہ کردی جائے۔ بلکہ یہ دستور العمل نیز واجب العمل بنانے کے قابل یہ کتاب ہے۔ بناوٹی عشق کی چاشنی سے کوسوں دور رہے ولولہ انگیزی سے بالکل پاک۔ اور ہمارے ہندوستان کے لئے ایک نعمت غیر مترقبہ ہے۔ اِس قسم کی مصلح اخلاق تجربہ آموز کتابوں کی ہمارے ملک اور خاصکر ہماری قوم کو ازحد ضرورت ہے۔ کتاب کے مواعنہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مترجم کو ادائے مطالب میں یدِطولےٰ حاصل ہے۔ اُلجھے ہوئے مطالب کو نہایت خوش اسلوبی سے سلجھا کر عام فہم بنادینا ہمارے قومی خیر خواہ حاجی محمد غلام حسن خاں صاحب پشاوری ہی کا کام ہے۔

روپوں کے ہیروں کا مینہ برسا۔ اور ہیروں کا بادشاہ بن گیا۔ اُس کو مصائب بھی پیش آئے۔ اور دشمنوں سے سخت اذیت بھی پہنچی۔ مگر سب کچھ جھیلتا اور جان پر کھیلتا۔ اور انجیل مقدس کی اس آیت پر عمل کر کے کہ "دشمنوں کو بھی پیار کرو"۔ بدی کا بدلہ نیکی دیا بقول سعدیؒ

بدی را بدی سہل باشد جزا — اگر مردی اَحسِن الیٰ من اَسا

اس کتاب کے ہر باب سے تحمل، صبر، ایثار، احسان کے نتائج نکلتے ہیں۔ اور اس قابل ہے کہ انگریزی سررشتۂ تعلیم اپنے پرائمری سکولوں کے نصاب میں داخل کرے۔ اور تمام زنانہ سکول اس کو ہاتھوں ہاتھ لیں۔ خدا سے دعا کرتا ہوں۔ کہ پبلک اور گورنمنٹ دونوں میں یہ "الماس" مقبول ہو۔ اور دونوں کی مقبولیت کے تاج کا بے بہا ہیرو ہو۔ آمین۔

جناب خان صاحب مولوی سید احمد صاحب دہلوی مؤلف "فرہنگ آصفیہ" وغیرہ ذیل تحریر فرماتے ہیں:۔

"الماس" یعنی ہیروں کا بادشاہ" میں نے اِس جواہر سے تولنے کے قابل نہایت دلچسپ کتاب کا اس کی دلآویزی کے سبب از اوّل تا آخر ایک ایک فقرہ بالاستیعاب پڑھا۔ مترجم کی سخن فہمی نفس مطلب کے اظہار کو بخوبی پرکھا۔ اور اس میں بہ تفصیل ذیل

یکساں مفید ہو سکتے ہیں۔ اور فراغت کا وقت نہایت تفریح میں بسر کر سکتے ہیں۔ اِس میں قابل مؤلف نے زمانہ کی نیرنگیاں کچھ ایسے پرلطف انداز سے دکھلائی ہیں۔ کہ انسانی جذبات کی اصلاح ہوئے بغیر نہیں رہتی بلکہ اِس کتاب کو ایک باثر ناصح ماننا پڑتا ہے یہ کتاب حاجی محمد غلام حسن خاں صاحب پشاوری (ایم۔ آر۔ اے ایس) لندن۔ آنریزی مجسٹریٹ مؤلف "افشائے راز" کی دوسری تالیف ہے۔ اور قابل دید ہے ۳۶۰ صفحات کا حجم ہے۔ اور سرورق پر مؤلف کی شاندار تصویر بھی ہے۔ بایں ہمہ قیمت صرف عہ رکھی گئی ہے؎

جناب منشی رحیم بخش صاحب ہیڈ کلرک۔ دفتر صاحب بہادر چیف انجینئر سندھ مقیم کراچی تحریر فرماتے ہیں:-

کتاب "الماس یا ہیروں کا بادشاہ" جسے مکرمی جناب حاجی محمد غلام حسن خاں صاحب آرمی کنٹریکٹر کراچی نے کسی انگریزی کتاب کے پلاٹ کو اردو میں ترجمہ کیا ہے۔ میں نے ابتدا سے آخر تک پڑھا۔ اور نہایت محظوظ ہوا۔ میں جناب خاں صاحب کی خدمت میں ان کے مذاق صحیح کے لئے مبارکباد عرض کرتا ہوں جو انہوں نے ایک ایسی کتاب کے ترجمہ کرنے میں دکھلایا ہے۔

جناب منشی احمد علی خان صاحب مؤلف اتالیق نسواں وغیرہ دہلی تحریر فرماتے ہیں

میں نے کتاب "الماس" نامی ہیروں کا بادشاہ مصنفہ حاجی محمد غلام حسن خان صاحب پشاوری اول سے آخر تک پڑھی جو حسن و عشق کے عام مضامین سے جو اکثر کتابوں میں ہوا کرتے ہیں۔ پاک ہے۔ ہمت۔ نیکی۔ خودداری۔ اپنی مدد آپ کرنا۔ احسان کا بدلہ احسان وغیرہ جیسے سنہری مضامین سے لبریز ہے۔ اس میں ایک غریب مگر شریف نوجوان کا تذکرہ ہے۔ کہ کس طرح خدائے تعالیٰ نے اس کو چھپر پھاڑ کر دولت عطا فرمائی۔ اور پھر اس نے اُس کو بجائے عیش و عشرت منانے کے کیسی لیاقت و دانائی سے رفاہ عام کے نیک کاموں میں صرف کر کے سچی خوشی حاصل کی۔ اس وجہ سے یہ کتاب ہر لائق نوجوان کے ہاتھ میں ہونی چاہیئے۔

جناب شہزادہ مرزا البلند اختر صاحب اختر خلف الرشید جناب شہزادہ مرزا عبدالغنی صاحب گورگانی مرحوم ملتان تحریر فرماتے ہیں

"الماس" ہیروں کا بادشاہ" یعنی مہذب اور تعلیم یافتہ اصحاب کی دلچسپی کے لئے نہایت حیرت انگیز۔ نتیجہ خیز اور مُرِّ اخلاق پاکیزہ خیالات کا مجموعہ جس کے مطالعہ سے بچے اور جوان عورت اور مرد

جناب اڈیٹر صاحب فوجی اخبار شملہ تحریر فرماتے ہیں:۔

"الماس" یعنی ہیروں کا بادشاہ" یہ ایک کتاب ہے جسے حاجی محمد غلام حسن خان صاحب پشاوری۔ مؤلف "افشائے راز" نے تالیف کی ہے۔ قصّہ دلچسپ ہے۔ شروع کرنے کے بعد ختم ہی کرنے کو جی چاہتا ہے۔ اور بڑی خوبی یہ ہے کہ مخرّب اخلاق یعنی اخلاق کو بگاڑنے والی ہرگز نہیں۔ بلکہ مطالعہ کرتے وقت اگر واقعات مذکورہ کے نتیجے نکالنے کا بھی لحاظ رہے تو اس سے فرصت میں علاوہ دلچسپ شغل کے تہذیب و متانت۔ شرافت و دیانت۔ اور غیرت شجاعت وغیرہ نیک اوصاف کے بہت سے سبق حاصل ہو سکتے ہیں۔ کتاب کا حجم ۳۰۰ صفحہ۔ کاغذ اچھا۔ اور لکھائی چھپائی عمدہ ہے۔ قیمت ایک روپیہ۔ ملنے کا پتہ حسب ذیل ہے:۔

خان صاحب حاجی محمدؐ غلام حسن خان صاحب پشاوری
ایم۔ آر۔ اے۔ ایس۔ (لنڈن) آنریزی مجسٹریٹ ظہور منزل
صدر بازار۔ کیمپ کراچی۔

جناب اڈیٹر صاحب "رسالہ تصویر معانی" لدھیانہ تحریر فرماتے ہیں:

"الماس" یعنی ہیروں کا بادشاہ" یہ پُر اخلاق کتاب ہے جسکو حاجی محمد غلام حسن خاں صاحب پشاوری نے تالیف کیا ہے

جس کے اندر غربت میں سیر چشمی و قناعت۔ مصیبت میں صبر و استقلال
موت میں بہادری و دلیری۔ امتحان میں ثابت قدمی۔ جرأت و سچائی
سنگدل دشمنوں پر قدرت پانے کے باوجود رحمدلی۔ فیاضی اور امارت
میں دولت کا صحیح ترین استعمال بہت ہی واضح طور پر دکھلایا گیا
ہے۔ کتاب اس قدر دلچسپ ہے کہ ایک مرتبہ شروع کر دینے کے
بعد ختم کئے بغیر اطمینان ہی نہیں ہوتا۔ اور اس پر لطف یہ ہے۔
کہ خلافِ تہذیب مضامین اور ناشائستہ خیالات سے بالکل پاک
و صاف ہے۔ بچّوں اور عورتوں اور نوجوانوں کے لئے اس کا مطالعہ
انشاء اللہ نہایت مفید اور سبق آموز ثابت ہوگا۔ سخت ضرورت
ہے کہ مخرب اخلاق ناولوں سے مستغنی کر دینے کے لئے ایسی دلچسپ
اخلاقی تالیفات کی کثرت سے اشاعت ہو۔

جناب نواب صاحبزادہ عبدالقیوم خاں صاحب۔ سی۔ آئی۔ ای
زیبدہ وزیر گورنمنٹ صوبہ سرحدی تحریر فرماتے ہیں:۔

آپ کا خط مع پیکٹ "ہیروں کا بادشاہ" پہنچا۔ واقعی کتاب اسم
با مسمیٰ ہے۔ اس سے ہمارے ملک کے نوجوان بخوبی فائدہ اٹھا سکتے
ہیں۔ آپ کا انتخاب اور نفس مضمون قابل تحسین ہے۔

الٰہی ہو زورِ قلم اور زیادہ

ہے اور چونکہ بفضل الٰہی مسلمان بچّوں کی تعلیم فی الجملہ ترقی کرتی چلی جاتی ہے۔ اِس لئے سخت ضروری ہے۔ کہ ان نونہالوں کے بلند و بالا ہونے تک اِن کے قدرتی جوڑوں (مستورات) کے قابل و لائق بنانے میں بھی سرگرمی سے حصّہ لیا جائے۔ تاکہ قوم کی آیندہ پود سمجھ دار باغبانوں کی غور پرداخت میں بلا آور ہو سکے مگر افسوس دیکھا جاتا ہے کہ جب مسلمانوں میں احساس کا مادہ پیدا ہوا ہے تو اُن کے پاس ہر ایک بیماری کے ڈاکٹر اور ہر ایک دوائی کی خریداری کو دام نہیں ہیں۔ لیکن بہرحال جو لوگ اِس وقت زبانی اور نمایشی نہیں۔ بلکہ عملی طور پر کچھ کام کر رہے ہیں۔ وہ بڑی ہی قدر کے قابل ہیں۔ جنھیں ہمارے پُرانے دوست حاجی محمد غلام حسن خاں صاحب پشاوری آرمی کنٹریکٹر کا نام پوری عزّت کا مستحق ہے جو نہایت خاموشی کے ساتھ عملی طور پر تعلیم نسواں میں کا رآمد کوششیں کر رہے ہیں۔ اور نہ صرف زبانی بلکہ دام و درم کے اعتبار سے بھی اپنے آپ کو اِس نیک کام کے لئے وقف کر چکے ہیں۔ چنانچہ آپ کا قیام پونا میں تھا تو آپ نے انجمن حامئ تعلیم نسواں کے نام سے ایک کارکن انجمن کی بنیاد قائم فرمائی۔ اور اُس کا فرض یہ قرار دیا کہ غریب اور کم استطاعت مستورات کو سامانِ نوشت و خواند

ہم نے اِس کو شروع سے آخر تک پڑھا۔ اُردو سلیس اور شستہ ہے پیرایہ دلکش ہے۔ ایک یتیم اور غریب لڑکے کا حالت افلاس وتلاش سے تھوڑی مدت کے اندر اندر خدا کی پروردگاری کے مخفی قانون کے ذریعہ سے بات کی بات میں لاکھوں روپے کے ہیروں کا مالک بن گیا۔ ہینگ لگی نہ پھٹکری۔ مفت میں بیٹھے بٹھائے بادشاہ بن گیا۔ مگر ساتھ ہی اِس مقولہ کی تصدیق ہوتی نظر آتی ہے۔ کہ دُکھ کے بعد سُکھ۔ اور افلاس کے بعد فراخ دستی ہوا کرتی ہے خدا نے اِس کی امداد کر کے ثابت کر دیا۔ کہ وہ بیکسوں کا مالک اور یتیموں کا والی ہے۔ جو اُس پر بھروسہ رکھتے ہیں۔ کبھی وہ اُن کو خالی ہاتھ نہیں جانے دیتا۔ کتاب قابل دید ہے۔ نصیحت آموز حوصلہ افزا اور بے ایمان کو ایمان دار بنانے والی ہے۔ قیمت ایک روپیہ (عمہ) بلا محصول ڈاک پر مؤلف سے اقبال منزل پل بنگش دہلی سے مل سکتا ہے۔

تعلیم نسواں اور ایک ہمدرد

تعلیم نسواں کے نہایت ضروری مسئلہ پر مسلمانان ہند کو اس قدر دیر سے اور ایسے وقت توجہ ہوئی ہے کہ جب تقریباً تمدنی و معاشرتی ضروریات نے انہیں اِس واقعی کمی کا احساس کرا دیا

پس اِن کتابوں کی خریداری قوم کو تجارتی لحاظ ہی سے نہیں
بلکہ تعلیم نسواں کے ضروری مسئلہ میں امداد دینے کے لئے بھی نہایت
فراخ حوصلگی سے فرمانی چاہیئے۔ اور ہماری بہنوں کو ایک ایسے
سچے ہمدرد کے کام میں امداد دینے کے لئے ہر ایک مناسب
کوشش سے دریغ نہ فرمانا چاہیئے۔ بلکہ اپنے نیک منشا اور ادر
پاک کمائی کا کوئی حصّہ اپنی غریب بہنوں کی حمایت میں صرف کر کے
ثواب حاصل کرنا چاہیئے۔

جناب کیپٹن حاجی نور احمد خاں صاحب ایم۔ ایل۔ اے تحریر فرماتے ہیں

ڈیر غلام حسن خاں السّلام علیکم آپکا نادر تحفہ کتاب کی صورت
میں پہنچا۔ جسکے مطالعہ نے مجھپر ظاہر کر دیا کہ آپ نے علمی اور ادبی دنیا
میں خاصی ترقی کی ہے۔ آپ کی کتاب "الماس" ہیروں کے بادشاہ
کا پلاٹ اتنا دلچسپ ہے کہ جب پڑھنا شروع کیا تو ختم ہی کرتے بنی۔
مجھے آپ کے اچھوتے اور نیک خیالات دیکھکر از حد خوشی ہوئی
ہے۔ آپ کی یہ لاثانی کتاب طبیعت میں جھوٹا ولولہ نہیں پیدا کرتی
جس کے میں سرتاپا برخلاف ہوں۔ ایسی پُر اخلاق۔ نتیجہ خیز اور عمدہ
کتابوں کی ہمیں اُردو لٹریچر میں ازبس ضرورت ہے۔ میں آپ کے
سیدھے سادے الفاظ اور سلیس اردو میں ادائے مطلب کی داد

وغیرہ مفت بہم پہنچایا جائے۔ زیادہ تر حصہ خرچ کا وہ اپنے ہی پاس سے صرف فرماتے رہے۔ آپ نے اس مقدس فرض کو ویسی ہی مستعدی سے ادا کرنا شروع کر دیا ہے۔ چنانچہ ملتان میں بھی انجمن مذکور کو قائم ہو کر کئی ایک شریف اور غریب بہنوں کو علمی امداد دیئے جانے کا سلسلہ قائم ہو گیا ہے۔

اسی کام میں امداد دینے کے لئے حال میں آپ نے انگریزی اخلاقی ناولوں کا ترجمہ نفیس اُردو میں افشائے راز کے نام سے شائع کیا ہے۔ جس کا مطالعہ علاوہ اپنی عمدہ اور شائستہ زبان کی خوبیوں کے تجربہ کے دلنشین سبق سکھاتا ہے۔ اور ایک پشاور نژاد مسلمان کی شستہ اُردو بے اختیار داد پر داد دلوا دیتا ہے۔

یہ کتاب ڈھائی سو صفحہ کی ہے۔ جسے آپ نے اپنی لاگت سے چھپوایا ہے۔ اور اس کی قیمت عہ مقرر کر کے اس کی تمام آمدنی انجمن حامی تعلیم نسواں کے لئے وقف فرمائی ہے۔ حال ہی میں آپ نے ایک دوسری پُر اخلاق کتاب۔ جسے آپ نے "الماس" ہیرے کا بادشاہ کے نام سے موسوم کیا ہے لکھی ہے۔ کتاب پُر اخلاق ہونے کے علاوہ ایک ناصح مشفق بھی ہے۔ اور دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے۔ اس کا حجم ۳۶۰ صفحے ہے لکھائی چھپائی عمدہ اور قیمت عہ موزوں ہے۔

۳۰۳۵۰

دیتا ہوں۔ کیا ہی اچھا ہو۔ اگر آپ وقت نکال کر اپنی اس پُرلطف اور نامکمل کتاب کو جسے آپ نے "شیریں" کے دلاویز نام سے ملقب کیا ہے۔ اور جس کا مسودہ ایک جھلک میں نے بھی دیکھا ہے جلد چھپوا دیں۔ کہ عام اُس سے مستفیض ہوں +

قبل اِس کے کہ میں اس پُرمسرت خط کو ختم کروں۔ میں دعا کرتا ہوں کہ خداوند کریم و رحیم آپ کو دونی عمر اور تندرستی دے کہ ایسی پُراخلاق کتابیں لکھ کر ابنائے جنس کو فائدہ پہنچاتے رہیں۔ آمین۔ ثم آمین۔

"الماس" کا حجم ۳۶۰ صفحہ ہے۔ مجلد ہونے کے علاوہ ٹائٹیل کا بلاک دیدہ زیب ہے۔ اور اِس میں دو ہاف ٹون فوٹو بھی ہیں اور ان خوبیوں کے ہوتے ہوئے قیمت کلہم (عہ) ایک روپیہ بغیر محصول ڈاک ہے۔ یہ کتاب مؤلف خاں صاحب حاجی محمد غلام حسن خاں۔ ایم۔ آر۔ اے۔ ایس (لندن) اقبال منزل پل بنگش دہلی سے مل سکتی ہے +